

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي مَنْجَلِي أَفْرَحْ  
وَاحْلُلْ عُقْدَةَ مَوْتَكَ لَهُ لِمَنْ يَفْعَلُ فَأَغْوَيْ

# لُقْسِيرُ الْقُرْآن

بِزَبَانِ ارْدُوِّ مَعْ تَرْجِيمَ شِرْهَ قَانِ حَمِيد

جَلْدٌ شَسْتُم

جَمِيعِ جَمِيعِ سَوْيِنْ پَارِهِ حَمْ كَيْ سُورَتْ قَيْ سَيْكِيزْ نَوْ قُرْآنِ كِيمْ كَيْ پِجا سَوْيِنْ سُورَتْ ہے  
سُورَتِ النَّاسِ تَکْ جَوْ قُرْآنِ شَرِيفِ کَيْ آخْرِي اوْرِیمِ ۱۱ اوْیِنْ سُورَتْ ہے - مَفْصِل  
لُقْسِيرِ بِيَانِ كَلْكِٹَیِ ہے

مُؤْلِفَه وَ مَرْتَبَه

مولوی محمد انسا اللہ مبارک و ایڈ پڑا خبار وطن لاہور

جنون ۱۹۱۹ءِ مطابقِ رمضان المبارک ۱۳۴۰ھ میں

باہتمام بابو گوراندہ صاحب کپور آرٹ پریس لاہور میں چھپکر شایع ہوئی

عَمَّر

صَيْمَتْ فِي جَلْدِ

بِارِ اول



او سکے تمام کنہا (یعنی صفائح) معاف ہوئے۔ اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ ہی برا بر کیوں نہتے۔  
 وَاسْتَمِعْ وَمِنَّا دَلِلَاتٌ مُّبَشِّرٌ  
 ترجمہ:- اور اے پغمبر تم من رکھو جسد کے بکار نہ الاقریبے پکاریگا۔ جسد کے جنچ کو  
 واقعی سب نہیں گے۔ وہی دن نکلنے کا ہو گا۔ بالیقیس ہم ہی جلاتے اور ہم ہی مارتے ہیں اور  
 ہماری ہی طرف سکولوٹ کرتا ہے۔ جس نہ کمزین اون پر سے بچت جائیگی۔ اور وہ جلدی  
 سے چل کھڑے ہونے گے۔ یہ خشر ہمارے نزدیک ایک سہل سی بات ہے۔ جو کچھ یہ کہتے ہیں ہم اوسے  
 جانتے ہیں۔ اور اے پغمبر تم اون پر زبردستی کرنے والے نہیں۔ پس تم تو انہیں قرآن سناتے  
 رہو۔ جو (ہماری) دھمکی سے ڈرتے ہیں +

**تفسیر** - وَاسْتَمِعْ وَمِنَّا دَلِلَاتٌ مُّبَشِّرٌ کے دو معنی ہیں۔ اول یہ کہ اے پغمبر تم اور سران یعنی قیامت  
 کے حالات و کیفیت سنو۔ دوسرے یہ کہ صحیحہ قیامت و نشور کا انتظار کرو۔ غیرین نے لکھا  
 ہے کہ منادی سے مراد اسرافیل ہیں۔ جو خضرہ بیت المقدس پر کھڑے ہو کر بکار نہیں کہ اے گلی  
 ہوئی ہڈیو۔ اور بکھرے ہو گوڑو۔ اور بھٹے ہوئے گوشت اور پراغنڈہ بالو۔ اللہ تکہیں حکم دیتا ہے  
 کہ فیصلہ مقدمات کیلئے سب ہم جمع ہو جاؤ۔ مَا أَنْتَ عَلَيْهِ مُخْرِجٌ بَّلَّ  
 مسلمان بنانے پر قادر نہیں ہو۔ جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں۔ تم بھی سنو اور صبر کرو۔ تکہارا  
 کام صرف یہ ہے کہ جو ہماری وعیدہ ڈرتے ہیں انہیں تم قرآن پڑھ کر سناتے اور سمجھاتے رہو ہو

## تفسیر سورۃ الذاریات

کہیں نازل ہوئی۔ نہیں سلطھ آئیں تین سو سلطھ کلمے اور دو سوترا نوے حرروف ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالذِّي دَرَدَأَ  
 ترجمہ:- اون ہوا دل کی قسم ہے جو گرد اڑاتی ہیں۔ پھر بادلوں کو اٹھاتی ہیں۔ اسکے بعد  
 آہستہ آہستہ چلتی ہیں۔ اور پھرامر (بارش) کو تقسیم کرتی ہیں۔ کہ جو کچھ تم سے وعدہ کیا جاتا ہے  
 یہ بالکل سچ ہے۔ اور جزا ضرور پیش آئی ہے۔ اور لہروں والے آسمان کی قسم کہ تم اختلاف  
 والی باتوں میں پڑے ہو۔ اوس سے وہی پھرنا ہے جو حق سے پھرید یا گیا ہے۔ اُنکل کے تیر  
 نگے چلاندی اے مارے جائیں۔ جو غفلت میں بھولے ہوئے۔ سوال کرتے ہیں کہ جزا کا دن کب

ایس کے خلاف نہیں کرتے۔ بلکہ وہی کرتے ہیں۔ جو انکو حکم دیا جاتا ہے۔

**تفصیر۔** از روئے سیماق مطلب و دعا آیت کا یہ ہے۔ کہ اے ایمان والو۔ تم بھی رسول کی نافرمانی سے پرہیز کرو۔ اور اپنے اہل و عیال کو بھی باز رکھو۔ تاکہ عذاب الہی سے محفوظ رہو۔ یہ نہ سمجھو کہ یہ عتما ب صرف ازواج کو ہے۔ بلکہ سب کے لئے عبرت و موعظۃ ہے۔

**یا ایحیا الذین کفروا لا تعتذر و ادعیا** لتملون

ترجمہ۔ جب قیامت کے دن لوگ جزا اوسرا کے لئے ماضر ہونگے۔ ہم کافروں کے لئے کہیں گے۔ لے کفر کرنے والو۔ آج عذر معدود نہ کرو۔ جو کچھ تم نے کیا تھا۔ آج تم کو اسی کا تو بدل دیا جائے۔

**یا ایحیا الذین آمنوا توبوا الى الله** علیٰ کل شیئ قدایہ

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ تم اللہ کی جناب میں سچی نصیحت بخشیں تو پہ کرو۔ قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تمہاری بُرا ایمان تم سے دور کر جائے۔ اور تمہیں ان باعوں میں داخل کر جن کے نیچے سے ہٹریں ہتھی ہیں۔ اس دن کہ العذبی کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔ رسول اہمیں کرے گا۔ بلکہ اتنے کے ایمان کا وزان کے آگے آگے اور وائیں باعیں چل رہا ہو گا۔ اور وہ کہہ رہے ہوں گے۔ اے ہماسے پروردگار ہماسے لئے ہماسے بوڑ کو کامل کر۔ اور ہماسے گناہ معاف فرمائے کہ تو ہر ایک بات پر قادر ہے۔

**یا ایحیا النبی جاحدا الکفار** مع الداخلين

ترجمہ۔ اے نبی کافروں اور منافقوں سے جہاؤ کر اور ان پر سختی کر اور ان کا طھکانا جہنم ہے۔ اور وہ بہت ہی بڑا طھکانا ہے۔ کافروں کے حال کی مثال کے لئے اللہ نے زدن نفع اور زدن بوڑکا حال بیان کیا۔ جو ہماسے نیک بندوں میں سے دو بندوں کے نکاح میں تھیں۔ ان دونوں نے اپنے شوہروں سے خیانت کی۔ لیس وہ دونوں (نبی)، اللہ کے سامنے ان دونوں کو کچھ بھی فایدہ نہ پہنچا سکے۔ اور ان دونوں سے کہہ دیا گیا۔ کہ اور اغلب ہوئے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی جہنم میں جاؤ۔

**و ضریب اللہ مثیل ملذیں آصنوا** من العذتیں

ترجمہ۔ اور اللہ نے ایمان والوں کے حال کی مثال زدن فرعون سے بیان کی ہے۔ جیکہ اس نے کہا اے میرے پروردگار تو میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک مکان پڑا۔

اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے بچات ہے۔ اور ظلم پیشہ قوم سے بچا۔ اور عمران کی بیٹی مریم کے وال سے مثال دی جس نے اپنی عفت کو بچایا۔ پس ہم نے بھی اس میں اپنی ایک وجہ بھونکدی۔ اور وہ اپنے رب کی نت نیوں اور اس کی کتابوں کی مقداریوں کی رہی۔ اور وہ فرمانبردار بندوں میں سے بھی۔

**تفسیر مطلب دلوں تینوں آیتوں کا یہ ہے کہ جو جفا کا رہیں۔ اچھوں کا تعلق ان کے حق میں معینہ نہیں۔ خواہ وہ زن و فرزند ہوں یا اب وعم۔ جیسے کہ لفڑ اور لوڑ کا تعلق انکی بیویوں کے کچھ کام نہ آیا۔ اس لئے کہ وہ خود خطا کا رہیں۔ اور اپنے شوہروں کو ستائی تھیں۔ اور ایسے کام کرتی تھیں۔ جن سو ہدایت میں بخت پڑتا تھا۔ برخلاف اس کے جو خود اچھے ہیں۔ خواہ ان کا کچھ تعلق بیووں سے ہو۔ لیکن اس سے انہیں کچھ لفڑیاں نہیں۔ جیسے کہ زن فرعون ہاوجو دیکھ ایسے کافر کی بیوی تھی۔ لیکن ایکانڈار تھی۔ اور اللہ کے ہاں اس کا بڑا تباہ تھا۔ یا مریم بنت عمران کی تہمت لگانے والوں کیا جو کچھ کیا۔ لیکن چونکہ وہ خود باعہت اور نیک بندی تھی۔ ہم نے اس کے حال پر کوئی ناکوئی رحم و کرم فرمایا۔**

مدعا یہ ہے کہ اے از واج بھی تم کو از واج بھی ہوئے پر گھنٹ نہ ہو ناچا ہئے۔ اور بھی کہے ایذا و ناقریا فی سے احتراز کرنا چاہئے۔ درنہ زن لفڑ و لوڑ کا عالی تم کوشا یا چاچکا ہے۔ ناقریا کرو۔ تو تمہارا بھی یہی حال ہو گا۔ خواہ وہ ناقریا کسی بارہیں کیوں نہ ہو۔ مذہبی بات ہو۔ یا ملکی۔ قومی تھیا گھر یا رکی۔ ہر حال میں بھی کی فرمانبردار گرو۔

یہاں تک ہم نے اس سورت کی تفسیر میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہ مفسرین کی تحریر کا خلاصہ ہے کہ از واج پر جو عتاب ہوتا ہے۔ اس کا بنی مقدمہ عسل یا ماریہ قبطیہ کا معاملہ تھا۔ جیسا کہ بیان ہو چکا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بصرحت مذکور نہیں فرمایا۔ کہ بھی نے کیا راز کی بات کہی تھی۔ اور کس بیوی سے کہی تھی۔ اور اس کے انہار میں کیا ہر ج تھا۔ اسلئے مبہرہ ہی ہے کہ اس راز کے معاملہ کو علم الہی پر حضور دیا جائے۔ وہ کوئی راز نہ ہو گا۔ جس کا افشار رسول اللہ کے نزدیک مصلحت نہ تھا۔ لیکن چونکہ اسی سورت میں کفار و مخالفین کیسا تھا جہاد و سخنی کا حکم ہے سیاق و قیاس کا مقتضای ہے۔ کہ وہ راز کی قوی و ملکی معاملہ کا تعلق رکھتا تھا۔ والحمد للہ بالصلی

## لتفہیم سورۃ الہدک

لکھیں نازل ہوئی۔ آسمیں تیس آیتیں ہیں۔ اور تین سوتیس کلمات اور ایک ہزار تین سوتیہ حروف ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قرآن مجید میں تیس آیتیں ہیں۔ جو مرد کی شفاعت کریں گی۔ یہاں تک کہ وہ معاف کیا جائے گا۔ وہ تیس آیتیں تبارک الذی بیدہ الہدک المخ هیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تبارک الذی بیدہ الہدک ————— خاساً وَ حَفْوَ حَسِيبِ  
 ترجمہ۔ برکت والی ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں تمام بلک وسلطنت ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جس نے موت و زندگی کو پیدا کیا۔ تاکہ امتحان کوئے کہ تم میں سے اچھے عمل کرے والا کون کون ہے۔ اور وہ زبردست بخششے والا ہے۔ ایسا جس نے کہ اوپر تین سات آسمان بنائے۔ اے مخاطب تو حداںی صفت میں کوئی فرق نہ پائے گا۔ ہاں ذرا نظر دو ہر کیا تو اسمیں کوئی رخصہ و شکاف پاتا ہے۔ بچھڑا کر نظر ڈال۔ نظر ڈل اور باندہ ہو کر تیری طرف لوٹ آئے گی۔ ڈا در تو کوئی رخصہ و شکاف نہ پائے گا۔

لتفہیم۔ موت و حیات سے صفت موت و حیات مراہی ہے۔ یعنی وہی مارتا اور جلاتا ہے۔ اور موت و زندگی کا اصول و قانون اسی نے بنایا ہے۔ کہ مطبع و عاصی میں فتن ہو سکے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں۔ کہ موت و حیات عام مخلوقات کی طرح وہ تماز اشخاصیت مخلوق ہیں۔ اور مرتاج دینا جوہر جاندار پر طاری ہوتا ہے۔ اسی شخصیت کا پروتہ ہوتا ہے۔ و لعنة رینا السماء الدنيا ————— وَ بَسَطَ الْمُهَدِّيْمِ

ترجمہ۔ اور ہم نے قریب ترین آسمان کو چڑاغوں سے سجا یا۔ اور انکو شیطانوں کے لئے پھر اڑ بنا یا ہے۔ اور آخرت میں بھی انسکے بھر کتی ہوئی آگ کا عذاب تباکر رکھا ہے۔ اور جو اپنے پروردگار سے انکار و کفر کرتے ہیں۔ اُنکے لئے جہنم بہت بڑی بازگشت کی جگہ ہے۔

فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ

ترجمہ - حب بیہ لوگ اس جہنم میں ڈالنے جائیں گے۔ اس کی نہایت زور کی سائیں سائیں کی اواز منیں گے۔ اور وہ اس زور و شور سے بھر ٹک ہی ہو گی۔ کگویا مارے جوش کے پچھا چاہتی ہے۔ جب انہیں کافروں کا کوئی گروہ ڈالا جائے گا۔ تو جو فرشتے دونخ پر عذاب کیلئے متعین ہو گے۔ وہ ان سے سوال کریں گے۔ کیا تمہارے پاس اس عذاب سے ٹھرانے والا کوئی رسول نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے ہاں ہمارے پاس ٹھرانے والا تو آیا تھا۔ مگر ہم نے اسے جھپٹلا یا۔ اور کہا کہ اللہ نے کوئی چیز نہیں نازل کی ہے۔ تم بڑی مگر ہی میں پڑے ہو۔

**وَقَالُوا لَوْكَنَا نَسِيْعُ الْعُقْدِ**

— لا صحاب السعير —

ترجمہ - اور کہیں گے۔ اگر ہم نے انسکے کہنے کو سننا اور سمجھا ہوتا۔ تو دوزخیوں میں نہ ہو ستے۔ اب چونکہ انہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا۔ سوان دوزخیوں کے لئے پلاکت ہے۔

**أَنَّ الَّذِينَ يَحْشُوْنَ أَجْرَ كَبِيرٍ**

ترجمہ - جو لوگ کہ بغیر دیکھے بھاۓ اپنے پر در و گار سے ٹھرتے ہیں۔ ان کے سنت معافی اور بہت بڑا اجر ہے۔

**وَإِنْسَنٌ وَقَوْكَبٌ**

الیہ النشور

ترجمہ - اور لوگوں کو اپنی بات چکے سے کہو۔ یا اسے پکار کر کہو۔ اللہ تو تمہارے دل کی ہاتون نکتے یا خبر ہے۔ کیا وہ بھی نہ جائے گا۔ جس نے پیدا کیا۔ حالانکہ وہ بڑا پاریک ہیں اور باخبر ہے۔ وہی لوٹے ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے نرم کیا۔ کہ تم اس کے اوپر چلو پھر و۔ اور اس کا رزق کھاؤ۔ آخر کار قیامت کے دن اسی کی ہفت جمع ہو کر جانا ہے۔

**إِذَا مُنْتَهِيَّنَ فِي السَّمَاءِ اَنْ يَخْسِفُ**

کیعت نذر

ترجمہ - کیا اس اللہ سے جو آسمانوں پر ہے۔ تم اس بات سے بخوب ہو بیٹھے ہو۔ کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے۔ اور وہ پڑھی جھکوئے کھایا کرے۔ کیا تم اس ذراستہ سے جو آسمانوں پر ہے۔ اس بات سے بخوب ہو گئے۔ کہ وہ تم پر بچھر برسا نے۔ تم عنقریب دیکھ لو گے۔ کہ ہماری دہنکی سینی عذاب کیسا نکلا۔

**شئی بصیر** — ملقد کذب الظین —  
 ترجمہ۔ جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں۔ انہوں نے بھی نبیوں کو اسی طرح حبیطلا یا تحا  
 پس اے سخیبہ تم نے دیکھا کہ اسکے انکار کا انجام کیا ہوا۔ کیا ان لوگوں نے پرندوں پر  
 نظر نہیں کی جو ان کے اوپر ہوا میں کبھی پرچھیا تے ہیں۔ اور کبھی سمیت لیتے ہیں۔ انہیں  
 دونوں حالتوں میں کوئی تھامے ہوئے نہیں ہے۔ مگر اللہ بیشیک وہ ہر چیز کا دیکھنے  
 والا ہے۔

**امن حفل الذی** — و لغور —  
 ترجمہ۔ اللہ کے سوا وہ کون سا ہے۔ جو تمہارا شکر بن کر تمہاری مدعویٰ کرے۔ کافر فقط  
 وہ ہو کے میں پڑے ہوئے ہیں۔ یا وہ کون ہے۔ جو تمہیں رزق دے۔ اگر اللہ اپنا رزق  
 روک لے۔ کافر بڑی سرکشی اور ناحق کوشی پڑاڑے ہوئے ہیں۔

**امن همیشی ملکیا** — صراطِ مستقیم —  
 ترجمہ۔ آیا وہ شخص زیادہ ہدایت پر ہو سکتا ہے۔ جو منہ اوندرھائے چلا جاتا ہو۔ یادہ  
 جو سیدھا ہو کر راہِ راست پر چلتا ہو۔

تفہیم یعنی جواند ہے ہو کر باب دا وکی لکیر کے فقیر ہوئے ہوں۔ وہ پابند ہدایت  
 ہو سکتے ہیں۔ یادہ لوگ جو انہیں کھول کر دائیں باہیں دیکھ کر نیک و بد کو سمجھ کر راہ ہدایت پر  
 چلتے ہوں۔ جب فرقی ثانی ہی راہ راست پر چل سکتا ہے۔ تو گروہ اول اُسے کیوں  
 حبیطلا تا ہے۔

**الیک تحشرن** — قل صوالذی انشارکم —  
 ترجمہ۔ اے سخیبہ تم ان لوگوں سے کہو۔ کہ وہ خدا ہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔ اور  
 تمہارے نے سکان۔ آنکھوں دل بنائے۔ مگر تم بہت ہی کم اس کا شکر کرتے ہو۔ ہاں کہو  
 کہ وہی تو ہے۔ جس نے تم کو زمین پر پھیلار کھلا ہے۔ اور آخر تم سمبٹ کر اُسی کی  
 طرف جاؤ گے۔

**ندیم مبین** — دلیقیوں میں صدق ال وعد —  
 ترجمہ۔ اور یہ لوگ تم سے کہتے ہیں۔ کہ یہ وعدہ آخر کب آئیکا۔ اگر تم سچے ہو۔ تو بتاؤ۔  
 تم کہو۔ اس کا علم تو اللہ ہی کوئی ہے۔ میں تو ایک کھلاڑی نے والا ہوں۔

## تَدْعُونَ

فِلْمَارِكَاهْ نَزْلَفَةَ  
تَرْجِمَه - مگر جب اس عذاب کو عنقریب دیکھیں گے تو کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا - یہ ہے - وہ عذاب جس کا تم تقاضا کیا کرتے تھے -

قُلْ إِنَّ رَبَّكَ مَنْ أَحْصَلَكَنِي اللَّهُ  
منْ عَذَابِ الْيَمِ

ترجمہ - اے پیغمبر تم ان لوگوں سے کہو - کہ تم نے یہ بھی سوچا کہ اللہ اگر مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کرے - یا ہم پر حرم کرے - دلوں حالتوں میں کوئی ہے - جو کافروں کو دوناک عذاب سے بچانے سکے -

تفہیم یہ ہے کہ حقیقت دو حال سے خالی نہیں کہ ہم اور ہمارے ساتھی حق پر ہیں - یا ناجحت پر - فرض کرو کہ ہم ناجحت پر ہیں - اس لئے ہلاک ہونے کے اور گرفتار عذاب - تو پھر جو کافر ہیں - وہ عذاب سے کیونکہ بچ سکتے ہیں کیونکہ جب باعث عذاب کفر ہے - تو جو کافر ہو گا - عذاب پائے گا - اس لئے حق و یاطیل معلوم کرنے کیلئے غور کرنا اور آنکھوں کھول کر کام کرنا چاہئے - یہ کہنا درست نہیں کہ ہم نے اپنے ہاپ وادوں کو اسی راہ دروش پر پایا ہم بھی اس پر طبیں گے - ہم بڑے ہیں - یا بھلے ہیں - اس کا فکر نہ کرو - بلکہ یہ دیکھو کہ تم کیا ہو اور کیا کرتے ہو - اور اگر خلط کار ہو - تو تمہارا انجام کیا ہو گا -

قُلْ هُوَ الرَّحْمَنُ أَمْنَا بَلَهُ وَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا  
بِمَا إِعْلَمْ

ترجمہ - اے پیغمبر تم ان لوگوں سے کہدو - کہ وہ رحمان ہے چھپر ایمان لائے ہو - اور اسی پر ہم اعتماد رکھتے ہیں - پس تم کو عنقریب معلوم ہو جائے گا - کگرا ہی میں کون ہے - پیڑے پیغمبر تم منکر دل سے کہو - کیا تم نے کبھی یہ بھی سوچا - کہ اگر تمہارا پانی پیچے کو اتر جائے - تو پھر اب چاری کون تھا اے پاس لے سکتا ہے -

مطلب آیت کا یہ ہے کہ جو تم معبود سمجھو کر پوچھتے ہو - وہ اس قابل بھی نہیں - کہ کنوؤں کا پانی اتر جائے - تو وہ اے سے چڑھا سکیں - اور تمہاری حاجت کو پورا کر دیں - پھر یہ کیا چال ہے - کہ تم ان کو خدا کا مشترک بنا ستے ہو اور خدا کی عبادت چھوڑ کر انہی کی پرستش کرتے ہو -

## تفسیر سورہ نون

لکھ میں نازل ہوئی۔ اسمیں ۲۵ آیتیں تین سو کلمات ایکجواز و سچوپسیس حروف ہیں  
لیے — مَالَهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

ن والقلم و ما يسيطر عن — وَهُوَ عَلَمٌ بِالْمُعْتَدِينَ  
ترجمہ۔ ن فرم ہے مجھے قلم اور لکھنے والوں کے لکھنے ہوئے کی۔ اے پیغمبر تم اپنے پروردگار کے احسان و کرم سے دلوانے نہیں ہو۔ اور تمہارے لئے اجر ہے۔ جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔ اور بیشک تم بڑا خلق رکھتے ہو۔ سو عنقریب تم دیکھو گے۔ اور یہ منکر بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے دلوانہ و مجنون کوں ہے۔ بالعمدین تمہارا پروردگار جانتا ہے۔ کاس کے لستہ سے کوں بھٹک گیا ہے۔ اور وہی انکو خوب جانتا ہے۔ جو ہدایت پر ہیں۔

تفسیر۔ مقصود آیات کا رسول خدا کو لستی دینا ہے کہ منکر تم کو دلوانہ و مجنون کہتے ہیں۔ سو تم دلوانے نہیں۔ بلکہ تم اپنے حسن کردار و حسن خلق کی وجہ سے جو جنون دلوانگی کے بالکل منافی ہے۔ حسن اجر کے ستحق ہن۔ وہ وقت قریب آ رہا ہے کہ منکر اپنے کئے کی سزا کو پہنچیں گے۔ اور معلوم ہو جائے گا کہ دلوانہ کہنے والے خود دلوانے ستحق۔ فلا تقطع املکذین

ترجمہ۔ اے پیغمبر تم ان ہبھٹلانے والوں کے کہنے میں نہ آنا۔ جو چاہتے ہیں کہ اگر تم نہم پڑو۔ تو وہ بھی ترقی کرنے لگیں۔ تم کبھی کسی کسی ایسے کا کہانہ ماننا جو بار بار قسمیں کھائے۔ ذیلیں خوار ہوئے غیبت کرے۔ چغلیاں کھاتا پھرے۔ چغلائی سے لوگوں کو روکے۔ بندگی کی حد سے گدر کر گناہ کرے۔ اکڑتا پھرے اور ان سبب ہاتوں کے ساتھ ہی بد اصل بھی ہو۔ اور صرف اس بنا پر اکڑے۔ کہ دولت و اولاد و رکھنے لیے۔ جب اس کے سامنے ہماری آیتیں تلاوت کی جائیں۔ تو کہے یہ تو اگلے لوگوں کے افسانے ہیں۔

سنسمہ علی الحز طوم انا بیلود ختم — راعذابا لآخرة الہبیلو کا دو علمون  
ترجمہ۔ ہم عنقریب اس کے ناک پر داع نگائیں کے۔ ہم نے انکو بھی اسی طرح آذنا یا ہے جیسے کہ باغ والوں کو آزمایا تھا۔ جبکہ انہوں نے تم کھائی۔ کل صبح سویرے باعث پھل حضور توڑیں گے سا اور استثناء کیا ادا شاحدہ اکہا۔ پھر تیرے پروردگار کی طرف سے

ان باعنوں پر ایک بلا آنکھوںی۔ اور وہ ابھی پڑے سوہنی رہے تھے۔ پس صبح تک وہ تمام باع نئے کھڑے رہ گئے۔ دیا جل کر خاک سیاہ ہو گئے۔ اور انہوں نے صبح ہوتے ہوئے ایک دوسرے کو پکارا۔ کہ اگر بھل توڑ نے ہیں۔ تو اپنے باعنوں کو سورہ رے ہی طپو۔ پس وہ روانہ ہوئے۔ اور چیکے چکے آپس میں کہتے چلے یہ دیکھو آج کوئی مسکین تم تک باعنوں میں نہ پہنچ سکے۔ غرض اپنے اقتدار کا یقین کرتے ہوئے علی الصباح ہی بڑی جدوجہد کے ساتھ باعنوں میں جائیجے۔ لیکن جب انکو دیکھا۔ تو کہنے لگے۔ کہ ہم اور باعنوں میں آنکھے۔ چھپر پہچانا تو کہا نہیں۔ بلکہ ہم محروم ہیں۔ امنیں سے جو بہتر شخص تھا۔ اس نے کہا۔ میں نے کہا تھا۔ کہ تم اللہ کی شفیع و نعمتیں کیوں نہیں کرتے سواب انہوں نے کہا۔ اے ہمارے پروردگار تو تسبیح کا سزاوار ہے۔ اور ہم ظالم ہیں۔ چھار ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ اور پھر کہا۔ افسوس ہم سب ہی اعتدال کی حد تک بڑھ کر ہیں۔ شاید ہمارا پروردگار اسکے بدئے ان سے بہتر باع بدلتے۔ اب ہم اپنے پروردگار کی طرف جو شکر کر تھیں۔ یہی حال ہے۔ ہمارے عذاب کا اور عذاب آخرت اور بھی سخت ہے۔ کاش یہ لوگ سمجھیں۔

مدعا آیات کا یہ ہے۔ کہ یمنکران الوہیت و رسالت اپنے کفر و انکار سے باز نہ ایں گے۔ یہاں تک کہ اپنے کیفر کردار کو سمجھیں۔ جیسے کہ ان سے پہلے اور منکر پہنچ چکے ہیں ایسے یہ پہنچتا ہیں گے۔ جیسے کہ وہ پچھتا چکے ہیں۔ لیکن چھر بچھتا نے کوئی فایدہ نہ ہوگا۔ بلکہ خسیر فی الدنیا و الآخر ہو کر رہ جائیں گے۔

ان للہمَّ قَدْ عَنِّیْ عَنْدَ رَبِّهِمْ — ان کا نواصاد قین  
ترجمہ۔ بیشک پر ہمیزگاروں کے لئے انکھ پروردگار کے ہاں نعمتوں کے باع ہیں۔ کیا ہم فرنا برواروں کو مجرموں کے برابر کر دیں گے۔ منکر و تم کو کیا ہو گیا ہے۔ کیسے حکم دیکھاتے ہو۔ یا تمہارے پاس کوئی الہی کتاب ہے جو ہمیں تم پڑھتے ہو۔ کہ آخرت میں تم کو درہی ملے گا۔ جو تم پسند کرو گے۔ یا تم نے ہم سے ایسی فرمیں لے لی ہیں۔ جو قیامت تک رہیں گی۔ کہ تمہیں وہی ملتا ہے۔ جس کی تم فرمائش کرو گے۔ اے پیغمبر تم ان سے پڑھو تو کہ ان بالوں کا امنیں سے کون کون ذمہ دار ہے۔ یا وہ ذمہ دار ہیں۔ جنکو انہوں نے شر کی مدد کر رکھا ہے۔ اگر یہی بات ہو۔ تو اپنے شر کیوں کو بلا کر تو لاٹیں۔ اگر اسے ہی پتھے ہیں۔

یومن میکشحت ععن سماق — و حتم ساہموں  
ترجمہ جس دن سختیوں پر سے پر وہ اٹھا دیا جائے گا۔ رعنی قیامت کی سختیاں سامنے  
آجائیں گی) اور لوگ مسجدے کے لئے بلاسے چاہیں گے۔ تو وہ اس کی قدر تر نہ پائیں گے  
آنچھیں انکی جگہ ہوئیں۔ اور ذلت ان پر جھانی ہوئی طاس نے کہ دنیا میں انکو مسجدے  
کی طرف بلا یا جاتا تھا۔ اس دلگر یہ سجدہ نہ کرتے تھے، حالانکہ اسوقت یہ اچھے بھلے تھے۔ (طا  
وتواتی رکھتے تھے)

مطلوب یہ ہے کہ جو لوگ دنیا میں طاعت و عبادت کر پہلوتی کرتے ہے، قیامت کے  
دن بھی مسجد خداوندی نہ ہو سکیں گا۔ اور یحوم کالیفت سے مدبوش ہونے گے۔ یہی حضور کی  
میں حکم کی تعمیل نہ کر سکتا۔ دنیا میں انکی سرتباں اور گھنگھاری کی سند ہوگی اور وہ اپنے کئے  
کو پہنچیں گے۔

### فہد سعفی و من یکذ شب فتحہ مکتبون

ترجمہ مپس اے پیغمبر تم ہمیں اور ان لوگوں کو جو بخاری حدیث آخرت کو جھستلاتے  
ہیں ہم رفتہ رفتہ ان سب کو اس طرح پکڑ دیں گے کہ انہیں خبر  
بھی نہ ہوگی۔ اور انہیں مہلت بھی نہیں گے۔ بیشک بھارا داؤں پکادا داؤں ہے۔ کیا  
تم تبلیغ رسالت کا ان سے کچھ اجر چاہتے ہو۔ کہ وہ کسی تاوان کے پوجہ سے دبے مرتے  
ہیں۔ یا انکے پاس عنیب کی کتاب (دیوح محفوظ) ہے۔ کہ اس میں جو چاہتے ہیں۔ لکھ  
لیتے ہیں۔

مطلوب یہ ہے۔ یہ لوگ خواہ مخواہ انکار پر تھے بیٹھے ہیں۔ تم خواہ ان سے کسی بھی جملائی  
اور عاقبت اندیشی کی بات کہو۔ یہ نہ ہانیں گے۔ اس نے ہمیں کامن سے کچھ مانگتے  
ہو۔ اور چاہتے ہو۔ اور انکو اسکی دینا اگر اس پڑتا ہے۔ نہ اس نے کہ انہیں عنیب کا علم او غیرہ  
پر کچھ اختیار ہے۔ بلکہ انہیں ہم کس سے صندھے۔ جو کچھ ہم حکم دیں گے۔ اور تم ہمچاو کے یہ  
نہ ہانیں گے۔ یہاں تک کہ عذاب آخرت کو آنکھوں سے دیکھ لیں۔ بچھر جوع و توہر کرنے  
مگر بے سود۔ بہر حال یہ ہانیں یا نہ ہانیں۔ تم اسکے زمانے سے پر و اشته دل نہ ہو۔  
اور سایوسی کو دل میں جگہ نہ دو۔ بلکہ ہماسے حکم کی تعمیل کئے جاؤ۔

ناصیر حکم ربک ولا تکن

ذکر للعالمین

ترجمہ۔ اے پیغمبر تم اپنے پروردگار کے حکم پر صبر و ثبات پر قائم رہو۔ اور صاحب النبوت یعنی ذو النون کے مانند رہ بنو۔ کاس نے تنگ ول ہو کر اپنے پروردگار کو پکارا۔ اگر اس کے پروردگار کی سفالت اس کی مدد و کوئی آگئی ہوتی۔ تو وہ خراب خستہ کہیں کسی چیل چنگل میں چھینیک دیا گیا ہوتا۔ لیکن اس کے پروردگار نے اسے اختیاب کیا۔ اور بینکوں میں شامل کیا۔ اور وہ لوگ کہ کافر ہیں۔ جب ذکر یعنی قرآن تجھ سے سنتے ہیں۔ قریب ہے۔ کہ آنہکوں سے گھوڑ گھوڑ کر تجھ کو حق کے راستہ سے بھجا دیں۔ اور کہنے لگتے ہیں۔ کہ یہ دیوانہ ہے رجوا بیسی باتیں کرتا ہے، حالانکہ وہ قرآن دنیا جہان سائے عالموں کے لئے پند و نصیحت ہے۔

حن سے ردایت ہے کہ نظر بد کے نیروں جبرایات ثابت ہے) یہ آیت دو ہے جس کو نظر لگی ہو۔ اس کے اوپر اس آیت کو پڑھ دیا جائے۔

## تفسیر سورۃ الحاقة

کہیں نازل ہوئی۔ اسمیں باوں آئیں ہیں۔ اور دو سو چھپن <sup>۲۵۶</sup> کلمات اور ایک ہزار چھٹیں لحروف۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْحَاقَةُ مَا الْحَاقَةُ

ترجمہ۔ آفت آئی اور کسی بلاکی آفت۔ اور اے پیغمبر تم کیا سمجھے۔ کہ آفت کسی آئی شودا وہ ہادئے دلوں کو کہہ کر ہر اعینہ والی آفت یعنی قیامت سے انکار کیا۔ سو شوہد ہلاک کر دیا گیا باطل کی گرج کی شدت سے۔ اور عاد و هلک کیا گیا ایک زور کی سخت آندہی سے۔ جسے انہوں نے سات رات اور آنحضرت پر مسلط رکھا۔ پس اسے مخاطب تلوگوں کو راگر اس آندہی میں دیکھتا تو، دیکھتا کر یوں اکھڑے پڑے ہیں۔ جیسے گھوڑ کے کھوکھلے درخت ڈھنڈے ہوں۔ کیا تجھے اب انہیں سے کوئی بھی بجا بٹواد کہائی دیتا ہے۔ وجاء هر حرون ومن قبله

ترجمہ۔ اور فرعون۔ اور اس سے پہلے والوں اور قوم لوٹنے لگناہ کئے اور اپنے پروردگار کے رسولوں کی نافرمانی کیا پس اس نے بھی انکو اپنی سے اوپنی بھنی سخت پکڑ پکڑا۔

ہو گا ۵ اُسدن کہ آگ پر چلائے جائیں گے (اور کہا جائیگا) نواب اوس عذاب کے مزے چکھو۔  
جس کے لئے تم جلدی چاپا کرنے تھے ۷

تفسیر لکھا ہے کہ اللہ اور ایت وہ ہوا یعنی جو غبار اڑاتی ہیں۔ فالحاملات وہ بادل جھپٹانی  
کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ فالجاريات وہ کشتیاں جو پامی میں بہبولت وروالی چلتی رہیں۔ فلمقتست  
اہمًا وہ ملائکہ جو حکم خدا کے موافق بندروں میں ارزاق و عینہ تقسیم کرتے ہیں۔ مگر نہ کورہ بالا چاروں  
او صاف کو اوصاف ہوا بھی لکھا ہے۔ ترجیح میں ہم نے یہی صورت اختیار کی ہے۔ کہ بارش سے  
پہنچنے والے کی ہوا میں چلتی ہیں۔ گرد و غبار اٹھاتی ہیں۔ اسی میں وہ بادل اٹھاتی ہیں۔ اور پھر انہیں  
لیکر تیزی و سبکی کے ساتھ ہر طرف روانہ ہو جاتی ہیں۔ اور پھر حکم خدا کے موافق جہاں جہاں جتنا  
جتنا حکم ہوتا ہے وہاں وہاں آنساہی بر ساتی ہیں۔ اور تقسیم کرتی ہیں۔ اور آخر کو پھر وہی احیاء  
ارض کا باعث ہوتی ہیں۔ جنکو اللہ تعالیٰ نے بار بار حیات بعد الموت سے تشییہ دی ہے۔  
اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان اوصاف و حالات کے ذکور کے بعد فرمایا کہ یوم جزا کا جو حکم سے وعدہ  
کیا جاتا ہے وہ لا رسید رجح ہے۔ دیکھتے نہیں کہ ہوا کہاں کہاں کے ذات کہاں کہاں سنجاتی  
ہے۔ اور پھر وہی عالم پیش نظر ہو جاتا ہے جو کبھی پہنچتا تھا۔ اسی طرح قیامت کے دن یہی یہی  
ہوا۔ یا ہماری قدرت کی کوئی اور قوت اخراجی تصرف قد جسام کو جگہ کی جگہ پہنچاویگی اور ہم  
مردوں کو زندہ کر دیں گے۔ اسی پر التفاہ کیا بلکہ پھر تاکیداً تقسیم فرمایا۔ والستھما عذات الحجک  
حجک کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ ابن عباس نے کامل الخلقت اس کے معنی بیان کئے ہیں۔  
اور بعض نے حجک کے زینت معنی سمجھے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ حجک وہ حلقہ یا الہری ہوتی  
ہیں جو پامی یا ریت پر ہوا کے چلنے سے نہوار ہوئی ہیں۔ معنی تمام مربوط ہیں۔ ہم نے ترجمہ میں  
آخری معنی اختیار کئے ہیں۔ کہ زینت و حسن کو جام ہونیکے علاوہ نریت لکھتے ہیں۔ قول مختلف  
وہ قول ہے جسکا ثبات وقرار نہ ہو۔ کبھی کچھ ہوا اور کبھی کچھ۔ کفار و منکرین کہ کابھی یہی حل خفا۔ اور  
ہر ایک حق سے انکار کر شیوالے کا ہوا کرتا ہے کہ کبھی ایک بات پر نہیں جنتا۔ مطلب ایت کا یہ ہے  
زینت و زینت والے آسمان کی قسم۔ جس کا فقط قطعہ ہماری قدرت کا انہصار کرتا ہے۔ تم لوگ بے جوڑ  
اور بے شکی باتوں میں پڑے ہوئے ہو۔ اسی لئے کسی بات پر نہیں جنتے۔ اگر تم حق و صداقت پر ہوئے  
تو یہ اللہ پلٹ باتوں میں نہ ہوئی۔ تمہاری باتوں کا اختلاف خود اس بات کی دلیل ہے تم تھق  
پر ہو۔ جو کچھ کہتے ہو۔ نہیں خود اس کا یقین نہیں۔

**آتَنَا مَا طَغَى الْمَاءُ**

ترجمہ۔ جب پائیں طغیانی پڑیا۔ تو ہم نے تم کو شی پر سوار کیا۔ تاکہ اس واقعہ کو متیناری ایک یا دو گاربنائیں۔ اور سنئے ولے کا ان اس کو سنیں۔ (اوہ عبرت پھر طیں)

**فَإِذَا نَفَخْنَا فِي الصُّورِ**

ترجمہ۔ پھر جب صور میں ایک پھونک بچوں کی جائے گی۔ اور زین و آسمان اٹھا لئے جائیں گے۔ اور ایک ہی بار میں ان کا چورہ چورہ کر دیا جائے گا۔ اس دن واقعہ یعنی قیامت بھی واقع ہو جائے گی۔ اور آسمان پھٹ جائے گا۔ اسدن بالکل مکروہ بھیں سما ثابت ہو گا۔ اور فرشتے اس کے کناروں پر ہونے گے۔ اور انکے اوپر اے سغیرہ تمہارے پروردگار کے عرش کو آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہونے گے۔ اسدن تم خدا کے سامنے پیش کئے جاؤ گے۔ اور تمہاری کوئی چھپی بات خدا سے چھپی نہ رہے گی۔

**فَامَّا مَنْ أَدْتَ لَكُنْدِكَ**

ترجمہ۔ پھر جوں کو اس کی کتاب یعنی نامہ اعمال اس کے واٹیں ہاتھ میں دی جائے گی۔ وہ کہیں گا۔ لو جی پڑھو لو۔ یہ ہے میرا نامہ اعمال۔ مجھے دین ہی تھا۔ کہ میرا ایک دن حساب کتاب ہونا ہے۔ پس وہ پسندیدہ عیش میں ہے گا۔ یہ شست اعلاء میں۔ جسکے پھل سر پر جھکے ہوئے ہونے گے۔ اور انہیں حکم ہو گا۔ کہ ایام گذشتہ میں تم نے جو نیک اعمال کئے تھے۔ انکے پر لے میں مرے سے کھاؤ پیو۔ لیکن جس کو اس کا نامہ اعمال اس کے باٹیں ہاتھ میں دیا جائیں گا وہ کہیں گا۔ کاش مجھے میری کتاب نہ دیکھی ہوتی۔ اور مجھے خرچہ ہوتی۔ کہ میرا حساب کتاب کیا ہے۔ کاش موت نے میرا قصیہ چکا دیا ہوتا۔ میرا مال میرے کچو کام نہ آیا۔ میری سلطنت و قوت سب فاک ہو گئی۔ اس کی نسبت ہم حکم دیں گے۔ کہ اسے پکڑا لو۔ اور اس کے گلے میں طوق ڈال دو۔ پھر اسے دونخ میں جلاو۔ اور ایک زنجیر میں جنکا طول گز ہو۔ اسکو جکڑ دو۔ کہ یہ العذاب خطیم پر ایمان نہیں لا یا تھا۔ اور لوگوں کو عزیبوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا تھا۔ بس آج یہاں اس کا کوئی یار و مددگار نہیں ہے۔ اور نہ اس کے لئے کچھ کھانے کو ہے۔ سو اسے زخمیوں کے دہوون کے۔ جسے صرف گہنگا رہی کھاتے ہیں۔

**فَلَا اقْسَمْ بِمَا تَبَرُّونَ**

سر بک العظیم

ترجمہ۔ لوگوں کو کچھ تم دیکھتے ہو۔ اور جو کچھ نہیں دیکھتے۔ مجھے ان سب چیزوں کی قسم کی قرآن ایک رسول کیم سنبھی فرشتہ محرز کا پہنچایا ہے اکلام ہے۔ اور وہ کسی شاعر کا کلام نہیں مگر تم لوگ بہت ہی کم ناقین کرتے ہو۔ اور نئی کسی کامن کا قول ہے۔ تم لوگ بہت ہی کم غور کرتے ہو۔ یہ پروردگار عالم کا آثار اسہوا کلام ہے۔ اگر پیغمبر نے ہمارے نام سے بعض باتیں بنائی ہوتیں۔ تو ہم نے اس کا دیاں ہاتھ پڑھا کر اس کی گردان کاٹ دٹالی ہوتی اور تم میں سے کوئی ہم کو اس سے نزدیک سکتا۔ اور سہیں کوئی شک نہیں کہ یہ قرآن تو پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے۔ اور ہم بالیقین جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض اس کو جھپٹلاتے ہیں۔ اور سہیں بھی شک نہیں۔ کہ وہ کافروں کے لئے سُرست و انزوہ ہے۔ اور سہیں بھی شک نہیں۔ کہ وہ عین حق ہے۔ پس اے پیغمبر تم پروردگار بزرگ کی تسبیح کئے جاؤ۔

تفیر۔ تمام سورہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات و واقعات بیان کئے ہیں۔ کہ منکر قیامت کو بحق مان گر رہیں کھا اقرار کریں۔ اور اگر وہ اپنی گمراہی سے نہ بانیں۔ اور قیامت کی خبر دیئے والے کو۔ مجنون۔ شاعر۔ دیوانہ۔ کذاب کہتے جائیں۔ تو پیغمبر علیہ السلام مکدر اور خنزروہ نہ ہوں۔ بلکہ اپنے پروردگار کی یاد اور رسالت کی تبلیغ میں برابر صرگرم رہیں۔

حادث اصل میں اوس ذائقہ کو کہتے ہیں جو حق کو ثابت کر دے۔ عذاب قیامت کے نزدیک حادث اصل میں اس ذائقہ کو کہتے ہیں جو حق کو ثابت کر دے۔ عذاب قیامت کے سامنے دنیا میں ہی ایسے واقعات آئے کہ آخر اون کو مخبران صادق کی خبر کی تصدیق ہو گئی۔ اور آخرت میں جب قیامت کا سامنا ہو گا اس وقت بھی اونکو مانا پڑیگا۔

چونکہ عشر کمین و کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال پر کان نہ دہرتے تھے۔ اور پھر میان اڑاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ عاد و نمود۔ فرعون۔ اور قوم لوط بھی اپنے اپنے وقت میں اپنے رسولوں کی تکذیب کرتے تھے وہ ان کو دنیا اور آخرت کے عذاب کی خبر دیتے تھے۔ تو ان کی مہنگی اڑاتے تھے۔ آخر اون کا انجام یہ ہے کہ ایک چشم زدن میں میا میٹ ہو گئے۔ حالانکہ اون کے وہم و خیال میں ہی کسی طرح نہ آتا تھا کہ ہم یوں مت جائیں گے۔ بعدہ اسی طرح جب دنیا کا وقت آخر ہو گا۔ اور قیامت آئیگی۔ ایک آواز حور سے تمام نظام عالم درہم ہو جائیگا۔ اور عاصی و مطبع سب کو

پارگاہ خداوندی میں حاضر ہونا پڑے گا۔ نیک جو اپائیں گے اور بدتر۔ اس وقت کافر منکر تجھتا ہیں گے سُلْطَنِ لاحاصل ہو گا۔ اس لئے لوگوں سوچو کہ جس کلام کو تم شاعر اور کامنزانہ کلام کہتے ہو۔ کیا شاعر و کامن کا کلام الیسا ہی ہوتا ہے۔ بہت سے شاعر و کامن ہو گزے ہیں۔ ان کے کلام سے کلام اللہ کو تجھ بھی انبت ہے۔ آگاہ ہو کر یہ کلام خداوندی ہے۔ حکمت و فضیلت ہے۔ اس پر غور کرو اور ایمان لاو۔ ورنہ اپنے اس انکار و اصرار کا ایک دن مزہ چکھو گے۔

### تفسیر سورۃ المعارج

مکہ میں نازل ہوئی۔ سیص ۲۳۴، آتیں۔ دو سو بیش کلمات نو سو اسیں حروف میں  
بـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سال سائل بعد اب واقع ونراہ قریباً  
ترجمہ۔ ایک مانگنے والے نے کافروں پر واقع ہونے والا عذاب مانگا۔ جسے کوئی طال نہیں سکتا۔ اس اللہ کی طرف سے جو سیطر ہیوں یعنی آسمانوں کا مالک ہے جس کی طرف چڑھیں گے فرشتے۔ اور روح الامین۔ ایک نیں جس کی مقدار پچاس ہزار برس کے برابر ہے۔ پس اے پیغمبر تم صبر جمیل خقیا کرو۔ وہ اس عذاب کو دور دیکھتے ہیں اور ہم اس کو قریب پاتے ہیں۔

تفسیر روایت ہے کہ نفر بن حرث نے رسول اللہ سے کہا۔ کہ جو کچھ تم کہتے ہو۔ اگر یہ حق ہے۔ اور ہم پر عذاب آتا ہے۔ تو ہم توب جائیں کہ آج ہی وہ عذاب ہم پر آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے خودی کے دنیا کا عذاب دنیا میں اور آخرت کا عذاب آخرت میں ہونا ہے۔ جو عذاب آخرت میں مدتوں کے بعد ہونا مقرر ہو چکا ہے۔ وہ آج دنیا میں کیونکہ اجل کے لئے پیغمبر تم ان بکھوکیں کی ان باتوں سے شکستہ خاطر نہ ہو۔ اور آگاہ ہو کہ جس عذاب کو یہ دوسرے سمجھ رہے ہیں۔ وہ ہمارے نزدیک قریب اور بہت قریب ہے۔ مگر وہ عذاب دنیا کا نہیں۔ آخرت کا ہے۔ ہو گا روز آخرت ہی میں۔

فی یوم کان مقتل اسرہ الْمُؤْمِنِ اس کا تعلق بعض مفسرین کے نزدیک آخر جمالملاک ہے۔ یعنی مالک اور روح الامین ہی آسمانوں کی سماںت کو پچاس ہزار برس میں طے کرتے

میں بعین سیکھتے ہیں کہ ملائک اور روح الائین گواں مسافت کو دم زدن ہیں طے کر جاتے  
ہیں لیکن یہ مسافت اسقدر طویل ہے کہ اگر آدمی طے کرنا چاہے تو پچاس ہزار برس  
میں طے کر سکتا ہے۔ بعین سیکھتے ہیں کہ یوم قیامت مراد ہے کہ کفار کے لئے اس کی مقدار  
پچاس ہزار برس کے برابر ہوگی اور اس دن تمام ملائک حاضر با رگاہ الہی ہونے گے۔  
یہی صورت نیادہ قریب معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے ستر جمیں اسی کو اختیار کیا گیا۔

**فَاوْعِي** **يَوْمَ تَكُونُ النَّسَاءُ كَاطِهِنَّ**

ترجمہ۔ اس دن کہ زمگان پکھلے ہوتا ہے کی ماں نہ ہوگا اور پیار رنگی ہوئی اون کی ماں  
ہوگا اور کوئی اپنے پیٹ کونڈ پوچھے گا۔ حالانکہ وہ ایک دوسرے کو کہاں دوسرے ہے ہونے کے حد تک  
سامنے پہونچے گناہ گار آرزو کرے گا۔ کاش اپنے بیٹوں اور اپنی بیوی اور اپنے بھوڑے  
اور اپنے گلنے کو جو اسے پناہ دیا کرتا تھا۔ اور ان سب کو جوز میں پہ ہیں۔ اس دن کے عذاب  
پر لے میں دیتے۔ اور یہ اسکو سچا لیں۔ مگر یہ نہ ہوگا۔ بالیقین درج ایک لپٹ ہے۔  
اطراف بدرن کو کھنچ کھنچ کر جلس دیکی۔ جو ملٹھے اور منہ پھیر کر بجا گئے اور مال جمع کر کے  
محیطیوں میں بھرتے ہے۔ ان سب کو کھنچ بلائے گی۔

**فِي جَبْتِ الْأَكْسَانِ خَلْقَ حَلْوِ عَا**

ان الاکسان خلق حلو عا

ترجمہ۔ بیشک النسان بہت ہی محظوظ لا پیدا کیا گیا ہے۔ جب اسکی طرح کا لفظ ان  
ہنچتا ہے تو گھبرا ہفتا ہے۔ اوجب کسی طرح کا فایدہ ہنچتا ہے۔ تو سخن کرنے لگتا ہے  
لیکن نماز گزارس سے سنتے ہیں۔ جو ہمیشہ نماز ادا کرتے ہیں۔ اور جن کے مال میں سے سب  
دحیروں معلوم پاتے ہیں۔ اور وہ جو یوم جو اکی تصدیق کرتے ہیں۔ اور وہ جو لپٹ  
پر ورگار کے عذاب کے درستے ہیں۔ بیشک اسکے پر درگار کا عذاب نذر ہوئے  
سزا دا نہیں ہے۔ اور وہ جو اپنی شرمنگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں  
ان نوذریوں سے جن کے وہ مالک ہوتے ہیں۔ انکو کچھ علامت نہیں ہے۔ اور جو اس  
کے طلبگار ہوتے ہیں۔ وہ حد سے بڑھ جانے والے ہیں۔ اور وہ لوگ بھی جو اپنی امان تعداد  
و عددوں کی رعایت کرتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی شہزادتوں پر قائم ہیں۔ اور وہ جو اپنے  
نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ سب وہ لوگ ہیں۔ جو عزت سے باعذوں ہوں گے۔

**نَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا** صَمَاعِيلُون  
رجہہ۔ اے پیغمبر کیا حال ہے ان کافروں کا کہ تیری طرف دائیں اور باشیں سے زدہ گزوہ دوڑتے ہیں۔ کیا ان میں سے ہر ایک یہ طمع کرتا ہے۔ کہ آرام کی بست میں داخل کر لیا جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ بالسقین ہم نے ان کو پیدا کیا ہے س چیز سے کہ وہ جانتے ہیں۔

**قَنْسِيرِ صَمَاعِيلُون** اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ نطفہ جسی ناپاک چیز سے بدیا کیا ہے۔ محض مخلوق اذ نطفہ ہو کر وہ جنت میں کیونکر داخل ہو سکتے ہیں۔ اس کے لئے ایمان درو خانست شرط ہے۔ جس سے یہ لوگ بالحل کو رہے ہیں۔ بلکہ یہاں اور رو خانست کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ پھر جنت میں انکا داخلا کیونکر ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ان کو اس چیز سے پیدا کیا ہے۔ کہ یہ علم و عقل رکھتے ہیں۔ بھائیم کی طرح علم و عقل سے بے ہرہ نہیں بنایا۔ اس لئے یہ خود جان سکتے ہیں۔ کہ یہ حق جنت نہیں اس لئے جو کچھ کرتے اور جو کچھ اعتماد رکھتے ہیں۔ اس کی حقیقت انکی ضمیر سے نہال نہیں۔ فواہ زبان سے یہ کچھ کہا کریں۔

**كَانُوا يُوعَدُون** فلا اقسام برقی المشاسق  
رجہہ۔ یہ میں مشرق و مغرب کے مالک یعنی اپنی ذات کی قسم ہے۔ کہ ہم اس بات پر قادر ہیں کہ دنیا میں اسکے بدے ان سے بہر مخلوق بدل دیں۔ اور ہم اسی کرنے سے عاجز و مغلوب نہیں۔ لے پیغمبر تم ان کو چھوڑو۔ بیہودہ باتیں کرنے اور کھیلنے دو۔ یہاں تک کہ یہ دیکھ لیں اپنے بیویوں کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔ جسدن کہ یہ جلدی جلدی قبروں سے نکل کھڑے، ہونے کے کسی پالی کی طرف دوڑتے چلے جائے ہیں۔ آنکھیں جھکی ہوئی ہونگی۔ اخذ و لٹت پھر ہائی یہی دن ہو گا۔ جبکہ ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔

## لُقْسِيرِ سورۃُ الْفَحْ

لکھ میں نازل ہوئی۔ اسمیں ۸۰۰ آستین۔ ۲۲۳ کلمات۔ ۹۹۹ حروف ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

**كَنْتَمْ تَعْلَمُونَ** آنذاں سلطان نوح

ترجمہ - ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ کہ قبل اس کے کہ اس پر دروزناک عذاب آئے۔ اپنی قوم کو ڈرا۔ اس نے کہا۔ میری قوم میں تم کو کھلے طور پر ڈرانے والا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس سے ڈروا و میرا کہا مالز۔ اللہ تمہارے گناہ بخشنے گا۔ اور مقرر میعاد تک تم کو مہلت دیگا۔ بالیقین جب اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت آپنے تو ڈھیل نہ رکے گا۔ کاش تم اتنی بات سمجھتے۔

**قال رب اینی دعوت قومی — سبل انجاجا**

ترجمہ - اس نے کہا۔ میں نے اپنی قوم کو اے میرے پروردگار لات اور دن سمجھایا۔ مگر یہ جس قدر سمجھایا وہ او سیدر اوس کے مانشے سے بچا گے۔ اور جب جب میں نے اونکو سمجھایا تاکہ تو اون کے گناہ معاف فرمائے۔ انہوں نے اپنے کا نوں میں انگلیاں رکھیں اور اپنے کپڑوں میں اپٹ پٹ کئے۔ اور اپنی باتوں پر خندکی اور آکڑے پر میں نے اون کو پکار پکا رکر سمجھایا اور انکو غلامیہ بھی سمجھایا اور دبپردہ بھی۔ اور ان سے کہا کہ اپنے پروردگار سے معافی مانگو۔ بالیقین وہ ہڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسان سے مو سلا دھار میغہ رسانے لگا۔ اور فال والاد سے تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے لیے سباغ اگا ریکھا اور تمہارے لئے نہر میں بھائے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم نے اللہ کے وقار کا خیال ہی چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ اس نے تم کو طوراً بعد طوراً بنا یا۔ راور اس کا مغلوقت پر ہنچا یا ہے۔ کیا تم نے ہنیں دیکھا۔ کامن نے کیونکہ اس توں آسمان طبق بر طبق پیدا کئے۔ اور چاند کو امنیں ایک نوز پڑایا۔ اور اقتا ب کو حراج اور اللہ نے تم کو زمین سے ایک طرح اگایا۔ درہی تم کو اس میں لوٹا لے گا۔ اور وہی چھر تم کو نکال کھٹا کرے گا۔ اور اللہ ہی نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا ہے۔ تاکہ تم اس کے کھلے راستوں میں چلو کچھ رو۔

**قال نوح رب من دن الله انصارا**

ترجمہ - نوح نے کہا۔ اے میرے پروردگار۔ انہوں نے تمہارا کہانہ مانا۔ اور اس کی پریوی کی۔ جس کو مال اور اولاد نے سوائے نقصان کے اور کچھ نہیں دیا۔ اور بڑے بڑے مکر کئے۔ اور کاپس میں کہا۔ کہ تم اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا۔ اور نہ دو کو چھوڑنا۔ سوچ کو اور نہ لغیث اور لیعوق اور نشر کو۔ اور ان باتوں سے بہتوں کو گمراہ کر ڈالا۔ اور بڑے

ان ظالموں کی گمراہی کو اور زیادہ کر۔ وہ اپنی خطاؤں کی وجہ ہی سے غرق کئے گئے۔ اور پھر آگ میں دھلیں دیئے گئے۔ اور اللہ کے سوا انہوں نے اپنا کوئی مدد و گارہ پایا۔

و قال لِفْحَ رَبُّ الْأَنْذَرِ

ترجمہ مادر لغح نے کہا۔ اے میرے پر در و گار۔ ان کافروں میں سے ایک بھی رہنے والا انہیں پر زہ چھوڑ۔ بیشک اگر تو ان کو چھوڑے گا۔ وہ تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے۔ اور بد کار اور کافر نسل جنیں گے۔ اے میرے پر در و گار تو مجھکو اور میرے ماں باپ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لا کر میرے گھر میں آگئے ہیں۔ اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو معاف کرو۔ اور ظالموں پر تباہی کو زیادہ کر۔

تفسیر سورت کا ترجمہ اور مطلب صاف ہے۔ سورہ ماسبق کے لحاظ سے مطلب تمام سورت کا یہ ہے۔ کہ جو لوگ قیامت اور یوم آخرت کا یقین نہ کر کے عذاب عاجل کی درخواست کرتے ہیں۔ اس عذاب عاجل سے کوئی فایدہ مترتب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ جس عذاب کی میعادیوم جزا ہے۔ وہ اپنے وقت پر آئے گا۔ رہا دنیا کا عذاب وہ ہلکا ہو گا یا بھاری۔ اگر ہلکا ہو۔ تو منکر کب خیال میں ملانے والے ہیں۔ اگر بھاری ہو۔ تو طالبان عذاب خود ہلاک ہو جائیں گے۔ اس عذاب سے انہیں عبرت اور فایدہ کیا ہو گا۔ چنانچہ قوم نوح پر عذاب آیا۔ وہ سب عذاب ہو کر جہنم میں گئے۔ انہیں کیا عبرت ہوئی۔ عبرت ہوئی کہ مدد اور دسر دل کے حال سے۔ ایسے واقعات بارہا پیش آچکے ہیں۔ اگر منکروں کو عبرت پکڑنا اور عقل سے کام لینا ہو تو واقعات گذشتہ عبرت و نصیحت کیلئے کافی ہیں۔

## تفسیر سورۃ الحجۃ

مکہ میں نازل ہوئی۔ آسمیں ۲۷، آستین۔ ۵۰ کلمات۔ ۴۰۰ حروف ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ إِنَّهٗ أَسْتَعْنُ بِنَفْرِ

ترجمہ۔ اے پیغمبر لوگوں سے کہمود۔ کہ میرے پاس وحی آئی ہے۔ کہ جنات میں سے چند بنوں نے قرآن پڑھنے ہوئے سنا۔ پس انہوں نے اپنی جماعت سے جا کر کہا۔ کہ ہم نے عجب قرآن سنا۔ جو بجلائی کی راہ دکھاتا ہے۔ سو ہم اس پر ایمان لے آئے۔ اور ہم کو

اپنے پروردگار کا شرکی نہیں تھا رائیں گے۔ اور بالیقین ہمکے رب کی طبیعتان ہے۔ اس سے نہ تو کسی کو بیوی بنایا ہے۔ اور نہ کسی کو بیٹا بیٹی۔ اور ہم میں سے احمد تھے۔ جو اللہ پر  
بہت ادنیٰ باندھ حاکر تھے۔ اور ہم یہ خیال کرتے تھے۔ کہ کوئی انسان اور کوئی حجت اللہ پر بہت  
بنازد ہے گا۔ اور بعض ایسی سرد جن مردوں کی پناہ پکڑا کرتے تھے۔ اس سے ان مردوں نے  
ان جنگل کا غزوہ اور زیادہ کر دیا۔ اور وہ بھی ایسا ہی اسماں کرتے تھے۔ جیسا کہ تم کا اللہ کسی  
کو موت کے بعد پھر سے نہیں جلتے گا۔ اور ہم نے آسمان کو ٹوٹا۔ نواس کو سخت پھر چوک  
اور انکاروں سے بھرا ہوا پایا۔ اور پہلے ہم اس میں آسمانی باتیں سننے کے لئے جائیں چھتے تھے  
لیکن اب جو چنی کا ارادہ کرے۔ تو وہ شہاب کے انکاروں کو اپنی گھات میں پائے گا۔ یہ  
بھیں معلوم نہیں۔ کہ اس آتش جہاں سے زین والوں کے لئے کوئی عجائی سوچی گئی ہے۔  
یا انکے پروردگار نے ائمہ ساختہ کوئی بھلائی پھر فی چاہی ہے۔ اور ہم میں سے کچھ تو نیک ہیں  
اور بعض ہم میں سے اس سے گھٹ کر ہیں۔ کیونکہ ہمارے مختلف فرقے تھے ہیں۔ اور ہمیں  
یقین ہو گیا ہے۔ کہ ہم زین میں خدا کو ہر انہیں سکتے۔ اور نہ بھاگ کر اسے عاجز کر سکتے ہیں۔  
اور ہم نے جب پڑائیت کی بات سنی۔ اس پر ایمان لے لئے۔ پس جو شخص اپنے پروردگار  
پر ایمان لائے گا۔ اسکو نہ کسی نعمان کا ڈور ہو گا۔ اور نہ کسی طرح کے زور ظلم کا۔ اور ہم میں  
بعض تو فرمان پڑا ہیں۔ اور بعض نافرمان۔ پس جنہوں نے فرمانبرداری اختیار کی۔ انہوں نے  
سید محار استہ طہو نہ حملیا۔ رہے نافرمان سو وہ دوزخ کا ایندھن ہو گئے۔

**تفسیر سورہ الحج** میں سابق اجنات کے متعلق کچھ مذکور ہو چکا ہے۔ یہاں صرف  
اتنا قابل بیان ہے۔ کہ حجت اللہ کی ہستی کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ اس سورہ میں رسول  
حداصلی اللہ علیہ وسلم کے انکو دیکھنے کا ذکر نہیں۔ جیسا کہ صحیحین میں۔ ابن عباس سے  
مردی ہے۔ یہاں صرف اتنا مذکور ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو وحی بھیجی۔ کہ  
اے پیغمبر لوگوں کو اکاہ کر دو۔ حجت کا ایک گردہ قرآن کرایمان لاجپکا ہے۔ تاکہ اہل  
اسکا خوش ہوں۔ دو مندرین آتش حسد سے جل کر خاک ہو جائیں۔

طائفہ میں الحج کے ایمان لانے کی کیفیت یوں بیان کی گئی ہے۔ کہ قبل از عبادت  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی حرث جا کر کچھ عنیب کی خبریں لا یا کرتے تھے۔  
اوے بھر، حامنوں اور کامنوں کو بتایا کرتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

رسالت پر مأمور ہوئے۔ اور غیب کی خبروں دینا آپ کا فرض ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے جنوں کے آسمان تک پہنچنے کی راہ بند کر دی۔ تاکہ عامل و کاہن اپنے جنوں کے سہماں پہنچیں بڑھ کی برابری کا دعویٰ نہ کر سکیں۔ جب جنوں کو آسمان کا راستہ بن نظر آیا۔ تو در دپے تلاش ہوئے۔ تاکہ معلوم کریں کہ یہ کیا ہوا۔ انکی ایک جماعت اسی تلاش میں مکہ کے قریب آنکلی۔ اور رسول اللہ کو قرآن پڑھتے سنا۔ قرآن کی حفاظت انکے دل میں جگہ کر گئی۔ خود ایمان لے آئے۔ اور واپس جا کر اپنی جماعت سے کہا۔ کہ آج ہم نے عجب قرآن سنا۔ جو ہدایت کی راہ بتاتا ہے۔ ہم اسپر ایمان ہے۔ دور آجتنک جن غلط راہوں اور بالوں کے گرویدہ تھے۔ ان سے توبہ کی معلوم ہو کر آسمان کی راہ جو بند ہو رہی ہے۔ وہ سب اسی لئے ہے۔ کہ جن آدمیوں کو گراہ نہ کریں اور آدمی جنوں کے سہماں سے پر غیبیت ان کا دعویٰ نہ کر سکیں۔ باقی وہی باتیں ہیں۔ جو ان ایمان لانے والے جنوں نے اپنی قوم سے از راہ استعجا ب بیان کیں۔ یا از راہ ہمایش کیسیں۔ جن۔ سے انکی اور انسانوں کی سابقہ غلط روی کا انہمار ہوتا ہے۔

وَلَمْ يَقْدِمُوا

ترجمہ۔ اور اگر وہ اپنی راہ پر چلتے رہتے۔ تو ہم انکو اپنی نعمتوں سے نہال کر دیتے۔ (ان پر خوب میںہ برساتے۔) تاکہ ان نعمتوں میں ان کی شکرگزاری کا امتحان کریں۔ اور جو اپنے پروردگار کی راہ سے روگردانی کرے گا۔ وہ اس کو سخت عذاب میں ڈالے گا۔ اونچینے مسجدیں اللہ کی ہیں۔ پس تم بھی اللہ کے سو اکسی کونہ پکارو۔ اور جب وہ بندہ خدا اسکی عبادت کو کھڑا ہوتا ہے۔ (دیا ہوا) قدر قریب تھا۔ (دیا ہوتا ہے) کہ لوگ اس کو حب طے جائیں۔ اے پیغمبر تم ان سے کہدو کہ میں اپنے رب کو پکارتا۔ اس کی عبادت کرتا ہوں۔ اور کسی کلوس کا شرکیں نہیں کھڑھاتا۔ کہدو کہ میں ہم کونہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہوں۔ نہ کچھ بھلبائی اور فایروں کی میرے احتیارات میں ہے۔

تفسیر۔ لواستقاموں کی صنیل کے باب میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ ماری ہے۔ کہ اگر قاسطین من الحجۃ پارہ ہدایت پر قائم رہتے۔ تو ہم ان پر خوب میںہ برساتے یعنی اپنی نعمتوں سے ملالاں کر دیتے۔ غرض آگے تمام بیان کو جنوں سے متعلق کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں۔ قاسطین تک جنوں کی نذکور ہو چکا۔ لواستقاموں سے اہل

ملک کا مذکور شروع ہوتا ہے کہ اگر وہ ہدایت پر قائم ہوتے۔ تو نہائے الہی کے ستحق ہوتے پر دربے بارشیں ہوتیں۔ اور جس مخطا اور خشک سالی کی وہ اسوقت تکلیف اٹھاتے رکھتے۔ اس سے دوچار نہ ہونا پڑتا۔ چونکہ وہ راہ حق پر قائم نہ رکھتے۔ ان پر دنیاوی عذاب نانل ہو رہا تھا۔ اور عذاب آخرت کی خبر وی جاتی رکھتی۔ تاکہ وہ ایمان لائیں۔ اور عذاب دنیاوی عقیبے سے اپنے آپ کو بچالیں۔ اگرچہ مذکورہ بالآیات تک یہ دونوں معنی مربوط ہو سکتے ہیں۔ لیکن ثانی الذکر زیادہ مناسب ہیں۔ اسی لئے اگلی آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جب نماز پڑھتے دیکھتے۔ تو از رکہ تجھاب آپ تو اگر طھیر ریتے۔ اور پوچھتے۔ کہ تم یہ کیا کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ کہ کہدو۔ میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں۔ اور ساختہ ہی دین و ایمان کی تعلیم کرو۔ کہ میں کسی کو خدا کا شرکیہ نہیں مانتا۔ نہ لفغ اور لفظ دن میں مجھے کسی مضم کا وصل ہے۔ میں صرف اللہ کا رسول ہوں اور تبلیغ رسالت میرا کام ہے اور ہیں۔

قل ایتی دن یجید رنی سکھشی عدداً

ترجمہ۔ کہدو۔ کہ مجملو اللہ کے مقابلہ میں کوئی بھی پناہ نہیں دے سکتا۔ اور نہ میں اس کے سوا کوئی پناہ پاتا ہوں۔ مگر یہ کہ اللہ کے پیغاموں کو پہنچا دوں۔ پھر جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا۔ اس کے لئے آتش جہنم تیار ہے۔ جس میں ہمیشہ پڑا جلا کرے گا۔ لگدینکرنہ مانیں گے یہاں تک کہ وہ آنکھوں سے دیکھوں۔ جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔ اس وقت ان کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ کس کے مردگار کمزور اور کم ہیں۔ اے پیغمبر کرہہ رو۔ کہ میں نہیں جانتا۔ کہ جس دعذاب کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔ وہ قریب ہے۔ یا میرا پروردگار سے کسی میعاد پر اسکھار کھے گا۔ غیب کا اسی کو علم ہے۔ وہ کسی کو اپنے غیب سے آگاہ نہیں کرتا۔ ہاں رسولوں میں سے جس کو پسند کرے۔ داس کو جبقدر چاہتے ہے۔ بتا دیتا ہے۔ اس لئے کہ اسی طرح چلتا پھرتا اور کام کرتا ہے۔ کہ اس کے آئندے پیچھے نگہبان لکھتے ہوتے ہیں۔ تاکہ معلوم کرے۔ کہ انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغام پہنچا دیئے۔ اور وہ ان کے تمام کاموں کا احاطہ اور ہر چیز کی گستاخی تک کا حصر رکھتا ہے۔

یوْفَاقِ عَذَابٍ مِّنْ عَذَابِ کُفَّارٍ نے لکھا ہے کہ قرآن مجید کی طرف راجع ہے۔ لیکن سیاق و سابق دلائق چاہتا ہے کہ اس سے یوم حِزَارِ دُو ہو۔ جسکو بالیقین وقوع کی سابقًا خبر دی۔ اور پھر اوس سے غفلت میں بھی بتایا گیا۔ افک کے معنی ہیں کسی چیز سے اعراض کرنا۔ طلب یہ کہ قرآن یا روزِ حِزَار سے وہی گریز کرتا ہے جو راہِ حق سے پھر گیا۔ یا اپنی ضد اور اصرار کی وجہ پھر دیا گیا ہو۔ جمیع الی الحق کی آئمیں صلاحیت نہ ہو۔ اور انوادُول باتوں کا فریفہتہ ہو رہا ہو جس کا بطلان خود انکے بائی خلافتے عیاں ہے۔ اسلئے آگے فرمایا قُتْلَ الْخَنَّاصُونَ۔ یہ کذاب تسلی سے باسیں بنانیوالے ہاں ک وباہ ہوں کہ غفلت و فراموشی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور سوال کرتے ہیں کہ آخر وہ جِزا کا دن کب آئیگا کہ کس قدر گراہ ہیں کہ یہ سوال کرتے ہیں۔ اور اسپر اصرار کرنی سے باز نہیں آتے۔ انہیں سو کیا غرض کہ کب آئیگا۔ انہیں اگر سوچنا چاہئے تو یہ بات کہ بھی سکتا ہے یا نہیں۔ جب وہ آسکتا ہے جیسا کہ اور ہزاروں عظیم الشان حوادث اپنے اپنے وقت پر آتے ہیں حالانکہ پہلے سر کسی کو اونکے نہ آئیکا وقت معلوم ہوتا ہے اور نہ بتایا گیا ہوتا ہے۔ ایسے ہی قیامت بھی جو اسکتی ہے اور جسکی خبر دیجارتی ہے اپنے وقت پتا یگی۔ انہیں اس کا تہیہ کرنا چاہئے۔ نہ یہ سوال۔ اور سوال پر اصرار کہ کب آئے گی۔ اسے پیغیزی نہیں مانتے قوم ہی ان سے ان کی استہنہاد کے جواب میں کہہ دو کہ یہ جِزا کا دن وہ سن آئیگا جبکہ تم آگ کے انکاروں پر لوث رہے ہو گے۔ اور تم سے کہا جا رہا ہو گا کہ لو اب تم اوس عناد کا مزاچکھہ لوحسلک لئے جلدی مچایا کرتے تھے۔ اور اس حقیقت کو نہیں میں اڑایا کرتے تھے۔

**إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَّحَدْوَنِ** ————— **مِثْلَ مَا أَنْتُمْ تَذَكَّرُونَ**

قرآن مجید۔ اور بالیقین پر ہیزیر کار باغوں اور جنتوں کے درمیان ہونگے۔ لیتے ہوئے وہ چیزیں جو انہیں اون کا رب سے رہا ہو گا۔ (اسلئے) کہ یہ لوگ اس سے پہلے ہلے کام کرنیوالے تھے ن رات میں کم حصہ سوتے تھے۔ اور صبح ہوتے معافی مانگا کرتے تھے۔ اور اون کے ماں میں سوال کرنیوالے اور محروم کا حصہ تھا۔ اور یقین لانیوالوں کیلئے زین میں آیات قدرت ہیں۔ (ملکہ بوگو) خود تمہارے نفسوں میں بھی۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ اور تمہاری روزی اور جو کچھ تم سے وعدہ کیا جاتا ہے سب آسمان میں ہے۔ آسمان اور زمین کے رب کی قسم تحقیق وہ (قرآن) حق ہو۔ ایسی ہی صیغہ تم بولتے ہو تو تفسیر۔ کَأَنُّا قَلِيلٌ وَّمَنِ اللَّهِ إِلَّا يَعْلَمُ۔ ما زاندہ ہے اور یکجھوں۔ کانوں کی خبر ہے۔ مطلب ہے کہ رات کا بیشتر حصہ بیداری اور یادِ الہی میں گزارتے تھے۔ اور کم سوتے تھے اور پھر فجر ہوتے ہو تے الحکار تو بہ دستغفار میں مشغول ہو جاتے تھے۔ ابن عباسؓ نے معنی آیت

## تفسیر سورہ مزمل

بیشتر کہ میں نازل ہوئی - اس میں ۷۰ آیتیں - ۵۰۰ کلمات - ۳۴۸ حروف ہیں۔

**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ**

**يَا أَيُّهَا الْمُنْذَلُ قَمِ اللَّيْلَ**

ترجمہ - اے چادر میں پستے والے دیا حال نبوت رات کو نماز میں کھڑا رہو۔ مگر کچھ آرام بھی کر۔ یعنی آہی رات کھڑا رہ۔ یا اس میں سے وحی اور حکم کرنے۔ اور قرآن کو کھڑھر کر پڑھا کر ہم عنقریب تجھ پر ایک سنگین رعنیم، کلام نازل کر دیں گے۔ بالیقین رات کا عمل زیادہ موافق اور گفتار کے لحاظ سے زیادہ راست و صواب ہوتا ہے۔ بیشک دن کو سختے مشاغل زیادہ ہوتے ہیں۔ اور پس پس پروردگار کا نام لے۔ اور ٹوٹ کر باطل اسی کا ہو جا۔ وہ پروردگار جو مشرق و مغرب کا راہک ہے۔ اس سے سوا کوئی محبوب نہیں ہے۔ تو اسی کو اپنا کیلیں بننا۔ اور لوگ جو کچھ پڑا بھلا کہتے ہیں۔ اس پر صبر کر۔ اور ان کو خفی کے ساتھ چھوڑ کر انک ہو جا۔ اور مجھے اور مجھٹلاتے والے اہل سخت کو چھوڑ دے اور انہیں حکومتی سی ہملت دے۔ رجھر ہم دیکھ لیں گے اتحاقیت ہمارے پاس بڑیاں اور دوزخ ہے۔ اور پھر لگتا دینے والا کھانا اور سخت عذاب بھی۔ اوس دن کہ زین اور پھر سب لرزائیں گے۔ اور پھر ریت کے ٹیکے ہو جائیں گے۔

تفسیر - ابتداء میں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آتی۔ تو آپ کو ہنایت ہمیت ہوتی۔ خود کیلیں چادر پیٹ لیتے۔ اور وہ سے فرماتے۔ کچھ کپڑوں میں پیٹ دو۔ اسی لئے آپ کو یا **يَا أَيُّهَا الْمُنْذَلُ** کہا خطا بکیا گیا۔ قیام اللیل یعنی عبادت شبکا کم و بیش آہی رات کا حکم دیا گیا۔

ابتداء میں جب تک نماز پنجگانہ فرض نہیں ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام شب نماز میں گذستے۔ یہاں تک کہ پاؤں پر ورم آ جاتا۔ اس لئے کہ طاعت و عبادت کا حکم تھا۔ اور وقت الحدیں و مقرر رہ تھا۔ جب یہ امت نازل ہوئی۔ تو کم و بیش آہی رات تک اول یا آخر یا وسط میں مشغول عبادت رہنے کا حکم آگیا۔ جب نماز پنجگانہ فرض ہو گئی۔ تو امت سے قیام اللیل ساقط ہو گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

بھی صرف نماز تجد فرض رہ گئی۔ لیکن آپ نماز تجد کو بہت طول دیتے تھے۔ اور رات کا بہت سا حصہ سی میں نماز دیتے تھے۔

قیام اللیل کے حکم کے ساتھی اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ اور جگتی یہی بیان فرمائی کہ ہم عنقریب کلام سننگیں لعین امر و لواہی ایسے نازل کر دیا ہے میں جن کی تعمیل و تبلیغ کا تم پر بڑا ہو گا۔ نیز قیام کورات سے اس لئے مخصوص کیا ہے۔ کہ رات کا وقت سکون و اطمینان کا وقت ہوتا ہے۔ جو کچھ دل میں ہوتا ہے۔ زبان سے پورا ادا ہوتا ہے۔ جو کچھ زبان سے نکلتا ہے۔ دل کے موافق ہوتا ہے۔ اس لئے اے پیغمبر تم رات کو شغل عبادت رہو۔ اور جو احکام پہنچنے والے ہیں۔ انکی تعلیم و تبلیغ سے لئے اپنے آپ کو تیار کرو۔ اگر اہل و نیام کو جھٹپٹا تے ہیں۔ اور کہاں نہیں تائیتے۔ اس کا غم نہ کرو۔ بلکہ صبر کرو۔ اور ان سے طرح دیجایا کرو۔ ہم قیامت کے دن انہیں سے ایک ایک کو دیکھ لیں گے۔ ہماری بچٹ سے پنج کروہ کہاں جا سکتے ہیں۔ آگے منکرین کی طرف خطاب ہے۔

ان اسرار سلنا الیکم رسالہ — الی رسبه سبیلہ

ترجمہ۔ ہم نے تمہارے پاس ایک رسول بھیجا۔ جو ہمارے اوپر گواہ ہو گا۔ جیسے کہ فرعون کی طرف رسول بھیجا کھتا۔ پس فرعون نبینے رسول کا لہذا نہ مانا۔ ہم نے بھی اس کو بُری پکڑا۔ اگر تم بھی کافر ہو تو کیسے بیچ سکو گے۔ اسدن جو ہر چوں کو بوڑھا بناوے گا۔ آئے پھٹ جائے گا۔ یہ خدا کا وعدہ ہے۔ جو ہو کر رہے گا۔ یعنی فیضت کی باتیں ہیں۔ پس جو پا اپنے پروردگار تک پہنچنے کا راستہ پکڑ لے۔

ان ربک دیلم — ان الله عفو الرحمي

ترجمہ۔ اے پیغمبر تیر پروردگار جانتا ہے۔ کہ تو اور وہ جماعت جو تیرے ساتھ ہے کبھی تم دو تھائی رات سے کچھ کم کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تھائی رات کھڑے ہستے ہیں اور رات دن کا ٹھیک اندازہ اللہ ہی کر سکتا ہے۔ وہ جانتا ہے۔ کہ تم وقت کا ٹھیک ہا نہیں کر سکتے۔ اس نے تمہارے حال پر رحم کیا۔ اب تم قرآن میں سے جتنا اسانی سے پڑھ پڑھ لیا کرو۔ وہ جانتا ہے۔ کہ تم میں سے بعض آدمی بھار ہوں گے۔ اور بعض دوسرا نے فضل یعنی روزی کی تلاش میں زین میں سفر کریں گے۔ اور راہ خدا میں رُطیں اس لئے جتنا آسان ہو سکے۔ قرآن پڑھ لیا کرو۔ اور نماز کو قائم کرو۔ اور نیکو ہو۔

اور اللہ کی راہ میں خوش دل سے قرض بھی دو۔ اور جو نیکی تم اپنے لئے پہلے سے بھیجو کے۔ اس کو اللہ کے پاس پاؤ گے۔ جو تمہارے لئے زیادہ بہتر اور بڑے اجر کی ہوگی۔ اور اللہ سے معافی مانگا کرو۔ بیشک التدمیعافت کرنے والا ہر بان ہے۔

تفسیر حب تقریباً نصف شب کے قیام کا حکم آیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سابقین فی الاسلام کی تعقیل کرنے لگے پہلے تمام شب قیام کرتے تھے۔ اور دن شب کا خاتم کر دیتا تھا۔ اب نصف شب کا اندازہ دشوار تھا۔ کبھی آدمی رات قیام میں گزر جاتی کبھی دوسری ایک ثلث بیٹنی۔ اور میشقت بھی۔ ایسی نہ محتی کہ آئندہ تمام مونین برداشت کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے حال پر رحم فرمایا۔ اور یہ دیا کہ مرضیوں مسافروں۔ بجا ہدول سے پی قیام نہ بہے گا۔ آئندہ سے رات کو جتنا ہو سکے۔ قرآن پڑھ لیا کرو۔ لبیت ہی قیام سب کو کافی ہے۔

اب یہ قرأت نماز مغرب وعشاء میں آجائی ہے۔ اور نماز تجد جو رسول اللہ کے فرض ہی نفل کا حکم رہتی ہے۔

### تفسیر سورہ مد شر

سوائے ایک آخری آیت کے مکہ میں نازل ہوئی۔ اسمیں ۶۵ آیتیں ہیں۔ اور ۲۵۵ کلمات۔ اور ایک ہزار احکام حروف ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یا ایک احمد شر قمر فاصدیر

ترجمہ سے چادر پہننے والے اٹھ۔ اور لوگوں کو عذاب سے ڈرا۔ اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کر۔ اور اپنے کپڑوں کو یاک کر۔ اور ناپاکی سے دور ہو۔ اور لوگوں پر اپنے احسانات نرجتا۔ کہ تو اور زیادہ پائے گا۔ اور اپنے پروردگار کی خوشنودی کیلئے صبر کر۔

تفسیر رجس سے وہ تمام منجاستیں یعنی بُرا شیاں مراد ہیں۔ جو منصب نبووت کے خلاف ہوں۔ ولا تکنن المخزن۔ مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو ہدایت کر کے اسکے ساتھ احتکار کے احسان نہ جتا۔ کہ میں نے تمہارے ساتھی کیا۔ اللہ تم کو اس کا اجر دے گا۔ اور مرتبہ بلند تر کرے گا۔

**اَلَا ذِكْرُ لِلْبَشَرِ**

نافذ القریٰ الناقوس  
ترجمہ - جب صور بچھوں کا جائے گا۔ تو وہ دن کا فروں کو دشوار ہو گا۔ کہ اس میں آسانی نہیں ہو گی۔ اسے پیغمبر توجیح کرے اور اس کو اپنے حال پر بچھوڑ۔ جسے جب ہیں نے پیدا کیا۔ تو تھنا پیدا کیا۔ اور اس کو بہت سامال دیا۔ اور پیٹھے جو اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور اس کے لئے ہر طرح کا ساز و سامان جیسا کیا۔ بچھوڑہ طبع کرتا ہے۔ کہ میں کچھدا اور بھی اسے دوں گھا نہیں ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ ہماری آئیوں کی دمن ہے۔ میں عنقریب اس کو سخت عذاب کی تکلیف دوں گا۔ اس نے قرآن کے بارہ میں سوچا۔ اور اٹکل دوڑا لی۔ وہ مارا جائے۔ کسی اٹکل دوڑا لی۔ ہاں وہ مارا جائے۔ کسی اٹکل دوڑا لی۔ بچھر عور کیا۔ بچھر ترشرو ہووا اور مینہ بنایا۔ بچھر منہ پھیر کر چلتا ہو اور بچھر کریا۔ اور کہا تو یہ کہا کہ یہ قرآن نہیں ہے۔ مگر ایک جادو جو پہلے سے چلا آتا ہے۔ اور نہیں ہے یہ مگر آدمی کا کلام۔ میں اس کو سفر میں جلاوں گا۔ اور اسے پیغمبر حم کیا سمجھے۔ کہ سفر کیا ہے۔ وہ لگانہ رکھے گا۔ اور باتی نہ بچھوڑے گا۔ کھال کو جھلس جسے گا۔ اسپر انہیں نگہبان ہیں۔ اور ہم نے دوزخ کا نگہبان بھی فرشتوں کو بنایا ہے۔ ان کا انہیں کا عدد دو اس نے مقرر کیا ہے۔ کہ کافروں کے لئے باعث فتنہ و پریشانی ہو۔ اور جو صاحب کتا ہیں۔ وہ اس کا لعین سریں۔ اور جو ایمان لا کے ہیں۔ ان کا ایمان زیادہ ہو۔ اور اہل کتاب اور ایمان والے کسی طرح کا شک نہ کریں۔ اور جن کے دل میں عرض ہے اور کافر ہیں۔ وہ کہیں ان بالتوں سے اللہ کی کیا مراد ہے۔ اسی طرح اللہ جبکو چاہتا ہے۔ مگر اہ کرتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے۔ ہدایت دیتے ہے۔ اور اسے پیغمبر تیرے پر درگار کے شکر کو سوالے اس کے کوئی نہیں جانتا۔ اور ان بالتوں سے تو لوگوں کو نصیحت کرنی منظور ہے۔

تفسیر۔ و ما جعلنا عَذَّبَهُمْ - جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زبانیہ یعنی فرشتوں کا عذاب ہے۔ تو ابو جہل اور اس کے حوالی موالی بہت خوش ہوئے۔ کہ مخدن کا خدا ہی خوب خدا ہے۔ عذاب تو لا کہوں کرو ڈوں کو دیتا ہے۔ فرشتہ عذاب انہیں ہی مقرر کئے ہیں۔ اگر انہیں نہیں اور انہیں سے زیادہ ہیں۔ تو بچھر انہیں کا عدد دکیوں تو کر کیا۔ یہی انہیں ہوئے۔ تو وہ تو ہمارے ایک آدمی کی دہنکاپل کے بھی نہ ہوں گے۔ ہم میں سے ایک ہی انہیں ہے۔ ایک ایسکی گرد بچھوڑ کر دبوچ دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے دھی بھی اور آگاہ کیا۔ کہ ہم۔

اللئے کا عدد دو اسی سے مقرر کیا اور سلسلہ ہے۔ کہ یہ کافر فتنہ میں پڑھ جائیں۔ اور نہیں۔ لہ اور نہیں ہوتے کیا ہیں۔ وہ نہیں کیا عذاب دیں سکتے۔ بزرگی میں نہ رہتا۔ تاب استی نصیحت رہیں۔ کہ انہی کتابوں میں صحی خرشته کان عذاب نہیں رہی ہیں۔ اور بیان و نکار کی حضرت پر اور زیادہ ایمان لائیں۔ کہ وہ نہیں سے لاکھوں کر درود رہا ہوئے عذاب دلو سکتا ہے۔

من خلقت وحید، سے ولید بن مغیرہ مخزومی کی طرف اشارہ ہے۔ کہ اپنی قوم میں بھی یگانہ وحید کہلاتا تھا۔ برالدار بحقا بہترستے پڑتے تھے۔ اور سب ہمیشہ کہی ہے میں موجود رہتے تھے۔ کہ باپ دولتند تھا۔ اور انہیں کسب معاش کے لئے کہیں جائز کی حاجت نہ ہوتی تھی۔

جب حم سترینیں لکتے ب نازل ہوئی۔ تو ولید نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو شاذیں یہ سورہ پڑھتے نامہ۔ اول پڑھا ابھرا اثر ہوا۔ قوم کی مجلس میں آیا۔ اور کہا پڑا میں نے محمد سے وہ سنا۔ کہ بوند آدمی کا کلام ہے اور نہ کسی جن کا۔ بخدا وہ ایک دن غالب آئے گا۔ یہ بکروہ اپنے گھر جاؤ گبا۔ ابو جہل کو خبر ہوئی اور مشدیں قریش نے توبہت گھبرائے۔ کہ ولید کا اثر چلتے تھے۔ مکار ابو جہل نے بات بانی۔ اور ولید کے پاس جا کر کہا کہ قریش میں چرچا ہے۔ کہ تم محمد اور اس کے ساکھیوں کا سچا گھبڑا کھلتے اور انہی سی باتیں بتتے ہو۔ پسند کر ولید کو غیرت آگئی تو کہا ابو جہل تم جانشے نہیں کہیں بالدار اور نیشر الولاد ہوں۔ مجھہ اور اس کے ساکھیوں کو کھانے کیلئے کوون۔ دن جڑا ہے۔ کہ مجھے دیں گے۔ اور پھر مجلس قوم میں آیا۔ اور توبہت غور فذ فکر۔ سہ کلام انہی کی نسبت یہ رائے دی۔ کہ یہ جادو ہے۔ یہی تمام واقعہ اللہ تعالیٰ نے فرقہ میں نازل فرمایا اور عذاب کی خبر دی۔

### کاد وال عمر

ترجمہ۔ یہ لوگ نصیحت نہیں پڑھ دیں گے۔ ہمیں نہیں ہے چاند کی اور رات کی۔ جیکہ مرد کر جائے گے۔ اور صبح کی جبکہ روشن ہو جائے۔ کہ وہ قیامت پڑھی سے بڑی مصیبوں میں سے ایک ہے۔ آجی کے ڈرائے کو۔ اس شخص کے لئے جو تمہیں سکیزیکاریں آئے بڑھنا چاہے۔ یا ہمچھے ہستا چاہے۔ ہر شخص اپنے اعمال کے بدال میں گردی ہے۔ سوئے دائیں ہاتھ دالوں

کہ وہ جلستیوں میں ہونے گے۔ اور بحرب مول سے پوچھا ہے ہونے گے کہ کونی جنہیم کو دوسری میں  
کھینچ لائی۔ وہ کہیں سئے۔ ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ اور محتاج کو تحانا نہیں کھلایا  
کرتے تھے۔ اور بکواسیوں کے ساتھ بکواس میں ڈوبے رہتے تھے۔ اور روز جزا کی  
تمذیب کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم کو لقین آگیا۔ پس انکے کسی کی سفارش کام نہ آئے۔  
اگر اب انکو کیا ہو گیا ہے۔ کہ فضیحت سے منہ موت تھے۔ گویا وہ جنگلی گدھے ہیں۔ کہ  
شیر سے ڈر کر بھاگے ہیں۔ بلکہ انہیں تھا ایک چاہتی ہے۔ کہ اس کو ایک کھلاہوٹا  
صحیفہ دیا جائے۔ سو یہ ہرگز نہ ہو گا۔ بلکہ بات یہ ہے۔ کہ یہ لوگ آخرت سے نہیں  
ڈلتے۔ مگر حق یہ ہے۔ کہ یہ قرآن فضیحت ہے۔ جو چاہے۔ اس کو سوچے سمجھے۔ مگر  
نہیں سوچیں گے۔ لیکن یہ اللہ تھی چاہے۔ جو اس کا سزاوار ہے۔ کہ لوگ اس سے ڈیں  
اور وہ انکو معاف کر دے۔ بل یوں کل امری گنہم کفار کہا کرتے تھے۔ کہ اگر  
قرآن کلام الہی ہے۔ اور اس کی طرف سے کتاب نازل ہو رہی ہے۔ تو کیوں نہ  
کوہ شخص کے سر ہانے ایک کتاب خدا کی طرف سے نہیں اتر آتی۔ تاکہ ہر ایک دیکھے  
اور اسپر ایمان لے آئے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ یہ لوگ قرآن کے سننے سے  
بجا گئے ہی نہیں۔ بلکہ چاہنے میں۔ کہ انہیں سے ہر ایکس کے پاس کام اہوا صحیفہ الہی  
پہنچے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے۔ کہ یہ لوگ آخرت سے ڈرتے ہی نہیں۔ اگر یہ  
ڈرتے۔ سو تجھوں سے کام لیتے۔ تو جو کچھ کر رہے ہیں۔ ہرگز نہ کرتے۔ بلکہ قرآن سے  
کہ سراپا فضیحت ہے۔ فضیحت پکڑتے۔ اور اپنی عاقبت درست کر لیتے۔

## تفسیر سورہ قیامت

لکی ہے۔ انہیں چالیس آٹیں ۱۹۹ کلمات ۶۵۲ حروف ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کہ اقسام بیوی و لقا کا کہہ۔ معاذیۃ

ترجمہ۔ مجھے فرم ہے روزِ قیامت کی اور نیز صنم ہے۔ اس دل کی جو بُرے کاموں پر  
آدمی کو ملامت کیا لکھتا ہے۔ کہ موت کے بعد زندہ ہونا ضروری ہے۔ کیا اور  
یہ نیال رہتا ہے۔ کہ ہم موت کے بعد اس کی ٹھیکانہ ہم جمع کر سکیں گے۔ نہیں

قاویں۔ کہ اس کی پورپو کو جو طریقہ مجاہدیں۔ بلکہ بات صرف یہ ہے۔ کہ آدمی چاہنا ہے۔ کہ آگے کو بھی فتنہ و نجور کرتا ہے۔ اسی نئے اعتراض کے طور پر پوچھتا ہے۔ کہ قیامت کا دن کب ہو گا۔ سو جبکہ سچرا چالیں آنکھیں اور گہنا جائے چاند۔ اور یک جا یہو چالیں چاند اور سورج۔ اسدن آدمی کہیں گا۔ کہ اب کہاں بھاگوں۔ ہرگز نہ بھاگ سکے گا۔ اور نکوئی پاہ ہوگی۔ بلکہ اسدن لے پیغمبر صرف یتربے پروردگار ہی کے پاس ٹھکانا ہو گا۔ اسدن آدمی کو بتایا جائے گا۔ کہ شیا اس نے مقدم کیا تھا۔ اور کس کسی حکم کو تاخیریں ڈالا تھا۔ بلکہ انسان اپنے نفس پر آپ گواہ ہو گا۔ اگرچہ وہ طرح طرح کے عندر ترلاشے۔

### لَا نَحْتَكُ بِهِ نَسَانَكَ بِيَانَكَ

ترجمہ۔ اے پیغمبر قرآن کو یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دے۔ تاکہ جلدی سے اسکو یاد کوئے۔ اس کا یاد کر دینا اور پڑھ دینا ہمارا ذمہ ہے۔ یہ جب قرآن پڑھا چکا کریں۔ تو تم بھی اس کی پریروی کیا کرو۔ پھر اس کا سمجھا دینا بھی ہماری ذمہ ہے۔ مدعا یہ ہے۔ کہ جب دھی نازل ہوتی۔ تو رسول خدا تعالیٰ جبرايل کے ساتھ ساختہ ہی خود بھی زبان سے دوہرائے لگتے۔ تاکیا وہ ہو جائے۔ اور کوئی لفظ غوت نہ ہونے پا۔ اللہ تعالیٰ نے تعلیم کی۔ کہ اے دماغی کے ساتھ سن لیا کرو۔ حفظ و یاد داشت کے ہم ذمہ وار ہیں۔ یا جب دھی کی ملکیت نہ ہو پکے۔ تو پھر اس کے دوہرے کا مرض یعنی خیس۔ بلکہ دوہرنا ہی چاہئے۔

### كَلَّابٌ تَجْبُونَ الْعَاجِدَهُ اطْهَرَنَ

ترجمہ۔ گلے اے پیغمبر تم لوگ کچھ ہو ہی ایسے کہ عاجل کو درست رکھتے ہو۔ اور آخرت کو حضور ہو۔ دلتم کو دھی یاد کرنے کی جلدی پڑ جاتی ہے۔ اور اور لوگ دنیا کو آخرت پر نہ بنیت ہیں۔ لوگ اس آخرت کو چھوڑتے ہیں۔ کہ اسدن بہت سے سنہ تر و تازہ لپٹنے پرور کو کی طرف رکھتے ہوں گے۔ اور بہت سے منہ اس دن بگوڑتے ہوں گے۔ کیونکہ وہ بقیں کر رہے ہوں گے۔ کہ انکے ساتھ وہ سختی کی جا رہی ہے۔ کہ انہی کو نور دیجی۔ آنکاہ ہو۔ جب جان گلے تک کھنچ آئے گی۔ اور دوہرے سے کہا جائے گا۔ کہ کوئی مجھا طبیعت پھونا کرنے والا ہی ہے۔ اس مریبو الابیس کرے گا۔ کہ جدالی میں سمجھوڑی آگئی۔ اور سختی پر سختی چڑھتی

چلی جائے گئی۔ اسیں بڑے پروپریتی کی صرف ردا نگی ہو گئی۔ تو جیسے نہ کلام خدا کی قسم دین کی اور نہ نماز پڑھی۔ بلکہ کلام ربانی کو سمجھتا ہے۔ اور اس سے منہ پھر بچپن کی وجہ سے بھاگتا۔ اور پھر کب تا ہمہ اپنے گھر والوں کی طرف پہل دیا۔ اس نے کہا جائے گا۔ تو اسی عذاب کا سزاوار ہے۔ اور بہت سزا دریا۔ اس تو پھر اسی عذاب کا سزاوار ہے۔ اور پھر سزاوار۔ کیا آدمی خیال رتنا ہے۔ اس تو یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وہ منی کا ایک قطرہ ہے نہ انہا۔ جو رسمیں پہنچائیں تھیں۔ چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وہ اسی کا ایک جوڑ بندوبست کئے۔ پھر اس سے دفعہ سیں کیں۔ مرد اور عورت۔ کیا وہ اس بات پر قادر نہیں۔ کہ مردوں کو جلا جائے۔

وحوہ یومِ حشر کا الی ربنا ناظر۔ معاود ہوا۔ کہ قیامت کے دن مومنین کو اللہ کا دیدار ہو گا۔ حدیث سے بھی ہی ثابت ہے۔ رہی رفیعت اس سے تعریض نہ کرنا چاہئے یہ حدائقی اقدام ہے۔ وہ اس دن کوئی ایسی ہی نظر فریے گا۔ اُن سے دیکھ سکیں۔ تمام سورہ کا اصل مرعایتی اثبات حیات بعد الممات ہے۔ جو سلسہ کی سورتوں سے چلا آرہا ہے۔ کہ ابتدائی نبوت میں اول اسی دم کے مبادی دین کی تعلیم لازمی تھی۔ اور لوگوں کو اسی حتم کی بانوں سے انتکار رکھنا۔

## تفہیمۃ القراءان معلکہ مرشحۃ

چون حروف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صلی اللہ علی الائمه ائمۃ الہناء

ترجیہ۔ جیسا کہ زمانہ میں انسان پڑیا وقت بھی آتا ہے۔ کہ وہ کوئی ایسی چیز نہ تھا۔ کہ ذکر کی جاتی۔ ہم نے انسان کو مرکب نطفے سے پیدا کیا۔ کہ اس کو ازایش۔ اس سے اُس کو سننے پڑتے دلا دھایا۔ بھروس کو دین ایسی سکی بڑی کاراسٹہ بھی دکھایا۔ بچروہ یا تو شکر گذاز نکلا

اس کامد ہا بھی رہی اثبات حشر لشہر اور غیم و نجیم ہے۔ کہ انسان نہ تھا۔ جسم نہ اسکا

پیدا کیا۔ اور اسکی امتحان کرنا چاہا۔ اس نے امتحان کی قابلیت دی۔ اُندر کوئی نیک ثابت ہوا۔ اور امتحان میں پورا اتنا۔ کوئی بذکھلا اور امتحان میں گرگیا۔ اب دو ہزار کو جزا و عزرا ملنی چاہئے۔ اس جزا و عزرا کے لئے ہم نے بدول کیلئے دوزخ اور نیکوں کیلئے جنت بنائے ہیں۔ اور یہ عذاب و ثواب موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر ہی مناہے۔

ان اغتہ نال نکا فرن تمطریا

ترجمہ۔ ہم نے بکارہ وال کیلئے زنجیوں۔ طوق اور وکھتی ہوئی آں نیا کر کرہی ہے۔ اور جو نیکوں کا ہیں۔ وہ جا عمل سے ایسی شرب پینے سکے۔ حسین ساحر بلا ہوا ہو گا۔ اس کا فوز کا ایک حصہ ہو گا۔ تب کل پانی اللہ کے خاص بندے پس کے۔ اور چہار چاہیں کے لئے جائیں گے۔ یہ وہ نوگ ہیں۔ جو منیں پوری کرتے ہیں۔ اور اسدن سے ڈرتے ہیں۔ جس کی مصیبت ہڑت پھیلی ہوئی ہوگی۔ اور اللہ کی محبت میں بھوکے یقین اور نیکی کو کھانا کھاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم تم کو محسن اللہ کے واسطے کھاتے ہیں۔ نہ تم سے ہم پر پا بستے ہیں اونٹہ شکر گذاری۔ ہم کو پہنچ پر ورگا سے اسدن کا ڈرس ہے۔ کاس روز لوگ منہ بنائیں اور ٹھوڑی چڑھائی ہوئے ہوئے ہونگے۔

فَوَقِيمُ النَّهَىٰ مُشَكَّوْرَا سَعِيَكُو مَشَكَّوْرَا

ترجمہ۔ جیسے اسدنے بھی ان نوگوں کو اس دن کی مصیبت سے بچالیا۔ اور انکو تازہ روئی دخوشدی دی۔ اور انہوں نے جو صبر کیا تھا۔ اس کے بعد میں انکو جنت اور پہنچ کے لئے رشی اپاس عنایت کی۔ وہ پہشت میں تھوڑے پر نکھل لگا کر پڑھیں گے۔ زندہ انکو گرم معلوم ہوگی اور نہ بھر۔ اور باغوں کے سامنے ان پر جھکے ہوئے ہوئے ہونگے۔ اور پھلوں کا تو طندا ان کے اختیارات میں اور چاندی کے برتن اور ایسے آنجوروں کا ان پر دو چلتا ہو گا۔ جو شیئے کی طرح شفاف ہوں گے۔ مگر شیئے چاندی کے کہ بنائے والوں دفعہ اور قدر) نے انکو اندازہ کے موافق پٹایا ہو گا۔ اور وہاں انکو ایسے جام پلانے جانتے ہوئے۔ جہیں اور کلمی ہوگی۔ اور یہی شرب کا بھی ایک حصہ ہو گا۔ جبکل نام سنبھیل ہو گا۔ اور خدمت کے لئے ان کے اروگروں ایسے لڑکے کھوئتے ہوئے ہوئے۔ جو پہیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔ اور ایسے کہ اے مخاطب، جب تو انکو ویکھنے تو سمجھے کہ موتی بھرے پڑے ہیں۔ اور جب تو نظر دوڑائے۔ تو وہاں تجھکو ثہمت اور بڑی سے

بڑی سلطنت کی شان نظر آئے۔ نیز وہ سبز۔ باریک اور بسیر لشی کہ ٹھیک پہنچے ہوئے  
اور چاندی کے لگنگن انہیں ہینا مے جائیں گے۔ اور آپکا پروردگار انہیں پائیزہ شراب  
پلائے گا۔ اور فرمائے گا یہ ہے تمہارا بدلا اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی۔  
مذکورہ بالاتمام آیات میں فتح میں جنت کا مذکور ہے۔ جو مکر آچکا ہے۔ اور انکی تفسیر یہی۔  
انا نحن نزلنا علیک القرآن ————— الی آخر السورہ

ترجمہ۔ اے پیغمبرِ حم نے چھمہ بشیک بحقوڑِ اخھوڑا قرآن آتا ہے۔ بس تو اپنے پروردگار کے  
حکم پر صبر کر۔ اور انہیں سے کسی گنجگار اور ناشکر کے کہنے میں نہ آ۔ اور صبح شام اپنے  
پروردگار کا نام لیتا رہ۔ اور رات کو اسے سجدہ کر۔ اور تمام دراز میں اس کی لشیج و تقدیس  
کرتا رہ۔ یہ لوگ تو اب حاضر ہی دنیا ہی چاہتے ہیں۔ اور قیامت کے روز سخت کو اپنے  
پس پشت ڈالے اور بجلائے بیکھڑے میں۔ ہمیں نے انکو پیدا کیا۔ اور انکے جو طروں کو  
معنیبوط کیا۔ اور حب چاہیں۔ انکے بدے انہیں جسے بدل سکتے ہیں۔ یہ لضیحت کی  
ہاتھیں ہیں۔ پس جو چاہے۔ اپنے پروردگار کی طرف کا راستہ اختیار کر۔ اور تم  
چاہ بھی نہیں سکتے۔ کہ یہ کہ اللہ چاہے۔ بشیک اللہ جانئے والا اور حکیم ہے۔ جس کو  
چاہتا ہے۔ اپنی حمدت میں لے لیتے ہے۔ اور اس نے ظالموں کے لئے سخت  
عذاب تیار کر رکھا ہے۔

## تفسیر سورہ مرسلات

مکی ہے۔ اس میں پچاس آئیں ہیں۔ اور ۸۰ آکھمات اور ۶۸ حروف۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## دامر مرسلات عرقا

ترجمہ۔ ہمیر قسم ہے۔ ان بھجی ہوئی مہواتوں کی۔ جو معمولی طور سے چلتی ہیں۔ پھر نہ کی  
آن حصیان ہو کر چلنے لگتی ہیں۔ اور با دلوں کو بھیر دیتی ہیں۔ یہ پھر لوگوں کے دلوں میں اللہ  
کی یاد و عزالتی ہیں۔ تاکہ عذر نہ ہے۔ اور وہمکی پوری ہو جائے۔ بالیقین وہ بات  
جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔ البتہ ہونے والی ہے۔

تفسیر مرسلات کے وضعي معنی ہیں بھجی ہوئی چیز۔ تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے۔

کے یہ بھی بیان کئے ہیں کہ رات کا کچھ حصہ وہ سوئے تھے۔ اور ذکر و صلوٰۃ میں لگ جاتے تھے۔ پھر  
ذراسوئے تھے اور پھر اٹھ بیٹھتے تھے۔ بعض نے قلیلاً پر وقف پڑھ کر من اللیل سے کلام جدید تصویر کیا ہے۔  
ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارا پروردگار ہر رات کو  
آسمان سے دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے۔ جب ایک ہماری رات بانی رہتی ہے تو اسوقت فرماتا ہے  
جو مجھ سے دعا مانگے میں اوسکی دعا قبول کروں۔ جو مجھ سے سوال کرے میں اوسے اوسکی آرز و عطا  
کروں۔ جو مجھ سے معافی کا خواستگار ہو اوسے معاف کروں۔ اور کہتا ہے کہ میں مالک ہوں۔ میں  
باوشاد ہوں یہاں تک کہ فخر ہو جائے۔ نبی اللہ سے مراد حدیث میں رحمتِ الہی ہے۔ کما اونچی  
اجابت دعا کیلئے آخری ہماری شبِ اسلامی مخصوص ہے کہ یہ وقت بالخصوص آرام اور سو نیکا ہوتا  
ہے۔ اس وقتِ الٹھکار و ہری اللہ کی طرفِ رجوع لا یکا اور دعا مانگے گا جسکر دل کو لگی ہوئی ہو۔ اور  
جب بندہ دل سے اپنے مالک و معبود کی طرفِ رجوع لائے پھر کوئی آرزو ہوگی جو اوسے بارگاہ  
خداوندی سے عطا نہ ہو۔ اسی لئے نمازِ تہجد کی بہت بڑی فضیلت ہے اور اکثر فیضانِ الہی کا باعث ہوئی  
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ تہجد  
میں کھڑے ہوتے آپ دعائیں فرماتے۔ اللهم لاک الحمد انت قیوم السموات والا ارض  
ومن فیہن ولاک الحمد انت ملک السموات والا ارض ومن فیہن ولاک الحمد انت  
نور السموات والا ارض ومن فیہن ولاک الحمد انت الحق و وعد الحق ولقاء الحق  
وقول الحق ولجنۃ الحق والناحر حق والنبیون حق ومحمل حق والساعۃ حق  
اللهم لاک اسلمت وبک امانت وعليک توکلت والیک ابنت وبا شخاصمت  
والیک حاکمت فاغفر لی ما قدّمت وما اخترت وما اسررت وما اعلنت  
انت المقدم وانت المؤخر لا الہ الا انت :

وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلْسَّائِلِ وَالْمُحْرُومُونَ۔ پرہیز کاروں اور نیکو کاروں کی دوسری  
صفت ہے۔ پہلی صفتِ حقوقِ اللہ کے متعلق تھی۔ دوسری حقوق عبادت سے متعلق ہے۔ پہلی  
اخلاق سے والبستہ تھی۔ دوسری مادی ہے مطلب ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کرنے میں راتوں  
کو جاگتے ہیں۔ صبح کو استغفار کرنے ہوئے اٹھتے ہیں۔ اور اسی پاکتفا ہمیں کرتے ہیں بلکہ جو  
مال و دولت پائیتے ہیں ہمیں سے سائل و محروم کو بھی دیتے ہیں۔ اور وہ بھی نفضل سمجھ کر ہمین بلکہ  
اوونکا حق جانکر۔ سائل وہ ہے جو زبان سے سوال کرے۔ اور محروم وہ ہے کہ صورت سوال ہو تہیہ کرتا

بعض کہتے ہیں کہ اس سے ہوا ائم مراد میں جویسا کہ ترجیح میں لکھا گیا۔ اس صورت میں مدعا یہ ہے کہ فتنہ ہے ان ہوا اؤں کی۔ جو معمولی طور پر حلقوی رہتی ہیں۔ لیکن کبھی کبھی ہمارے حکم سے آندہ ہمارا بن جاتی ہیں۔ بادلوں کو لاتی ہیں۔ اور اڑائے جاتی ہیں۔ اور جب لوگ بارش سے نایوس ہو جاتے ہیں۔ تو اللہ کی طرف جو جمع کرتے ہیں۔ جسموے ہوئے کو یاد کرنے لگتے ہیں۔ ہماری دلکشی پوری ہو جاتی ہے۔ اور کسی کو عذر کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ غرض ان ہوا اؤں کی فتنہ جو آثار قدرت میں ایک بڑا اشہمی۔ ایک نفیٹا بھی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ آکر ہے گی۔ غرگرو۔ تو ہوا ہی میں اس کے حلماں و آثار موجود ہیں۔

دوسرے یہ کہ مرسلات سے ملائکہ مراد ہیں۔ اور باقی انکی صفات۔ یعنی ان ملائکہ کی فتنہ جو معروف یعنی امر وہنی لیکر چھوڑ گئے۔ بھروسہ حکم لیکر آندہی بندراڑے۔ اور جہاں پہنچنا تھا۔ جا پہنچے۔ اور اپنے بازو پھیلا جائے۔ اور حق و باطل میں فرق کر دیا۔ اور انہیا علیہم السلام کے دلوں میں ذکر الہی بھر دیا۔ تاکہ لوگوں کو نہ عذر رہے۔ اور نہ دلکشی کی کسر۔

تمیز یہ کہ مرسلات سے آیات قرآنی مراد ہیں۔ جو پے در پے عرف و خبر لیکر آہی ہیں اور دلوں میں ایک طوفان اٹھا دیتی ہیں۔ اذار ہدایت و معرفت پھیلاتی ہیں۔ حق و باطل میں فرق کرتی ہیں۔ اور قلوب مومنین کو ذکر الہی سے بھرتی ہیں۔

چو بھتے یہ کہ کلات تحسیس سے کوئی سورج پر مراد نہیں ہے۔ بلکہ پہنچنے تین سے ہوا مراد ہے اور پہنچنے دو سے ملائکہ۔ مدعا یہ ہر صورت ایک ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے آثار قدرت کی فتنہ کھا کر کہتا ہے۔ کہ قیامت آئے گی۔ پس آئے گی۔ انکار و تکذیب سے مغل نہیں سکتی۔

### فاذ النجوم طست

ترجمہ۔ جب تا سے تاریک ہو جائیں۔ اور جب آسمان پھٹ جائے اور جب پہاڑ اڑانے لگیں۔ اور جبکہ رسول ادا شہادت کیلئے وقت مقررہ پر بلاے جائیں۔ دبیں سدن قیامت (گئی) یہ تاخیر کس دن کیلئے لگائی ہے۔ یوم فضل کے لئے تاخیر کی گئی ہے۔ اور اے پیغمبر تم کیا سمجھے۔ کہ یوم فضل کیا ہے۔ وہی دن ہے۔ کہ اس دن جھٹلا نے والوں کے نامہ تباہی ہے۔ کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کر دیا۔ پھر ہم ان پچھاواں کو بھی

اہنیں کے پیچھے چلا گئیں گے۔ کہ ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ جب وہ دن آئے گا۔ تو اسدن جھٹپٹا نے والوں کی شامت ہے۔

**اللَّهُ نَخْلُقُكُم مِّنْ**

ترجمہ۔ کیا ہم نے تم کو ایک حیر پانی رہی۔ سے پیدا نہیں کیا۔ پھر ہم نے اسکو ایک سافت تک محفوظ چکہ درجم) میں رکھا۔ پھر ہم نے اندازہ محظیہ ایا۔ پس تم کیسا اچھا اندازہ چھڑانے والے ہیں۔ جب وہ دن آئے گا۔ تو اسدن جھٹپٹا نے والوں کی شامت ہے۔

**اللَّهُ نَخْبُلُ أَرْضَنَا**

ترجمہ۔ کیا ہم نے زمین کو جامع احیاء، واموات چھپنے بنایا۔ اور اس میں اوپنے پہاڑ بنائے۔ اور تم کو میچھا پانی پلا یا۔ جب وہ دن آئے گا۔ جھٹپٹا نے والوں کی شامت ہے۔

**النَّطَّافُوا**

ترجمہ۔ ان سے کہا جائے گا۔ جاؤ۔ اسی دونخ کی طرف جاؤ۔ جس کو جھٹپٹا یا کرتے تھے۔ پہلے جاؤ اسی روختان جہنم کے) سامنے طرف جوتیں حصول میں منقص ہو رہا ہے۔ مگر اس سامنے میں سایہ نہیں اور نہ اسمیں گرمی سے بچاوت ہے۔ بلکہ وہ تو خلوں بیسے شرارے اگل رہا ہے۔ اور وہ ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ بیسے زر و اونٹ ہوں۔ جب وہ دن آئے گا تو جھٹپٹا نے والوں کی بیٹھے عذاب ہے۔

**وَعْدُ الْيَوْمِ**

ترجمہ۔ یہ وہ دن ہو گا۔ کہ وہ نہ بول سکیں گے۔ نہ اہنیں اجازت دی جائے گی۔ کہ عذر نہ کر سکیں۔ جب وہ دن آئے گا۔ تو جھٹپٹا نے والوں کے نئے ہلاکت ہے۔ جب یہ دن ہو ہم ان کے کہیں گے۔ یہی ضریصلہ کا دن ہے۔ ہم نے تم کو اور اگلوں کو ویکھو جمع کر لیا ہے۔ اب اگر تمہارے پاس کوئی چال ہو۔ تو چلو۔ جب وہ دن ہو گا۔ تو اس دن جھٹپٹا والوں کی شامت ہے۔

یہاں تکہ علامات قیامت اور سنکران قیامت کا حال بیان فرمائکر اللہ تعالیٰ مومنی متفقین کے مدارج بیان کرتا ہے۔

**إِنَّ الْمُتَّهِفِينَ - يَوْمَنَوْن**

ترجمہ۔ اس دن پر ہر زکار بالیقین سایوں میں خیوں کے قریب اور ایسے میووں میں

جنہیں وہ چاہتے ہوں گے اور ہم ان سے کہیں گے کہ جو کچھ تم دنیا میں کرتے ہیں تھے اس کے بدلے میں خوشی خوشی کھاؤ پیو۔ ہم نیکو کاروں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ ہر ہفت دن ہو گا۔ تو اس دن جھٹلائے والوں کے لئے عذاب ہے۔ اے جھٹلائے والوں مقصود سے دن تم کھانو۔ اور فایدہ اکھلا لو۔ جب وہ دن ہو گیا۔ تو اس دن جھٹلائے والوں کے لئے عذاب ہے سا درج بان سے کہا جاتا ہے۔ کہ نماز میں خدا کے سامنے جھکا کر جاؤ۔ تو نہیں جھکتے۔ جب وہ دن آئی کا۔ تو اس دن جھٹلائے والوں نے عذاب ہے۔ اس قرآن کے بعد بھی اور کوئی بات ہوگی۔ جسپر وہ ایمان لا بیس گے۔

## تفسیر سورۃ النبیا

کہیں نازل ہوئی۔ اسمیں چالیس آئیں ہیں۔ اور ۴۷ کلمات اور میں ۹ حروف  
بـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَمَدَيْتَ عَلَوْنَ ۔ اَلَا عَذَابًا ۔  
ترجمہ۔ یہ لوگ نہیں بات کیا یک دوسرے سے سوال کرتے ہیں۔ ہاں اس طریقہ کا  
جیسے بارہ میں باہم ڈالا ہے۔ سو عنصر یہ انکو معلوم ہو جائے گا۔ ہاں عنقریب  
معلوم ہو جائے گا۔ کیا ہم نے زمین کو خرش اور پہاڑوں کو میخ نہیں بنایا۔ اور تم کو  
جوڑا جوڑا بنایا۔ اور تھا رسی تین کو رام بنایا۔ اور راستا کو پر وہ مٹھرا یا۔ اور دن کو  
روزی کا۔ نے کا وقت اور تھا رسی اور سارا انت آسمان بنائے۔ اور ہم ہی نے روشن  
مشعل یعنی سوچن بنایا۔ اور سچنے والے با ولوں سے زور کا مدینہ بر سایا۔ تاکہ اس کے  
ذریعہ سے علیہ اور نیات اگایں۔ اور سچنے لفڑی باع جیسی۔ بیشک دنیبلہ کا دن مقرر ہے  
جس دن صور چھوٹکا جائے گا۔ اور تم لوگ گردہ گردہ آؤ گے۔ اور آسمان لکھوں دیئے  
جائیں گے۔ اور وہ ورد انسے دار ہو جائیں گے اور پہاڑ اپنی جگہ سے سر کائے جائیں گے  
اور وہ غبار ہو جائیں گے۔ بیشک بہمن گھنستہ یہیں لگی ہے۔ جو سکشون کا ٹھکانا ہے جیسیں  
انہیں بدآتوں رہنا ہو گا جسیں وہ نہ چند کسی کامزہ چکھیں گے۔ اور نہ کچھ پینی کو ملے گا۔  
سو لئے آپ گرم اور پیپ لہو کے۔ کیہی ان کا پورا بدلہ ہو گا۔ اس لئے کہ یہ کوش حساب کا  
یقین نہیں کرتے اسکے۔ اور تھا رسی آئیوں کو دل کھوئ کر جھٹلائے تھے اور ہم۔ نے ہر بات

کو کتاب یعنی نامہ اعمال میں لکھ جپوڑا ہے۔ پھر ہم کہیں۔ لومزہ چکھو۔ اب ہم تم کو کچھ بڑے دین کے سُکر عذاب۔

وَقَالَ صَوَابًا — ان للهُمَّ تَعِينِ

تر جسمہ۔ بیشک پر ہنرگاری کے لئے کامیابی ہو گی یعنی باغ انگور۔ ہم عمر جوان عورتیں اور لمبا بپیا لے۔ جمیں وہ لوگ نہ کوئی بھی وہ بات سنیں گے اور نہ جھوٹ۔ لے پیغمبر۔ تیرے پر درود گار کی طرف سے یہ ان کے اعمال کے حساب کے موافق انعامی جزا ہو گی۔ اس پر درود گار کی طرف سے جزویں اور اسماں اور انکے درستیان کی سب چیزوں کا ملک ملاک بڑا ہر ہاں ہے۔ کی کوئی کوئی خطا بکرتے کا اختیار نہ ہو گا۔ حسین کو روح اندر فرشتے صفت است اس کے حضور میں اطرافے ہوں گے۔ کوئی کو بونے کی بجائی نہ ہو گی۔ لیکن جبکو وہ خدا نے ہر ہاں اجازت دیے اور وہ کہ جب ہے جب کچھ کہا۔ پس کہا۔

لَا يَتَكَلَّمُونَ — لے لا یتکلمون فی الْخَسْفَاعَةِ۔ یعنی کوئی کسی کی سفارش نہ کر سکے گا۔ جسمی کو ملائکہ بھی۔ لیکن یہ کہ خدا اجازت دیدے۔

ذَلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ — کنت ترا با

تر یہہ۔ یہ دن برحق ہے۔ پس جو چا ہے۔ اپنے پر درود گار کے یہاں ٹھکانا بنائے۔ لوگوں۔ ہم نے تم کو عذاب قریب سے ڈرا دیا ہے۔ جو نہ کہ آدمی دیکھے گا۔ جو کچھ کہ اس نے کیا ہے۔ اور کہے گا۔ کہے کاش میں مٹی ہو گیا ہوتا۔ مدعا تمام صورت کا وہی اثبات بعثت اور حساب و کتاب اور عذاب صواب ہے۔

## لُقْسِيرُ سُورَةِ نَازِعَاتٍ

مکہ میں نازل ہوئی۔ اسمیں علی الاختلاف ۵۴ یا ۵۳ آیتیں ہیں۔ اور ۱۹ کلمات اور ۵۳ حروف۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالنَّزَّالُ عَلَىٰ غَرْقًا

تر ہے۔ سیدن علیؑ بسوہ بیکر جان کو زور سے پہنچنے والے۔ اور جان کے بند کو بند کی طرح آسانست۔ کوئی صحتہ و لسہ اور ہوا میں تیر نے ولے۔ پھر وہ طیں آگے نخل جانے والے۔

اور کام کی تدبیر کرنے والے فرشتوں کی نعمت ہے۔ جدوجہ کہ کافر ہے والی عین زمین کا نام اٹھنے گی۔ پیچے آئے گی۔ اس کے پیچے آئے والی سینی صورتی آوانہ اور بہت سے دل سمن دھڑک رہے ہونگے۔ آنکھیں بستی بخی ہونگی۔ ابتو وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم پہلی حالت کو زندگی کی طرف پھر پھیرے جائیں گے۔ کیا اسوقت جبکہ ہم گلی ہوئی ہڑپاں نہ جائیں گے۔ لہقہ ہیں۔ یہ اسوقت کا پھرنا توٹنے کا پھرنا ہے۔ لیکن اسوقت صرف ایک ڈانست ہوئی کوہہ سب زمین پر موجود ہو جائیں گے۔

تفسیر۔ کلام۔ پنجگانہ بالا کے مصدق و مراد میں مفسرین کا کسی قدر اختلاف ہے۔ مگر قوی مذکوب یہی ہے۔ کان سب فرشتہ ہی مراد ہیں۔ اور ان کی متعدد صفات بیان کرنے قائم کہا گئی ہیں۔ کہ وہ کافروں کے بدن سے گوشہ گوشہ سے جان کو پکڑ کر منہا یت سختی سے کھینچتے ہیں۔ ایمان والوں کی جان کو اس آسانی سے نکالتے ہیں۔ جس سے کوئی بند کھوار یا یا پٹ۔ اور جان کوئے کراس سبکی سے اٹتے ہیں۔ جیسے کوئی تیر نے والا تیر رہا ہو۔ باخھوڑے اڑے پلے چلتے ہوں۔ اور ایمان والوں کی جانوں کو جلد سے جلد حبست میں پہنچا دیتے ہیں۔ غرض بہت کاموں کی تدبیر کرتے ہیں۔

بعض کے نزدیک الفاظ چہار گانہ سے ارواح کفار و مومنین مراد ہیں۔ کا اول الذکر میں مشکل سے نکلتی ہیں۔ اور ثانی الذکر کی آسانی سے۔ اور آخرین مدبرات امر سے فرشتہ ہی مراد ہیں۔ بعض سب الفاظ پنج گانہ سے تائیں مراد ہیں۔ جو نکلتے اور دوستے رہتے ہیں۔ ایک افق سے دوسرے افق میں ہنچتے ہیں۔ اپنے اپنے افلک میں تیرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں۔ اسی طرح اور بھی بعض چیزوں مرادی ہیں۔ بہر صورت مدعا یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض عطاٹم قدرت کی غفرت کی دعما کا کو کہتا ہے کہ مفکران قیامت اس وقت قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ اور اسے محال سمجھتے ہیں۔ لیکن قیامت میں دہراہی کیا ہے۔ صرف ہماری ایک لکھاری دیر ہے۔ کہ سارے عرب قبائل میں سے نکل پڑیں گے۔ اور جو آج قیامت سے انکار کر رہے ہیں۔ قیامت کو آنکھوں سے ویکھ کر ان کی وہ برجی حالت ہوگی۔ کہ تو ہی جعلی ہے۔

حل ائمک حدیث موسیٰ ————— طعن یخششی ترجیح۔ اے پیغمبر کیا تم کو موسے کے حالات ہیں پہنچے۔ جبکہ اس کو اس کے رب نے

طوفی کے مقدس میدان میں پکار کر ہوا کہ خریون کی طرف جا کر وہ سرکش ہو گیا ہے۔ اور اس سے کہو کہ کیا تجھکو پاک ہونے کی صرف ریبنت ہے۔ اور یہ کہ میں تجھکو تیرے پر وگ کار استہ دکھاؤں۔ تاکہ تو طے۔ چھر مو سخنے اس کو ایک بڑی نشانی دکھانی۔ اس نے اس کو حبیلہ یا اور سرکشی کی۔ چھر پیچھے پھیر کر چل دیا۔ چھر لوگوں کو جمع کیا اور پکارا۔ اور کہا کہ تمہارا بزرگ تین پانے والامیں ہوں۔ پس اللہ نے بھی اس کو دنیا اور آخرت کے عذاب میں وھر پکڑا۔ اس واقعہ میں نصیحت ہے۔ اس شخص کے لئے یہ وڑتا ہے۔

### دانتہ الشہادت خلقا

ترجمہ۔ کیا تم بناوٹ میں نیا وہ مضبوط ہو۔ یا آسمان جسکو اللہ نے بنایا۔ اور اس کی موتی ای کو لمبند کیا۔ اور اسکو ہمارا جایا۔ اور اس کی رات کو تاریک کیا۔ اور اسکی روشنی کو ظاہر کیا اور اس کے بعد اس کی زمین کو چھپا جائیا۔ اور اس سے پانی اور چارہ نکالا۔ اور پھر اڑوں کو گمرا جس سے تمہیں اور تمہل سے جانوروں کو فائدہ ہنچتا ہے پس جبوتی برطی آفت یعنی قیامت آئے گی۔ اسدن اننان یا وکرے کا۔ جو کچھ اس نے کیا تھا۔ اور وحادتی جائے گی دونوں ہر اس شخص کو جو دیکھتا ہے۔ چھر جس نے سرکشی کی ہو گی۔ اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی ہو گی۔ دونوں ہر اس کا ٹھکانہ ہے۔ اور جو کوئی پہنچنے پر وگار کے سامنے کھڑے ہوئے ڈرا۔ اور جس نے نفس کو خواہش بیجا سے روکا ہو گا۔ اس کے ہنخ کی جگہ جنت ہو گی۔

### لیشلونک عن الساعۃ ضحہا

ترجمہ۔ لے پیغمبر سمجھے لوگ قیامت کی بابت سوال کرتے ہیں۔ کہ اس کے قیام کا وقت کب آئے گا۔ تو اس کے خیال سے کس ساحت میں پڑا ہے۔ اس کی انتہا اور اس کا علم تو تیرے پر وگا کے پاس ہے۔ تو تو صرف ڈرنے والے کو ڈرانے والا ہے۔ جس دن وہ اسے دیکھیں گے۔ خیال کریں گے کہ دنیا میں وہ گویا ایک شام یا صبح سہی ہے۔

مکی ہے۔ احمدیں اکت لیں آتیں۔ ۳۰ کلمات اور ۳۵ حروف ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَعْمِلَتِي

عَبْسٌ وَ تَوْلَىٰ

ترجمہ۔ اس نے یتھری چڑھائی اور منہ پھیر لیا۔ اس بات کے پاس ایک اندھا آیا۔ اور سچھے کیا خبر شاید وہ پاک ہو جاتا۔ یا نصیحت سنتا۔ اور نصیحت اسکو فایدہ دیتی۔ لیکن جو شخص بے پرواہ کرتا ہے۔ تو اس کی طرف تو صہ کرتا ہے۔ اور تیرے لئے کیا ملامت ہے۔ اگر وہ پاکیزگی اختیار نہ کرے۔ لیکن جو شخص تیرے پر اس دوڑتا ہوا آیا۔ اور وہ ڈرتا ہے۔ تو اس سے غفلت کرتا ہے۔

تفسیر۔ مذکورہ بالآیات رسول حذر اصلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فی الجملہ عتنا بہتے وجہ نزول یوں ہے۔ کہ ایک دن آپ سچھے ہوئے عتبہ ابن ربیعہ اور ابو جہل بن هشام اور عباس ابن عبد اللہ وغیرہ سرداران قوم سے باتیں کر رہے اور اسلام کی دعوت حجے رہتے۔ اور آپ کو اسیدھی کہ یہ توک یا امنیں سے بعض اسلام قبول کرسکے۔ اسی اثنامیں ابن ام مکتوم نا بینا کران لوگوں سے کتر درجہ کے آدمیوں ہیں رہتے۔ آپ کی مجلس میں آئے اور آنکر رہتے لگے۔ اے محمد سچھے بتا اور سکھا۔ جو کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سکھایا اور بتایا ہے۔ چونکہ وہ نابینا رہتے۔ سچھے کہ آپ باتیں کر رہے ہیں۔ اور کس کس سے کر رہے ہیں۔ بار بار یہی کہتے رہتے۔ آپ چونکہ پہلے سے دوسروں کی طرف مخاطب رہتے۔ متوجہ نہ ہوئے۔ اور مناسب نہ جانا۔ کہ اس سلسلہ کلام کو توڑ کر ابن ام مکتوم کی طرف متوجہ ہوں۔ اور حب بار بار انکی طرف سے وہی تکڑا رہوئی۔ تو آپ کسی قدر منافق ہوئے۔ پیشانی پر شکن پڑی اور منہ پھیر لیا۔ اور جس سے کلام کر رہے رہتے۔ برابر کلام کر رہتے اسپر حذر اندھی عتاب ہوئا۔ کہ اے پیغمبر تم نے ایک غریب نابینا کو جو طالب حق ہو کر آیا تھا حقیر جانا اور رو سا قوم کو جو طالب ہدایت نہ رکھتے۔ بلکہ ان کی ریاست پر خیال کر کے تم چاہتے رہتے۔ کہ وہ راہ پر کجا میں۔ تو اچھا رہتے۔ قابل عزت و خطاب سمجھا۔ یہ تھیں زیبانہ تھنا۔ اگر یہ رو سا قوم ایمان نہ لائیں سا اور ہم تمہاری تائید پر ہوں۔ تو احمدیں تمہارا کیا لفظیں ہے۔ اور تم کو کیا ملامت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ تمہارا کام صرف تبلیغ رسالت ہے۔ نہ ہدایت پر پہنچا دینا۔ اس عتاب و جدید کا رسول اللہ پر ہبہت بڑا اثر ہوئا۔ یہاں

تک کہ ابن ام كل قوم ریحان لائے کے بعد بھی جب آتے۔ آپ انہی تخطیم فرماتے۔ اور تنبیہ و دعا کو یاد ہر ناسے۔ غرض ان آیات تعلیم اخلاق ہے۔ کہ حقیر کو بھی اگر وہ طالب حق ہو۔ اور حق پر ہو۔ حقیر نہ جاننا چاہئے۔ اور ملکران حق کسی ہی دنیاوی و جاہت سکھتے ہوں ہرگز عزت و اخراج کے منحصراً مسکراہل حق کے مقابلہ میں نہیں ہیں۔

### کلام اخناف تذکرہ

**ترجمہ۔** خبردار آئندہ ایسا نہ کرنا۔ یہ قرآن بالیقین اضیحت ہے۔ پس جو چاہے سوچے ایسے صحیفوں میں ہے۔ جو معزز بلند اور پاک ہیں۔ ایسے سفر کرنیوں والوں یعنی فرشتوں کے ہاتھ میں جو بزرگ اور نیکوکار ہیں۔

تفسیہ۔ سفر سے وہ فرشتے مراویں۔ جو وحی قرآن لاتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے۔ اور اگر تذکرہ سے دین مراویں۔ تو سفر سے ملائک درسل دونوں مراویوں سکتے ہیں۔

### قتل الاَهْنَانِ مَا الْغَرْفَةُ

**ترجمہ۔** مارا جائے یہ آدمی کیسا ناشکر ہے۔ اللہ نے اس کو کس چیز سے پیدا کیا۔ نطفہ سے پیدا کیا اس کو۔ پھر اس کی اندازہ باندھا۔ پھر اس کی راستہ آسان کیا۔ پھر اس اور قبریں دبایا۔ پھر جب چاہے گا۔ جلد اٹھاٹے گا۔ ہا۔ اس نے نہیں کیا۔ جو کچھ اللہ نے اس کو حکم دیا۔ آدمی ذرا پہنچ کھانے کی طرف دیکھے۔ ہم نے پانی برسایا۔ پھر میں نے اس سے بیج۔ انکو۔ ترکاریاں۔ زمیون کھجوریں۔ گہن کے باعث اور سیوہ و چارہ اگایا۔ تاکریم اور تہائے چار پاسے فایروہ اٹھائیں۔ پس جبکہ قیامت کی کان چھوڑنے والی آواز آئے گی۔ جو دن کہ آدمی پہنچے بھائی۔ ماں باپ بیوی اور بچوں سے بھائی۔ اس دن انہیں سے ہر ایک کی وہ حالت ہوگی۔ کہ اسے کفایت کرے گی۔ (اوکی (ہوش نہ ہوگا) اسدن کتنے ہی منہ چمکتے دیکھتے ہنتے اور خوش خوش ہونگے۔ اور کتنے ہی منہ اسدن ہونگے کہ ان پر عنبار پڑا ہوگا۔ سیاہی انکو ٹھانکے ہونے ہوگی یہی لوگ کافروں بد کار ہیں۔

لکھ میں نازل ہوئی۔ ہمیں نہیں آتیں۔ ۴۰۔ اکٹا ب ۵۳۰ حروف ہیں۔ اور ستر اس سر روز قیامت کی مکمل ہولناک تصویر ہے۔

**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ**

**اذا الشّمْسُ كُو سِرَتْ** — **تَذَكِّرُونَ**

ترجمہ۔ جب کہ آفتاب تاریکی ہو جائے۔ اور جبکہ تارے ماند پڑ جائیں۔ اور جب کہ پھاٹ زمین سے چل پڑیں۔ اور جبکہ دس ہیئت کی حاملہ اور ٹینی چھپتی پھرے۔ اور جب کہ دھشی جاتور بائیکہ جمع ہو جائیں۔ اور جبکہ سمندر مچھکوئے جائے لگیں اور جبکہ نفس بدنوں سے ملا کے جائیں۔ اور جبکہ زندہ درگور لڑکی کی بابت سوال کیا جائے۔ کہ کس گناہ کی پاؤ اش میں ماری گئی۔ اور جبکہ محل نامے کھوئے جائیں۔ اور جبکہ اسمالوز کی کھال اتنا سی جائے۔ اور جبکہ دوزخ کی آنکھ بھڑکائی جائے۔ اور جبکہ جنت نیکوں سے نزدیکی کی جائے ہر ایک نفس جان لیگا۔ جو کچھ کروہ لا یا ہے۔ پس فتم کھاتا ہوں یہ چھر فانیوںے سید کے چلنے والے۔ سختم جانے والے تاروں کی۔ اور لڑکی لجکر جانے لگے۔ اور صبح کی جبکہ روشن ہو۔ تحقیق یہ قرآن بزرگ پہنچا نے والے فرشتہ کا کلام ہے۔ جو نبوت والا عرش والے خدا کے نزدیک صاحب مرتبہ ہے۔ اس کی اطاعت بھی کی جاتی ہے۔ اور امامت کے بھی ہے۔ اور یہ کہ تھا راصاحب دیوانہ نہیں۔ اور اس نے اس دجہ مثل کو سکھلے افق پر دیکھا ہے۔ اور وہ غیب کی باتوں کو پہنچا سے یعنی سخل کرنے والا نہیں ہے۔ اور یہ قرآن شیطان مردوں کا قول نہیں ہے۔ پس ستم کہاں چلے جائے ہو۔

تفسیر۔ اذا طُوِّدَۃِ سُلَّتْ۔ عرب میں بزمانہ جاہلیت بعض قبائل میں لڑکی کے وجود کو عار سمجھا جاتا تھا۔ اس نئے جب لڑکی پیدا ہوتی۔ فتنی التقدب باپ اپنے ہاتھ سے جا کر گڑھا کھو کر دبا آتتھے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ کہ زندہ درگور لڑکی کی بابت سوال کیا جائے گا۔ کہ اس نے کیا گناہ کیا تھا۔ کہ تم نے قتل کیا۔

الخنس سے بعض کے نزدیک سیارے مراویں۔ کہ آفتاب کے ساخن ساختہ چلتے ہیں اور چھر لوٹتے نظر آتے ہیں۔ اور چھر اشعة آفتاب میں چھپ جلتے ہیں۔ اسی لحاظت سے لکھن یعنی چھپتے والے ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ تمام ستارے مراویں۔ کہ وہ سید ہے چلتے۔ چھپتے اور مرستے نظر آتے ہیں۔

ولقد سراہ بالاد فتن الطیین - روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا - کہ میں تم کو اصلی صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں - جبرائیل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں نظر آئے - تو آپ مرعوب ہو گئے ہر ہبھاں تک کرو ڈھن شکل میں آپ کے پاس آیا کرتے تھے - اسی میں نتشتم ہوئے - لعین حکا قتل یہ ہے کہ اخضر نے جبرائیل علیہ السلام کو آسمان سے نازل ہوتے ہوئے اسی شکل میں دیکھا - جس میں کہ دیکھا کرتے تھے - اور دیکھتے ہی پہچان لیا - کہ جبرائیل ہیں - اور آسمان سے اتر کہے ہیں - وصال علی الغیب بضفین - یعنی جو خبریں عنیب کی رسول کو پہنچتی ہیں - وہ ان کے بتائے میں سمجھنہیں کرتے - فرض رسالت کا ماحقہ او اکرتے ہیں -

ضفین بالظاء بھی قرات ہے - اس صورت میں مطلب یہ ہے کہ عنیب کی باتیں انکل سے ہمیں کہتے سیحاق کی رو سے یہ قرات زیادہ مربوط ہے -

**ان حعوا لا ذکر** سرہ العالمین  
ترجمہ - یہ قرآن عالم والوں کے لئے بالکل نصیحت ہی نصیحت ہے - اس شخص کے لئے جو تم میں سے چا ہے - کہ سید ہاراستہ اختیار کرے - اور تم نہیں چاہتے - لیکن یہ کہ اللہ چا ہے - جو عالم کا پروردگار ہے -

القصیدہ - ممن شاء - یعنی تم میں سے جو عزم کرے - کہ کاسب خیر ہو - وہ قرآن نصیحت پکڑ سکتا ہے - چونکہ آیت کا یہ جزو تم مختار ہے - کہ انسان مختار مطلق ہے - اس لئے اسکے فرمایا - وَمَا تشاوَنَ أَكَانِي شاء اللَّهُ - یعنی تمہارا ارادہ مخلوق خداوندی ہے اسی سے تم کو ذی ارادہ بنایا ہے -

## تفصیر سورہ الافطار

لکھ میں نازل ہوئی - اس میں ۹ آیتیں ۰۰ کلمات اور تین سو سترہ حروف ہیں -  
**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**

**اذا استماعوا الفطرت** اخترت

ترجمہ - جبکہ آسمان چھٹے جائے - اور جبکہ ستارے جھٹر جائیں - اور جبکہ سمندر بہ کھلیں او جبکہ اللہ دی جائیں قبریں - جان لیکھا افسوس کہ کیا اس نے مقدم کیا تھا - اور کس کے

وَقِيرْجُود۔ گرسوال نہ کرتا ہے۔

**وَفِي الْأَرْضِ۔** - الم۔ اسکی تفسیر سابقًا لکھی جا چکی ہے۔

**فَتِي السَّمَاءِ وَرِزْقَكُمْ وَمَا تَوْعَدُونَ۔** - آدمی سے رزق کا وعدہ کیا گیا ہے اور مت العمر رزق پاتا ہے۔ لیکن کیا وہ رزق ہر وقت اسکے پاس یا عمر بھر کا رزق اولیٰ انہوں کے سامنے ہے؟ نہیں وہ سب آسمان پر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے یہاں ہے۔ وہی دیتا اور وقت پر ہیچا تا ہے۔ جب آدمی کو رسکا یقین ہے۔ تو کوچھ عذاب و صواب کے باب میں اوس سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ بھی سب آسمان پر رہنے والے کے یہاں موجود ہے۔ وعدہ رزق کا یقین کرنا اور باقی وعدوں کو باور نہ کرنا یہ کوئی عقل کی پتھری نہیں۔ **فَوَرَبَتِ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ إِنَّهُ حَقٌّ مُمْلِّ مَا أَنْتُمْ تَنْطَقُونَ۔** مثلاً ما انتم تنطقون کے کمی معنی بیان کئے گئے ہیں۔ اول یہ کہ اللہ حل شانہ ایسا ہی واحد طلق ہے جیسا کہ تم زبان سے لا الہ الا اللہ کہتے ہو۔ دوسرے یہ کہ رزق اور جن حیزوں کا خدا نے وعدہ کیا ہے وہ آسمان پر اسی طرح علی و جملیقین موجود ہیں جیسے کہ تم بولتے ہو۔ اور تمہارے بولنے میں شکست نہیں۔

تیسرا یہ کہ جیسے آدمی اپنی زبان سے بولتا ہے دوسرے کی زبان سر بولنا چاہے تو نہیں تو اسکتا اسی طرح ہر ایک کا رزق۔ اور اسکا حق ہو عودہ ہے۔ ہر شخص اپنا رزق اور اپنا وعدہ پائیگا غیر کا رزق و حق نہ کھا سکتا ہے نہ پاسکتا ہے۔ گرمیرے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ اندھے حق میر ائمہ کی ضمیر يوم الدین کی طرف ہے کہ اسی کی آیات و دلیل زمین اور نفس میں موجود ہو نیکا سابقًا اظہار کیا گیا ہے۔ اگر یہ مراد یعنی صیح ہو تو اس صورت میں معنی یہ ہونگے کہ جزا و سرکا جو تم سو وعدہ کیا جا رہا ہے وہ آسمان پر اللہ کے یہاں ایسے ہی قدری طور پر موجود ہے جیسے کہ تمہارا زبان سے بولنے قدری ہے۔ یا یہ کہ جنا ستر ایسے ہی ہو گی جیسے کہ تم زبان سر کہتے ہو۔ تم یہاں اوس کا کھٹھٹا اڑاتے ہو تو وہاں بتھا رکھی عذاب میں کھٹھٹا اڑا یا جائے گا۔ یہاں تم کو اوس کا یقین ہے اور خوف و رجایں ہو کر بدی سے بچتے اور نیکیاں کرتے رہی ہو تو وہاں بھی اس کیاں یقین کا اچھا بدال ملتا ہے۔

**هَلْ أَتَلَّقَ حَدِيلًا يُثْضِيفُ إِبْرَاهِيمَ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ -** ہو احْكَمَ الْعَلِيَّمُ ترجمہ۔ رابع پیغمبر کیا تکو ابراہیم کے مغز جہنم انوں کا فصلہ نہیں پہنچا؛ جب وہ اس کے پاس فاخل ہوئے تو اوہنؤں نے سلام کیا۔ اوس نے سلام کا جواب دیا۔ (اوہ دل میں کہا) یہ تو کچھ اچنہی سے لوگ ہیں۔ پھر وہ گھر کی طرف متوجہ ہوئے۔ پس ایک دن اس بچھڑا (نکوپا) لائے۔ اور ان کے پاس لا رکھا۔ (وہ رُکے تھے) اس نے کہا آپ کھانا نہیں کھاتے (اس کہنے پر صیحت دی پیوں

موخر سمجھا تھا۔

سکب

یا ایکھا الا نسان  
ترجمہ۔ اے انسان تھجکو کس چیز نے اپنے بزرگ پرور و گار کی طرف سے دھوکہ میں ڈالا رغافل کیا ہے۔ جس نے تھجکو پیدا کیا۔ اور کامل بنایا اور معتدل بنایا۔ اور جس صورت میں پاہا۔ تھجکو ترکیب دیا۔

ما لتفعلون

کمالاً بِلَ تَكُنْ بُونَ  
ترجمہ۔ نہیں تم کو کسی چیز نے غافل نہیں کیا۔ بلکہ تم دین کو جھٹکاتے ہو۔ حالانکہ تمہارے اوپر نیچہ بان معقر ہیں۔ جو بزرگ ہیں۔ اور اعمال تکھڑتے ہیں۔ جو کچھ تم کرتے ہو سب جانتے ہیں۔

للہ

ان الا بِعَوْسَ لِغَیْ  
ترجمہ۔ بیٹک نیک لوگ آرام میں رہیں گے۔ اور بد کار و وزخ میں جائیں گے۔ اور جو کے دن اس میں داخل ہونگے۔ اور سیمیں سے خاٹب نہ ہو سکیں گے۔ اور اے پیغمبر تم کیا سمجھے کہ جزا کا دن کیا ہے۔ اور پھر پتا تو۔ کہ تم یوم جزا سے کیا سمجھے۔ یہ دون ہو گا کہ کسی کو کسی کے بارہ میں کچھ اختیار نہ ہو گا۔ اور حادثہ ت اسدن اللہ ہی کی ہو گی۔

## تفسیر سورۃ التطہیف

لَقُولَ بَعْضٍ كَمِنْ نَازِلٍ مِنْهُنَّ اُوْرَلَقُولَ بَعْضٍ ابْتَدَأَ مَنْ زَانَهُ هَجَرَتْ مِنْ جِبَكَهُ دِيْنِهِ مِنْ  
تطہیف یعنی دنیوی مارے کی بڑی گرم بازاری تھی۔ احمدیں ۶۳، آئیشیں۔ ۹۳ کلمات  
ہیں حروف میں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلِلّٰہِ طَفَفِینَ الَّذِينَ — سُرُّبُ الْعَالَمِيْنَ  
ترجمہ۔ ولے ہے ان کمی کرنیوالوں کے لئے کہ جب وہ ناپیں (یا تو لیں) اور لوگوں کے تو پورا پورا لیں۔ اور جب انکو ناپ یا توں کروں۔ تو ان کو کم دیں۔ کیا یہ لوگ یہ نہیں جانتے۔ کہ وہ ایک برسے دن کیواستے اتحادتے جائیں گے۔ جیکہ لوگ عالموں کے پرور و گار کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

تفصیل۔ ماخوذ ہے طغاف سے۔ جس کے معنی ہیں شی ریسر۔ مراد وہ کمی بیشی ہے۔ جو کم توں یعنی دینے کے وقت کیا کرنے ہیں۔ ابن عباس سے منقول ہے کہ جب رسول اللہ مدینہ میں تشریف لائے۔ تو وہاں کم و بیش تو نے کام عامہ واجح تھا۔ خود یعنی تو پورا اور حجۃ کتا لیتے۔ اور وہ کو فرمیتے۔ تو اڑتا ویتے۔ اور ٹوٹدی ہارے۔ اس آیت کے نائل ہونے پر لوگوں کی آنکھیں کھلیں اور ایمانداری سے کام کرنے لگے۔

### کلام کتاب الفجاء — اساطیر الاولین

ترجمہ۔ حق یہ ہے۔ کہ بدکاروں کا اعمالنامہ سمجھیں میں ہے۔ اور اے پیغمبر تم کچھ سمجھے کہ سمجھیں کیا ہے۔ ایک لکھا ہو ادفتر ہے۔ ولئے ہے اسدن ان جھٹلاتے والوں کے لئے جو جزا کے دن کو جھٹلاتے ہیں۔ اور اس کو کوئی نہیں جھٹلاتا۔ لگر حصہ سے گزر جائے والا گناہ کار جب اسکو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ تو کہنے لگتا ہے۔ یہ اگلوں کی کہانیاں ہیں۔

تفصیل کلام۔ یا تو جھپڑ کی ہے کلام سابق پر۔ یعنی وہ بعثت کا یقین نہیں کہتے اور بالکل نہیں۔ کہتے۔ یا آغاز کلام تو ہے۔ اور کعبی حقاً ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ترازوں میں چھل کر نہیں۔ وہ فاجر و بدکار ہیں۔ اور جو فاجر و بدکار ہیں ان کا نامہ اعمال سمجھیں ساتویں نیم کے پچھے ایک درجہ ہے۔ مطلب یہ کہ اون کا نامہ اعمال دوزخ میں ہے۔ یعنی وہ دوزخی اور بدترین دوزخی ہیں۔ یا یہ کہ سمجھیں اس دفتر کا نام ہے۔ سمجھیں تمام بدکاروں کے اعمال نامے درج ہونگے۔

### کلام ران علی تلوہ بزم — تکذیبون

ترجمہ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ جو کچھ وہ کر سکتے ہیں۔ اس نے انکے دلوں پر زنگ لگا دیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس دن وہ اپنے رب کے پردہ میں ہونگے۔ اور پھر بالیقین دوزخ میں داخل ہونگے۔ پھر ان سے کہا جائے گا۔ یہ ہے وہ جسکو تم جھٹلا یا کر سکتے تھے۔

کلام یعنی یہ باتیں اگلوں کے اخلاقے نہیں۔ بلکہ واقعی اور حقیقی باتیں ہیں۔

الْمَقْرَبُونَ  
کلا ان کتاب لا بوار ترجیہ - ہرگز نہیں - بیشک نیک لوگوں کے اعمال نامے علیتیں میں ہیں - اور اے پیغمبر تم نے کیا سمجھا کہ علیيون کیا ہے - ایک دفتر ہے لکھا ہووا - خدا کے مقرب اسکو دیکھتے ہیں بالیقین نیکو کار بختوں کی جگہ میں تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہونگے - اے مخاطب تو ان کے چہروں میں نعمت کی آب و تاب دیکھئے گا - وہ پلاٹے جائے ہوئے ہونگے شراب خالص مہر کی ہوئی - کہ اس کی مہر بھی شک سے ہوئی - اور اسی میں چاہئے کہ رعنیت کرنیوں کے رعنیت کریں - اور اس شراب میں نیم کا ملاؤ ہوگا - جو ایک چیز ہے کہ اس سے مقربان خدا دیکھتے ہیں -

كَلَا يَعْنِي مَكْذَبٍ جُو تَكَذِّبُ كَرْتَهُ تِبْ ہیں سوہ ہرگز صحیح نہیں - علیيون بھی بھین کی طرح یا سالوں آنساؤں کے اوپر پہشت میں ایک مقام ہے - یا نیکو کاروں کے دفتر کا نام ہے - ان باتوں سے ہمیں کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے - کوہ کت بہے - تو کس قسم کی کتاب ہے - کاغذ کی ہے - یا کسی اور چیز کی - اس میں کیونکر لکھا جاتا ہے - اس کی کچھ حقیقت ہوئی - لیکن وہ ہے - اور دیکھتے والے اس کو دیکھتے ہیں -

وَمَا كَالُوْنَ يَفْعَلُونَ  
ان الذین اجرموا

ترجمہ - حقیق وہ لوگ جو کوئی نکار نہیں - ان لوگوں سے ہنسا کرتے تھے - جو ایمان لائے تھے - اور جب ان کے ساتھ گذشتے - تو آنکھہ مارتے تھے - اور جب اپنے گھر نالوں کی طرف لوٹتے تھے - تو باتیں بناتے (مسخر اڑاتے) لوٹتے تھے - اور جب انکو دیکھتے تھے - کہ یہ لوگ بالیقین گراہ ہیں - حالانکہ وہ ان پر نگہبان بنائکر نہیں بھیجے گئے تھے - پس آج وہ لوگ جو ایمان لائچکے ہیں - کافروں پر ہمیں تختوں پر بیٹھے دیکھیں گے - کہ کیا کافر بدله دیئے گئے ان کاموں کا جو وہ کیا کرتے تھے -

## لَقْسِير سُورَةُ الْأَنْشَقَاق

کہ میں نازل ہوئی - وہ میں ۲۵ آیتیں - ۰۔ احکامات اور صوبہ حروف ہیں -  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

**اذا سَمِعَ الْشَّقَقَ**  
 کان بله بصیوا  
 ترجمہ۔ جس وقت کہ اسماں چھٹ جائے۔ اور سُنْتَ اپنے پروردگار کا حکم۔ اور بھی ان کے  
 لئے سزاوار ہے اور جبکہ زین چھنچی جائے۔ اور وَ الدَّوْلَهُ جو کچھ کہ اس میں ہے۔  
 اور خالی ہو جائے۔ اور سُنْتَ اپنے پروردگار کا حکم۔ اور بھی اس کے لئے سزاوار ہے  
 اے انسان تو بالیقین اپنے رب کی طرف بجود تمام اچلنے والا ہے۔ اور اس سے ملنے  
 والا ہے۔ پھر جس کسی کو اس کی اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا۔ وہ آسانی  
 سے حساب کر لیا جائے گا۔ اور وہ اپنے لوگوں کی طرف خوش خوش بوٹ آئے گا اور  
 لیکن جس کسی کو اس کا نامہ اعمال پڑھو چکھے کی طرف سے دیا گیا۔ وہ البتہ پکارتے گا  
 ہلاکی کو۔ اور داخل ہو گا دونسخ میں۔ تحقیق وہ اپنے گھر والوں میں خوش تھا۔ اس  
 نے مگان کیا تھا کہ وہ ہرگز نہ پھر لیکا۔ نہیں۔ بالیقین اس کا السد اس کو دیکھنے  
 والا نہ تھا۔

**لِقْسِيرٍ**۔ انک کادح المی سبک کدھا۔ انسان دنیا میں کچھ ایسا غافل ہے۔ کہ  
 اسے کبھی مر نے اور حذل کے حصنوں میں حاضر ہونے کا گویا خیال ہی نہیں آتا۔ اللہ  
 تعالیٰ نے آگاہ کیا۔ کہ اے انسان تو غافل رہ یا ہوشیار چہرہ حال تو خدا کی طرف پڑ  
 رہا ہے۔ اور جبden یہ نظام عالم برہم ہو گا۔ تو حذل کے حصنوں میں پہنچ سے ہے گا۔ اور  
 پھر ہو گا۔ جو کچھ ہو گا۔

یہیں دیسماں دوسرے خپڑے یہیں دائیں ہاتھ کو کہتے ہیں۔ جو بکت وقت کا ہاتھ  
 جن کے اعمال نامے اچھے ہونگے۔ وہ انکو اپنے دائیں ہاتھ سے لیں گے۔ لیکن جن کے  
 اعمال نامے حساب ہونگے۔ وہ مجبوراً پاول ناخواستہ منہ پھیر کر باشیں ہاتھ سے  
 لیں گے۔ اور پکاریں گے۔ وابتو راہ دا ہلاکاہ۔ کاش ہیں موت ہی آجائے۔  
 یہ کیا ہو گیا۔ یہیں خیال بھی نہ تھا۔ کہ ایک دن ایسا پیش آئے گا۔ مگر آج پیش آگیا۔  
 اب کیا کرس۔ اسی لئے السد تعالیٰ اسے خرمایا۔ انه طن ان لعن تجوسر۔ اسے دیو  
 گمان ہی نہ تھا۔ کہ پھر کر خدا کی طرف جانا ہے۔

**فَلَا أَقْسِمُ بِالشَّفَقِ** — غیر مہمنوں

ترجمہ۔ قسم کھاتا ہوں میں شفقت کی۔ اور راست کی اور ان چیزوں کی۔ جنکو راست اکھڑا

کرتی ہے۔ اور چاند کی جبکہ وہ کامل ہو۔ کہ البتہ تم پہنچو گے ایک حالت سے دوسرا حالت میں۔ پس اکتو کیا ہو گیا ہے۔ کہ ایمان نہیں لاتے۔ اور جب انسکے سامنے قرآن تلاوت کیا جاتا ہے۔ سجدہ نہیں کرتے۔ بلکہ جو کافر ہیں۔ مجھٹلاتے ہیں۔ اور اللہ خوب ہانتا ہے جو گھبڑے والوں میں رکھتے ہیں۔ پس اے سفیر تم ان کو در فناک غذاب کی خبر پہنچاوو مگر جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کئے۔ ان کے لئے اجر ہے غیر مقطوع (جو ختم ہی نہ ہوگا)

**تفسیر** - **وَالْأَيْلُ وَمَا وَسَقَ رَاتِ سَبْ** چیزوں کو جو دن کو پر گندہ ہوئی ہیں **سَمِيعٌ** لیتی اور جمع کر دیتی ہے۔ جو چیزوں اس کے تحت ہیں آ جاتی ہیں۔ خدا ان سب کی مقام کھاتا ہے۔

لترکبُن طبقاً عن طبق۔ یعنی لوگوں کو بہت سے حال یکے بعد دیگرے پیش آئیں گے۔ دہی حالات جو ہم اپنے نبی کے ذریعہ تم کو بتاتے ہے ہیں۔ یہ نہ سمجھو۔ کہ دنیا کے بعد آخرت کے حالات گوناگون سے تم کو مفرملکن ہے۔ پہلے تم پیدا ہوئے ہو پھر مر دے گے۔ پھر قبر سے اٹھو گے۔ اور اپنے کئے کو بھر دے گے۔

## تفسیر سورۃ البروج

مکہ میں نازل ہوئی۔ اس میں ۲۷ آیتیں ہیں اور ۱۰۹ کلمات۔ ۵۶۵ م حروف

**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ**

**وَالسَّمَاءُ وَذَاتُ الْبَرِجِ** شاخصل

ترجمہ۔ قسم ہے۔ بر جوں والے آسمان اور وعدہ کئے ہوئے دن اور شاہد و مشہود کی کہ مائے گئے مان گڑ ہوں والے جن کی اگ بہت ایندھن والی بھتی۔ جبکہ وہ ان گرد ہو پڑیتے ہوئے دیکھتے ہے تھے۔ ان بالوں کو جو ایمان والوں کے ساتھ کرتے ہے تھے۔ اور انہوں نے ان کا کوئی عیب و گناہ نہیں پایا تھا۔ سولے اس کے کو وہ اللہ پر ایمان ہے آئے تھے۔ جو غالب اور قدریت کیا گیا ہے۔ ایسا کہ اسماں والوں اور زمین کا تک سب اسی کا ہے۔ اور اللہ پر چیز کا دیکھنے والا ہے۔

**تفسیر شاحد و مشہود سے مراد ہو وہ چیز ہے۔ جو شہادت یعنی دیکھنے کی**

قوت رکھتی یا دیکھنے میں آسکتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ شاہد سے جمعہ اور مشہود سے عرفہ مراوی ہے۔ اور اللہ نے ان دلوں کی قسم اُنکی غلطت کے لحاظ سے کہا تھی۔ اور بعض کے نزدیک شاہد خدا یا فرشتے یا انہیا ہیں۔ اور مشہود یوم قیامت یا امیں ہیں۔ لیکن شاہد و مشہود کے معنوں میں یہ سب چیزیں خود آجاتی ہیں۔ اس لئے تخصیص کی ضرورت نہیں۔

**اصحاح اکنخداد کافروں کی ایک قوم تھی۔ جس نے اہل بیان سے ایمان سے پھرے کو کہا۔ اور حب وہ ایمان سے نہ پھرے۔ تو کھائیاں کھو دکر اور اگ ایندھن سے بھر کر ایمان واروں کو اس میں ڈال دیا۔ اور آپ خوب سیٹھے ہوئے تماشہ دیکھتے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ وہ ایمان دار نہیں۔ بلکہ یہ خود کھائیوں والے ہلاک ہوئے اور صحیح عذاب بنے۔ کہ اہل مکہ جو ایمان واروں کو بڑھانے کرنا چاہتے ہیں۔ اور ایذائیں نہیں ہیں۔ اپنا ہی کچھ بگاڑھے ہیں۔ ایمان واروں کا کیا بگاڑھتا ہے۔ نیز مسلمانوں کو صبر و ثبات کی ملکین ہے۔ کہ ایمان والے تم سپہا ہے۔ بھی محض اس جرم پر کہ وہ اللہ پر ایمان لائے ہوئے۔ سخت ترین عذاب سہہر چکے ہیں۔ تم کو بھی حوصلہ رکھنا چاہئے۔**

**الکبیر**  
انَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ  
ترجمہ۔ بالیقین جن لوگوں نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو فتنہ دایڈاں ڈالا۔ اور پھر تو بہتر کی۔ ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ اور ان کے واطے جلنے کا عذاب ہے۔ تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور اجہنہوں نے نیک کام کئے۔ انکے لئے بہشت کے باع ہیں۔ جن کے پنج سے ہنری ہوتی ہیں۔ یہ ہے بڑی کامیابی۔

**لوح محفوظ**  
آن بطش ربک  
ترجمہ۔ تحقیق تیرے پر درگار کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ بیٹک وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے۔ دہی دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور وہ بختی والا اور محبت والا ہے۔ بزرگ عرش کا مالک ہے۔ جو کچھ چاہے۔ کرنیوالا ہے۔ اپے سیغیر کیا بھکو فرعون و مشوہد کے لشکروں کا حال نہیں پہنچا۔ بلکہ کافر جھٹلا نے پڑاڑ ہے۔ اور اللہ انکو پیچھے سے

گھیرنے والا ہے۔ بلکہ وہ لوح محفوظ میں لکھا ہو اور قرآن شرفیت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اصحابِ احمد و یہود - یامشترکین مکہ جو مومنوں کو بہکاتے ایذا دیتے ہیں - اور ایہوں نے تو بہ نہ کی۔ انکے نئے سخت عذاب ہے۔ برخلاف اُنکے نیکوکاروں کے نئے جنت کی نعمتیں مسلمانوں میں مطلیں رہو۔ اور کافروں کی ایذار سائی سے گھیرا رہیں۔ یہ ہماری پاکیزے سے نکل کر کہاں جائیں گے۔ ہمیں نے سب کو پیدا کیا ہیں دوبارہ جتر سے اٹھائیں گے۔ اور کئے کی سزا کو ہمچاہیں گے۔ اور آخرت تو آخرت اس قسم کے لوگوں کا انجام دنیا میں بھی اس سے پہلے جڑا اور بہت بڑا ہو چکا ہے۔ کیا تم نے اور ان مشترکین نے فرعون اور مخروق کی قوم کا حال ہیں سننا رہیں رہنا ہے۔ لیکن ان کافروں نے ان سے کچھ بھی عبرت نہ پکڑی۔ بلکہ تکذیب پر مصروف ہے۔ مگر ان کی تکذیب کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ بلکہ اے پیغمبر تم جو قرآن الکوہ ہمچا رہئے اور جبکی یہ تکذیب کرتے ہیں۔ یہ سب ہمارے یہاں لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

## تفسیر سورۃ الطارق

مکہ میں نازل ہوئی۔ اس میں ۷۴ آیتیں۔ ۱۷ کلمات اور ۹۳ حروف ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

والسماء والطافق وكان ناصرا

ترجمہ - قسم ہے۔ انسان کی اور طارق کی۔ اور اے پیغمبر تم کیا سمجھئے کہ طارق کیا ہے وہ چیکتا ہوا تارہ ہے۔ کوئی مفہوم نہیں۔ مگر اس کے اوپر انہیں مقرر ہے۔ پس چاہئے کہ انسان دیکھئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ پیدا کیا گیا ہے۔ ایک اچھنے دائے پالی سے جو نکلتا ہے۔ پیچھے اور چھاتی کے درمیان سے تھقیق وہ اس کے بوٹا نے دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس نے کچھ پی ہوئی باتیں کھوئی جائیں گی اس دن اسی میں کچھ قوت ہوگی جس کوئی مد و نگار۔

تفسیر - طارق سے مراد ہے سنجم ثاقب۔ جیسا کہ خود خدا نے فرمادیا ہے۔ اور سنجم ثاقب چلتے ہیں روشن تارے کو۔ خواہ وہ نکلتا ہوا ہو یا اچھتا ہو۔ یا تو طبا ہوا اصل بے پشت پدر مراد ہے۔ اور تراستے سینہ مادر۔ کہ آپ من اآخر اہم حصوں میں ملا چکتے

روایدا

## والسماوات الرجع

ترجمہ۔ اور قسم ہے ملینہ ولے آئان کی۔ اور سچتے والی زمین کی۔ البتہ یہ بات خیال  
کرنے والی ہے۔ اور بیفایدہ نہیں ہے۔ تحقیق وہ مذکور تھے ہیں۔ اور یہ بھی تمہیر کرتا  
ہوں۔ پس اے پیغمبر تم ان کا ذریں کو ایک مدت تک دھیل دو۔

**تفسیر**۔ غرب کے محاورہ میں رجع ملینہ کو کہتے ہیں۔ کہ بہت تھے۔ پسند ہو جاتا ہے۔ اور  
پھر کرتا ہے۔ صدر عزم کی صفت ہے۔ کہ شق ہوتی ہے۔ اگر شق ہونے کی سبیں  
صلاحیت نہ ہوتی۔ نباتات نہ اگاسکتی۔ اسی لئے ان دونوں عظیم اشان باتوں کی وجہ  
ہر خرد بشر کے نزد کیا ہم ہیں۔ اللہ تعالیٰ اعتم کھا کر فراہت ہے۔ کہ وہ مر نے کے بعد دو طبقے  
بیرونی قادر ہے۔ اور بالکل قادر ہے۔ یہ قولِ فصل ہے۔ ہر ہیں کہ سناد۔ پرواد  
نہ کی۔ اس کو سفوا و خیال کرو۔ ورنہ کافر پنی کوئی کئے جائیں۔ ہم اپنی کرنی تو  
اور ایک دن ان کو اپنا کیا بھلتنا اور ہمارا کہما ماننا پڑے گا۔

## تفسیر سورۃ الاعلیٰ

کہ میں نازل ہوئی۔ اس میں، اڑتیس سے کلمات اور ۲۹ حروف ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سبحانہ سبک الاعلیٰ۔ وما يخفی

ترجمہ۔ اے پیغمبر۔ تو اپنے پردہ کا را علیٰ کی استبیح کر۔ جس نے پیدا کیا اور کامل بنایا۔ اور  
جس نے اندازہ باندھا۔ اور راہ دکھانی اور جس نے چارہ اگایا۔ پھر اس کو سیاہ کوٹا کر  
دیا۔ عنقریب ہم سمجھ کو پڑھائیں گے۔ پس تو نہ بھولے تھا۔ مگر بوخذ اچا ہے۔ تحقیق  
وہ ظاہر و باطن سب کو جانتا ہے۔

**تفسیر**۔ الامام اشاعر اللہ کا استثناء اس نئے ہے۔ کہ یہ وہم نہ ہو۔ کہاب بھولنا  
خدا کی قدرت سے بھی باہر ہے۔ ورنہ مطلب صوت آنہا ہی ہے۔ کہ اے پیغمبر ہم کو تو عن  
ایک آتاب پڑھائیں گے۔ کہ تم اسیں سے کچھ نہ بھو دو گے۔ کیونکہ یہیں اس کی تبلیغ کر  
ہے۔ غرض یہ استثناء بالکل ایسا ہی ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ سورہ ہود میں فرمائے  
وَأَنَّا لَنَا سُعْدٌ وَّ فِيْنَا الْجَنَّةُ خَالِدُّوْنَ فِيْهَا مَا وَامْتَلَأْتُمُوْتُ وَالْأَمْرُ فِيْ الْأَمْرِ

عطاء غیر محنود - کیہاں بھی باوجود استشنا تابید و تحملید ہی مراد ہے۔

و نیسک لیسری —  
ترجمہ - اور ہم آسان گردیں گے - تیرے نئے آسان شریعت کو پیغامبھت کرتا گر تیری  
نصیحت فایدہ فی - البته وہ نصیحت پکڑے گا - جو مورتا ہے - اور کنارہ کرے گا -  
اس سے وہ شخص جو بڑا بدجنت ہے - ایسا کہ داخل ہو گا بڑی آگ میں - پھر نہ مرے گا -  
اسیں اور نہ چھٹے گا -

تفسایر - نیسک لیسری یعنی ہم تجھکو شریعت سمجھ کی جو فنسوں پر آسان اور عقل پر  
اس کا فهم دشوار نہ ہو گا - توفیق دینے گے - یعنی وہ کتاب جو ہم تجھکو پڑھانے والے ہیں شریعت  
سمحہ پشتیل ہوگی - نہ صعب و منذر پر - اس نئے تم اس کا وعظ کرو - تاکہ عبرت نصیحت  
پکڑنے والے نصیحت پکر دیں - اور اس شریعت کو اختیار کریں -

قد افلح من تزریکی —  
و معنوی

ترجمہ - تحقیق فایدہ اس شخص نے اکٹھایا جو پاک ہوا - اور اپنے پرور عکاس کا نام باید  
کرتا رہا - اور شماز پڑھی - لیکن تم تو دنیا کی حیات کو ترجیح دیتے ہو - حالانکہ آخرت بہت  
بہتر اور بہت باقی رہنے والی ہے - تحقیق یہ بات پہلے صحیفوں میں بھی ہے - یعنی لہیم  
او روئی کے صحیفوں میں -

تفسیر - یعنی کتابے پہلے جو ہماری کتابیں پہنچ چکی ہیں - انہیں بھی یہ مذکور ہے - کہ فلاخ  
ہی پائیں کے - جو پاکیزگی - عبادت - شماز کے پابند ہونے کے - باقی جو نذر بدجنتیں  
وہ دو ناخ میں حلیں گے - یہ دین جواب پہنچ رہا ہے - کوئی خدا دین انہیں ہے - پہلے  
بھی یہی بختا - اور اب بھی یہی ہے -

## تفسیر سورۃ الفاسیہ

کہ میں نائل ہوئی - اس میں ۲۳ آیتیں ہیں اور ۴۰ کلمات اور امام حروفت ہیں -  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صل اتنک حدیث الفاسیہ —  
ترجمہ - اے پیغمبر کیا تم کو فاسیہ یعنی چھا جانے والی قیامت کی کچھ خبر پہنچی - جلد

بہت سے منہ فلی ہونے والے ہیں۔ جنہوں نے دنیا میں بہت کام کئے۔ بڑی تکلیف اٹھائی۔ دُمگر کچھ کام نہ آئی، وہ جلتی ہوئی آگ میں داخل ہونے کے۔ کہوتے ہوئے حیث سے انکو پانی پلا یا جائے گا۔ اور کافی طے والی رومنی گھاس کے سوا ان کا کچھ کھانا نہ ہوگا جو نہ موڑا کری ہتھ۔ اور نہ جھوٹے پے نیا نکرتی ہے۔ نیز بہت منہ اسدن تروتاز و پینی کوشش پر راضی اونچی جنت میں ہونے کے۔ اسمیں کوئی بیہودہ بات نہ سنیں اسمیں جاری چشمہ ہے۔ اسمیں اونچے اونچے سخت ہیں۔ اور چھنے ہوئے آبخوار ہیں۔ اور صفتِ صبغت سخت ہیں۔ اور بچھی ہوئی مسندیں

## حمسا بہم

ترجمہ۔ کیا یہ لوگ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیا پیدا کیا گیا ہے۔ اور آسمان کو طرف کہ وہ کیونکر بلند کیا گیا۔ اور پہاڑوں کی طرف کہ وہ کیونکر کھڑے کئے سا اور زمین کی طرف کہ وہ کیونکر چھپیلانی کی گئی۔ تو اے بنی تو نصیحت کر تو تو نصیحت کرنے والا ہے۔ تو ان پر داروغہ تو ہے نہیں۔ لیکن جس نے منہ موڑا اور کفر کیا۔ تو اس کو اللہ بدرا عذاب دے گا۔ بیشک ہمارے ہی طرف انکو لوٹ کر آنا ہے۔ بچھر کو شکا نہیں۔ کہ ہمارا ذمہ ہے۔ ان سے حساب لینا۔

**تفسیر**۔ اس سورت میں بھی ازاول نا آخر قیامت کا ذکر ہے۔ اسدن نیکوں اور بدلوں کی جو حالت ہوگی۔ پہلے اسے بیان کر کے اپنی مخلوقات کی طرف توجہ دلاتی۔ کہ جو نیت سے ایسی ایسی چیزیں پیدا کر سکا ہو۔ اس کے لئے مردوں کو پھر زندہ کرو تو نبھی مشکل بات ہے۔ احیا میں موت سے سے بدرجہا بڑھ چڑھ کر قدرت خداوند کے ہنوز نے لوگوں کے سامنے ہر وقت موجود ہیتے ہیں۔ کافر ہیئت کی لغتوں کا ذمہ سنکر کہتے پہشتی اونچے سختوں پر اترنے چڑھنے میں تو الٰہی تکلیف اٹھائی اور ان پر جو کوزے دھرے ہونے کے۔ وہ کیا لڑھک نہ جایا کریں گے۔ ان طفلا باتوں کے جواب میں الٰہ العالمین نے اونٹ۔ آسمان پہاڑ اور زمین کو پیش کیا۔ کہ ان کی طرف دیکھو۔ اونٹ کتنا اونچا ہے۔ مگر اس پر چڑھنے اترنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ جہاڑا اشارہ کیا بجھ گیا۔ اور جب سوار ہوئے۔ تو کھڑا کر اونٹ سے عربوں کو خصوصیت بھی حاصل ہے۔ اور جو خوبیاں الٰہ العالمین نے آئیں

کھانانہ کھایا تو) اب اوس کے دل میں اونکی طرف سے خوف پیدا ہوا۔ اونہوں نے کہا درو ہمیں اور اوسے ایک صاحب علم بیٹے کی بشارت دی۔ پس اتنے میں اوسکی بیوی (بولتی) ہوئی انگی۔ اپنا مسٹ پیٹا۔ اور کہنے لگیں سیں قو بڑھیا باخجھ ہوں۔ اونہوں نے کہا۔ تیرے ربی ایسا ہی کہا ہے

البستہ وہ حکمت و علم والا ہے ۷

تفسیر۔ قوم مختار وان۔ یعنی جوابِلام کے بعد دل میں کہا۔ یہ لوگ تو کچھ اجنبی سے معلوم ہوتے ہیں۔  
کبھی دیکھا ہمیں کبھی چلنے جا سکیں۔ یا یہ کہ عجیب رسم و مسیو کے لوگ ہیں۔ کہ بے اجازت درائے چلے آئے۔ غلام علم یعنی ایسا بچہ جو صاحبِعلم و متینز ہو گا۔ یا یہ کہ علم بعنی بنی ہو ہے۔

**قالَ فَمَا حَطَبْدُكُمْ أَيْقَنًا الْمُرْسَلُونَ ۝ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵**

ترجمہ: اب ابراہیم نے کہا کہ اے خدا کے بھیجے ہوئے فرشتو۔ تمہیں کیا ہم درپیش ہے؟ اونہوں نے جواب یا کہ ہم ایک گندہ گار قوم کی طرف بھیج گئے ہیں۔ کہ ان پڑھنگروں کے پتھروں سامیں۔ جو تیرے رب کے بیان سے ان لوگوں کیلئے مستعین ہو چکے ہیں۔ جو حمد (فطرت) سے بڑھ گئے ہیں ۵ ۵ چھرہم نے (اے پیغمبر) جو لوگ وہاں ایماندار تھے انہیں وہاں سے نکال لیا۔ اور ہم نے وہاں مسلمانوں کا ایک سے زیادہ کھڑنہ پایا۔ اور (سنگباری کے بعد) ہم نے وہاں اپنی آیات قدرت ان لوگوں کو لئے چھوڑ دیں جو درذاتک عذاب سے ڈرتے ہیں۔

چونکہ قوم لوٹ کی تباہی کے بعد وہاں ایسے آثار باقی تھے جنہیں دیکھ کر لوگ عبرت پذیر ہو سکتے تھے کہ سابقانافرانوں کو کیا کچھ پیش آیا۔ اور کس طرح سے مت گئے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے فرمایا کہ زمین میں ہماری قدرت کے پہت سے آثار اور آیات عبرت موجود ہیں۔ مگر لوگ حشیم بصیرت سر کام نہیں لیتے۔ اور پھر حنڈ آیات کی طرف اشارہ کر دیا۔ جواہل مکہ کے علم میں تھیں۔ چنانچہ پہلے قوم لوٹ کا انسجام دکھایا۔ اور پھر فرعون و عاد و عیرو کا ذکر کیا جیسا کہ آیات ذیل میں مذکور ہے ۸

**وَ فِي مُوسَى إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَى فِرْعَوْنَ ۝ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵**

ترجمہ: اور موسیٰ کے حالات میں بھی ہماری قدرت کی آئیں ہیں۔ جبکہ ہم نے اوسے کھانے مجھے دیکھ فرعون کی طرف بھیجا۔ اوس نے اپنے زور کے بھروسہ پرمنہ موزا۔ اور (موسیٰ کو) کہنے لگا یہ تو کوئی جادو گر یاد یوادہ ہے۔ پس ہم نے اسے اور اسکے شکر کو پکڑ دیا۔ پھر اونکو سمندر میں پھینک دیا۔ بحالیکہ وہ اپنی کرتوقوں کی وجہ سے قابل ملامت تھا۔

**وَ فِي هَمَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلِيًّا حِمَرَ الرِّجَمَ ۝ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵**

**کَالَّرَمِیْضُ**

رکھی ہیں - وہ کسی اور جا نو زمیں پائی بھی نہیں جاتیں - اس لئے بھی اس کا ذکر کون نیادہ موثر ہے - اور کوئی جا نو زم کے برابر پیاس کی تاب نہیں لاسکتا - خن خاشک اول کانٹے اس کی خوارکشی ہیں - بایں ہمہ تیز رفتاری و بارکشی میں نظری نہیں رکھتا - ایک اونٹی کے دودھ سے کنبہ پل جاتا ہے - اور اس کی پشم سے مندے قالمین رخچے تیار کئے جاتے ہیں اس کا کوہاں ہائکل بلند تخت کے مشابہ نظر آتا تھا - پھر مطیع ایسا کہ ایک بچہ سوانٹ کی قطار لے جاسکتا ہے - مگر ساختہ ہی با غیرت بھی ہے - بجالستی بھی ماں بہن کی خدمت نگاہ رکھتا ہے - اس کا دودھ اور پیشتاب - تلی - بواسیر اور استقلانے بیماروں کے لئے اکسیر ہے - رو بقبلا جلنا اس کا خاصہ ہے - پھر آسمان کو دیکھو - دن رات چکریں ہے - مگر اس کے ستارے چوکور زمین کی طرح اس میں دہراتے ہیں - خدا سی جلبش نہیں کھاتے - یہی کیفیت پہاڑوں کی ہے - جو زمین کی دوسری حرکت محوری روری کے باوصفت میج کی طرح گرے رہتے ہیں - اور زمین کو دیکھو کہ حالانکہ گلند کی طرح ہے اور دو گونہ حرکت ہیں لیکن اس کے سمندروں دریاؤں اور ندی نالوں اور جھبجیلوں کے محل و قوع میں جو سب کو زمین کی طرح اس کی سطح پر درخشاں ہیں - کوئی خلنہیں پڑتا

## تفسیر سورۃ الفجر

مکہ میں نازل ہوئی - اس میں تینیں آیات ہیں - اور ایک سمعونتیں کلمات اور پاچ سو ستانوبے حروف ہیں -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الفجر و لیالی عشیر فا دخلی فی عبادی و ادخلی جذبی  
ترجمہ قسم ہے خبر کی اور دس راتوں کی اور حیثت اور طاق کی - اور رات کی جب گذرنے لگے کیا اس بارہ میں عقائد و مذاہ کے لئے پوری صتم ہے - کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیر پر ورگار نے عاو کے ساتھ کیا معا ملکہ کیا - یعنی عاو ارم کے ساتھ جو بڑے قدر آ درستے کہ ان کی مانند کوئی شہروں میں پیدا نہیں کیا گیا - اور شمود کے ساتھ جہنوں نے وادی قرنی میں پتھر کے تھر تراشتے - اور فرعون میخوں ڈالے کے ساتھ ان سر بنے شہروں میں سراٹھا یا پھر انہیں بہت صنادیلا - قوان پہر تیرے پر ورگار نے عذاب کو کوڑا آچلا یا - پیشک

ترا پر در و گار کافروں کی مکھاتیں ہے۔ لیکن آدمی کا حال یہ ہے کہ جب اس کو اسکا پر در و گار اس طرح پر آزماتا ہے۔ کہ اس کو عزت اور اس کو بعذت دیتا ہے۔ قوہ کہتی ہے جوکہ میرے پر در و گار نے میری اہانت کی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ تم ملائم کی عزت نہیں کرتے اور ایک دسرے کو فقیر کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتے اور میراث کا مال حلال حرام سب کھا جاتے ہو۔ اور مال سے بڑی محبت رکھتے ہو۔ ایسا ہرگز نہیں چاہتے جب زمین کو وہ کھکے پر وہ کھکے دیئے جاویں گے۔ اور ترا پر در و گار زمین پر آئے گا۔ اور فرشتے قطار حطایر آئیں گے۔ اور دونوں دن لا یا جائے گا۔ اسدن انسان سوچیکا اور کہاں نفع دے گا اس کو وہ سوچنا۔ کہ یہ یکا کاۓ کاش ہیں اپنی اس زندگی کے لئے کچھ آگے بھیجتا۔ تو اس دن عذاب کے عذاب کی مانند کوئی عذاب نہ دریخا۔ اور حسیبا وہ زنجیروں میں جکڑے گا۔ سویں کوئی نہ جکڑے گا۔ اسدن نیکوں سے کہا جائے گا۔ اس نے ستلی پا سنبھالی جان اپنے پر در و گار کی طرف لوٹ۔ تو اس سے راضی وہ بچھ سے راضی۔ پھر بھرے بندوں میں داخل ہو۔ اور میری حبست میں داخل ہو۔

**تفسیر۔** مجرم کی قسم اس سبھے کھانی گئی۔ کہ اسے قیامت سے کمال مشاہدہ ہے۔ مخلوق گویا موت کے بعد مجرم کو زندہ ہو کو اپنے اپنے دھنے میں لگتی ہے۔ لیالِ عشر سے بعض ذی الحجه کے عشرہ اول کی دس راتیں مراد یتھے ہیں۔ اور بعض ماہ رمضان کے آخری نہیں کی اور بعض مغسرین سال پھر کی متفرق دس راتیں لیلۃ القدر۔ شب عید الغفران۔ شب عرفہ۔ شب محرّج وغیرہ۔ شفعت بمعنی جفت سے بعض مخلوق مراد یتھے ہیں۔ جو زمرہ زون بنائی گئی ہیں۔ اور وحیت بمعنی طاق سے ذات خدا۔ جو واحد دیکھتا ہے۔ رات بھی بچھے خود بچھ کہ اہم چیز نہیں۔ جہاں وہ ایک طرف مخلوق کے حصہ، عظم کو سمجھی۔ نیند سدا کر گویا موت کا منور دکھا دیتی ہے۔ وہیں نیکوکا رسشب بیداری کے لئے اور بدکار اپنی بدکاریوں کے لئے اس کا بڑی جیھنہ بھری سے انتظار کرتے ہیں۔ لیکن کسی کسی جیھنہ بھری سے وقت سے پہلے نہیں لاسکتی۔ اسی طرح قیامت اپنے وقت پر ہی آئے گی۔ کافروں اور مخلوقوں کی تعجب پندی کی خاطر ال العالمین اپنے مقدرات کو کیسے بدلتا پند فرا سکتا ہے۔ مگر منکر یہ خوب یاد کہیں۔ کہ قیامت آئے گی ضرور۔ کیا یہ لوگ عاد و غود و خرعون کے واقعات سر کر سئے جبی جن کا انکو بخوبی علم ہے۔ خدا کی قادرت و طاقت کے قابل نہیں ہو۔

ان تینوں کا ذکر نقشہ میں پہلے بالتفصیل ہو چکا ہے۔ یہاں بالاجمال یہ لکھ دیا کافی ہوگا کہ عاد کے دو فرقے گذے ہیں۔ ایک عاد اولے یا عاد قدیمہ جو عاد بن عوض بن ارم بن سام بن فیح کی اولاد تھے۔ اور عدن کے متصل ان کا وطن تھا۔ اور وہ میں اپنے داؤ کے نام پر شہر ارم آباد کیا۔ دوسرے فرقہ عاد بعد میں ہوا۔ جس کا مورث اعلیٰ بھی عاذ قم رکھتا تھا۔ اور عاد اونے کی نسل میں سے تھا۔ اور حضرموت کے متصل علاقہ احضاف میں آباد ہوا۔ حضرت ہود قوم عاد کے پیغمبر تھے۔ عاد اولے کے لوگ بڑے شہر زور اور قد آور تھے۔ شداد حبس نے مصنوعی بہشت بنوا�ا۔ مگر داخل نہ ہو سکا۔ دروازہ میں ہی جان نکل گئی۔ اسی قوم کا بادشاہ تھا۔ وہ اپنے بھائی شدید کی وفات پر وارث تھت ہوا تھا۔ چار سو بادشاہ اس کے مطیع تھے۔ اور اس غلبہ و عزوج سے انہا ہو کر خدا کی کاد عویدہ ہو گیا تھا۔ روایت ہے کہ اس شداؤ کو حالت طفیل دریا میں پہنچے ہوئے۔ ایک دہونی نے پکڑ کر پالا تھا۔ یہ بھی روایت ہے کہ پہنچنے والا عبد العبد بن قلابہ صحابی نے صحرے حضرموت میں اونٹ تلاش کرتے وقت بہشت شداؤ کو دیکھا تھا۔

قوم ہمود حبس کے پیغمبر حضرت صالح تھے۔ قوم عاد کے چیرے تھے۔ اور حجاز اور شام کے درمیانی علاقہ میں آباد تھے۔ بجانب شام چیرے سے کریجائب حجاز وادی القوی تک اُن کی ایک ہزار سات سو بیانی تھیں۔ جو پہاڑوں کو تراش کر عالی شان محلات کی صورت میں بنائی گئی تھیں۔ فتح خیر کے بعد حضرت سرور دو عالم وادی القرمی پیغمبر جو طول و عرض میں اس وقت مکہ مظہر کے برابر تھا۔ قابض و تصرف ہوئے تھے۔ فرعون کو کو ذی الاوتا و یعنی سیخوں والا کئی وجہ سے کہا گیا ہے۔ وہ ایمان لانے والے لوگوں کو چومنا کر کے شہید کر رکھتا۔ خیکے سیخوں کے سہاتے کھڑے کئے جاتے ہیں۔ فرعون کے پاس بڑا لاموش کر رکھتا۔ یہندہ اسے ذی الاوتا کہا گیا۔ نیز جانور سیخوں سہی باندھے جاتے ہیں۔ ساس کے لشکر میں گھوڑے وغیرہ بھی بہت تھے۔

ان تینوں طاقتور گروہوں کو الہ العالمین نے اُنکی بدکاریوں کی وجہ سے آخر فتنہ کر دیا۔

فَإِنَّمَا الْأَهْمَانَ إِذَا مَا أَبْتَلَهُ رَبُّكَ الْخَ— النہان روزی کی فراخی اور تنگی کو خدا کے نزدیک

مقبول و مروع و ہونے کا معیار خیال کرتا ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ مجھنے خداوند کی کی طرف سے آنے والیں ہے کہ آیا بندہ فراغی میں شکر اور تنگی میں صبر کرتا ہے یا نہیں ورنہ کسی کا دل و تمند یعنی اس بات کی دلیل نہیں۔ کہ خدا اس سے خوش ہے۔ اور فلسہ ہونا خدا کی ثاراضی کا ثبوت نہیں۔ یہ بیہودہ نتیجے کافراں لئے عنکالتے رہتے ہیں۔ کہ وہ مال پر بحید حریص ہیں۔ دراصل بے عزتی تو ان کی ہے۔ جو مالدار ہوں کے باوجود نہ یتیموں کی مدارات کرتے ہیں۔ اور نہ مساکین کو کھلانے کھلاتے ہیں۔ بلکہ حقدار وارثوں بہنوں بیٹیوں کا مال بھی کھا جاتے ہیں۔ اور مال کی محبت ہیں اندھے ہو سہیں ہیں۔ سگر یا اور کھوکھا حساب کی دن آنے والا ہے۔ جبکہ زلزلوں کی کثرت سے زمین ریزہ ریزہ ہو جائے گی۔ اور پروردگار عالم جلال و قهر کی صفت سے تجلی فرازیگا۔ اس وقت انسان یہ کا یک پکا سے گام کا شعلی نے کچھ نیکے اعمال کئے ہوئے تب بدترین عذاب میں گناہ کار مبتلا ہو گے اور نیکو کا رحمت میں خوشحال و مسرور داخل کئے جائیں گے۔

### تفسیر سورۃ البلد

لکھ میں نازل ہوئی۔ اسمیں بس اور بقول بعض باشیں آیات ہیں۔ بیاسی کلمات اور تین سو اکٹیس حروف۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

**۱۔ قسم بحد البیلد** نامہ موصدة

ترجمہ میں اس شہر دیکھ کی قسم کھاتا ہوں۔ اور سچھ کو اس شہر میں کچھ قید نہ ہے گی اور قسم کھاتا ہوں جننے والے کی۔ اور اس کی جس کو اس نے جن۔ بیشک ہم نے آدمی کو مشقت میں گرفتار پیدا کیا ہے۔ کیا وہ یہ گمان کرتا ہے۔ کہ اس پر ہرگز کسی کو قدرت نہ ہوگی۔ کہتا ہے کہ میں نے ڈھیریوں مال خرچ کیا۔ کیا وہ یہ گمان کرتا ہے۔ کہ اس کو کسی نے خرچ کرتے نہیں دیکھا۔ کیا ہم نے اسکو داد آنکھیں نہیں دیں۔ اور ایک زبان اور دو ہونٹ اور ہم نے اسکو دلوں کھاطیاں و کھلاؤں۔ سچھ بھی وہ کھاطی میں نہ گھسانا اور تو کیا جانے کھاتی طکلیا ہے۔ گروں چھپڑانا ہے یا جھوک کے دن کھانا طعلانا۔

یتیم رشتہ دار کو یا محتاج کو جو خاک میں ملا ہوا ہے۔ بھرنا لوگوں میں ہوتا جو ایمان لائے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو صبر کی ہدایت کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو لوگوں پر رحم کرنے کی بھی تاکید کرتے ہیں۔ یہی لوگ داہنی طرف والے ہیں۔ اور جن لوگوں نے ہماری آئتوں کو نہ مانا۔ وہ بالائیں طرف والے ہیں۔ انپر وہ آگ بھڑک رہی ہے جس کے دروازے بند ہیں۔

**تفسیر۔** البیلڈ سے مراد مکہ معظمه ہے۔ اس کی عظمت کے کئی وجہوں میں۔ روئے زمین کی آبادی پہلے تھیں سے شروع ہوئی۔ سطح آب پر خشکی کا پہلا نعمتہ اسی موقع پر نمودار ہوا۔ خدا کا پہلا گھروہیں بنا۔ جو ہزار ہا سال سے لاکھاں مخلوق کا مرجع چلا آتا ہے۔ آغاز تعمیر دنلے سے آزاد رہا ہے۔ اگر بھی غیر عرب بنے فتح بھی کیا۔ تو فاتح نے خادمیت کو اپنے لئے موجب خبر سمجھا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ رحمۃ اللہ علی الممین کی ولادت گاہ اور وطن ہے اس سورت میں قریش کے ایک سرکش وجہا رکا خرا ابوالاسد کلدہ بن اسید کی گوشتمانی کیکیجی ہے۔ وہ آنا شہر درستھا کے چڑیے پر گھروہ کر لوگوں کو کہتا۔ اسے میرے یونچ سے کھینچو۔ تو لوگوں کے کھینچنے سے وہ پر زہ پر زہ ہو جاتا۔ مگر اس کے پاؤں کے نیچے سے نہ نکلتا۔ اسے رسول کریم نے اسلام کی دعوت دی تو کہا۔ تو مجھے ایسے قید خانہ (دراد و وزخ) سے ڈراتا ہے۔ جس کے محافظ کلمہ نہیں ہیں۔ میں انکو باہیں ہاتھ سے کچل ڈالوں گا۔ بھر تو مجھے ایک باغ (دراد و وزخ بہشت) کا لائق دیتا ہے۔ میری زر و دولت اور شرودت کے سامنے اس باغ کی کیا حقیقت ہے۔ میں ڈھیر و مال بیاہ شادیوں پر حرج کر چکا ہوں۔

پس اس صورت میں ال العالمین نے انسان کو اس کی کائنات اور ہستی سو جہائی ہے۔ کہ کس طرح پیدا ہوتا ہے۔ آخوندی سے مرتا ہے۔ اور زندگی بھر میں خواہ مالدار ہو یا فلاش پادشاہ ہو یا کدا پہلوان ہو یا ناقواں۔ صاحب اولاد و احباب ہو یا بے یار و مدد و گار بلا استثناء ہر جزو بشکر کو کسی کسی سختیاں میں کلیں اور پریشانیاں پیش آتی ہیں۔ اور چھپشہر کا بھی ذکر اسی اشارہ کو اور زیادہ واضح کر دینے کے لئے خرایا ہے۔ کہ ویکھو شہر میں آبادی دولت اور سامان۔ عیش ع آرام و حفاظت کی کسی مورفت ہوتی ہے۔ تکین کھپھنی جو سختیاں اہل شہر پر وار ہوتی ہیں۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ حتیٰ کہ مکہ جیسا شہر

جو فضل البدال اور جدال و قتال کے خطرات سے محفوظ و مامون ہے۔ جب شقتوں اور رنج و محن سے اپنے باشندوں کو بالاتر نہیں رکھ سکا۔ تو پھر دوسرا شہر فیل کی حالت تو یقیناً اس سے بھی بدتر ہے۔

اس سورت کی دوسری ہی آیت میں ایک عظیم الشان بشارت اور صدقہ زور کفار کا منہ توڑ جواب ہے۔ وہ یہ کہ جو لوگ اے پیغمبر ﷺ میں اور عاجز و بیکھر ہے ہیں اور اپنی طاقت۔ ثروت اور حجیت پر اتنا ہے ہیں۔ ان کو معلوم ہے کہ آخر یہ شہر جو تو اسوقت کس میسری کی حالت میں ہے۔ تیرے قبضہ اقتدار میں ہو گا۔ اور یہ لوگ تیرے مطیع اور منقاد ہوں گے۔ پھر متکبر مالداروں کو منبیہ خرمایا ہے کہ مالداری کی حالت میں شادی بیاہ پر مشمار روپیہ خرچ کر دینا کچھ فخر کی بات نہیں۔ اصل فخر تو یہ ہے کہ حلانکہ اپنے پر بھی سنگی وار ہے۔ مگر پھر بھی اپنے یتیموں اور خاک افتابہ سکینوں کو کھانا کھلاتا ہو۔ اور سا ہر ہی ایمان دار بھی ہو۔ اور صبر و نیکی کی لوگوں کو ہدایت کرتا ہو۔

## تفسیر سورۃ الشمس

لکھ میں نازل ہوئی۔ اس میں پندرہ آیات ہیں۔ چون کلام اور وہ سورج پھیلائیں وہ  
لہٰ رَحْمَنُ الرَّحِيمُ

والشمس وضخہما  
ترجمہ۔ سورج اور اس کی روشنی کی قسم اور جاند کی حب وہ اس کے پیچھے آئے۔ اور دن کی حب وہ اس سورج کو ظاہر کرے۔ اور رات کی حب وہ سورج کو چھپا لے۔ اور آسمان کی اور اس کی جس نے اسکو بنایا۔ اور زمین کی اور اس کی جس نے اس کو چھپایا۔ اور جان کی۔ اور اس کی جس نے اس کو درست اندام بنایا۔ پھر اس کی بدکاری اور اس کے تقویٰ کا اسکواہام کیا۔ بیشک وہ مراد کوہنچا۔ جس نے اس نفس کو پاک کیا۔ اور پیٹ وہ نام اور ہے۔ جس نے اسکو خاک میں ملایا۔ مشود نے اپنی سرکشی سے رسولوں کو جھٹپلا لیا جب ان کا بڑا بدبخت احتکا تو ان سے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا۔ کہ اللہ کی اونٹی اور اس کے پانی پینے کو اس کے حال پر ہے دو۔ تو انہوں نے اسکو جھٹپلا لیا۔ پھر اس

اوپنی کی کوچیں کاٹ ڈالیں۔ سب انسکے گناہ کے سبب انکھیں رو رکار نے ان پر ہلاکت ڈالی۔ پھر اس ہلاکت کو انپر برا برد کر دیا۔ اور وہ افس کے پدلوں کے یینے سے نہیں ڈرتا۔

تفسیر۔ اس سورت میں ال العالمین نے انسان کو اپنی چند عظیم الشان مگر اسی مخلوقات کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ جن سے انسان اور حیلہ مخلوق ہر وقت مستفینہ ہوئی رہتی ہے۔ جاہل سے جاہل بھی جانتا ہے۔ کہ انسان و حیوان اور نباتات و جمادات سب کی حیات و معيشہ عان پر وقوف ہے۔ اپنی بیمار و سری خدمات اور وظائف کے علاوہ آفات کیتیں۔ بیچ کو مناسب حرارت پہنچا کر اگنے اور پھر بڑھنے اور پکنے کے قابل بنتا ہے۔ چاند کھینچتی کے دانہ کو توتا زمگی بخشتا ہے۔ سمندر میں جوار بھجا اٹا لاتا ہے۔ دن کے بعد رات اور سورج کے بعد چاند کا دور نہ ہوتا رہتا۔ تو دنیا آبادی نہ ہوتی۔ پھر انسان کو دیکھو کہ خول کی طرح چوڑپڑہ زمین کو تکھیرے ہوئے ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی کروڑ ہا دیگر اجسام فلکی کو جنیں سے لاکھا کی جیامت کے سامنے اس دنیا کی کچھ حقیقت ہے۔ اور اسی سے مینہ پر سکر کھیتوں کو سر برز کرتا ہے۔ پھر زمین کی طرف دیکھو۔ کہ کرہ کی طرح ہونے کے باوجود کسی ہموار و سطح نظر آتی ہے۔ اور قابل تردد ہے۔ اور کیا بجا ہے۔ کہ اس کے سمندروں عیزہ سے ایک قطرہ آب بھی چھک کر سطح ارض سے خضا میں گر سکتا ہو۔ پھر ان عجائب عظیمہ کو جو گو انسان کے ہر وقت پیش نظر ہیں۔ مگر وہ حقیقت اس سے کم و بیش بہت دور ہیں۔ ایک ہلکہ رکھ کر اپنے آپ ہی کو دیکھو۔ کہ انسان کی ساخت و حیات صناعی و خالقیت کا کیسا بینیظیر نہ کھا رہی ہے۔ اور پھر ڈھانچوں اس کی جانداری ہی قابل غور نہیں۔ یہ دلوں بائیں تو حیوانوں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ انسان کو محبدلائی اور بڑائی کرنے کی استعداد ویکھ انہیں تحریر کر سکتے اور وہ نوں میں سے جسے پسند کرے۔ اسکو اختیار کرنے کی توفیق بھی بخشی۔ جس خالق بھوپن کی ریحیت الگز صفت ہائے عظیمہ ہیں۔ کہ کروڑ ہا سال سے مشغول کارہیں۔ مگر کیا مجال اُنکے اعمال اور مجموع میں ایک بائیں کا بھی خرق پڑ سکا ہو۔ حالانکہ کوئی انسانی صنعت زوال و بگار سے مبترا نہیں۔ وہی خالق تھتا۔ یہی آدم کم کو یہ بات بتاتا ہے۔ کہ جیسا پرہر بخساری اختیار کی۔ وہ بامراو ہوا۔ اور جس نے گناہوں کو پسند کیا۔ وہ نامراو ہو گیا۔

چھ صرف اس نظری تعلیم و فضیلت پر ہی اکتفا نہ فنا کر ال العالمین منکان عرب کو ان کی ایک بہساں پر قدم قوم مشود کے واقعہ سے بھی جس کی بربادی کا انکو سجنی علم اور جسکی بستی کے مکنہ راست پاس سے ان کے قافٹے دن رات گزار لکرت تھے۔ عترت دلماہ ہے۔ کہ حبیحہ نو۔ بدی کا ایسی قوم کو کسی بوجی طرح سے خمیازہ اٹھانا پڑا کہ صفحہ ہتھی سے ہی منتگھی۔ نہ جسمانی ملادت کام آئی۔ نہ شدت و دولت اور سنگین عمارتیں اسے غصب اہی سے بچا سکیں۔ مگر چونکہ غلط دبایا ہی پر رحمت ایزدی مقدم ہے۔ ساختہ ہی فراویا کہ ہمارا غصب ووز آنازل چھیں ہوا کرتا۔ بد کاروں کو سمجھانے اور راہ راست پر لانے کے لئے ہم ہے انہیں اپنا کوئی نہ کوئی سفیر بھیجتے ہیں۔ اور اگر اسے جھبلا یا جائے۔ تو اس پر جو دوز رہی اخفاہ نہیں ہو جاتے۔ بلکہ چھر گمراہوں کو اپنے سفیر کی صداقت کا قابل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور تاکہ منکرین کے لئے ہوا اگرچہ ہماری قدرت کاملہ کے ہنوت جنمیں سے چند کی ہم اور قسم کھا پکے ہیں۔ ہر لمحہ نہ رآن ویہتے رہتے ہیں۔ مگر اپنے یوم پیدا شیش بلکہ ابتدائے آخریش آدم سے ان سے ماں وس ہونے کی وجہ سے انسی اہمیت، ان کی نگاہوں میں نہیں رہ گئی ہوئی۔ کوئی محبت باقی نہ رہ جائے۔ انکے اصرار پر اپنے رسول کے ذریعہ ایسی ان ہوئی باشیں اور کر شتمے بھی زکھا دینے سے جنکو منکریں تکہ ہماری قدرت کا خاص معجزہ سمجھیں دریغ نہیں کرتے۔ اور انکو تاکہ ہوئے کا ہر مرکب موضع اور طعمیل دیتے ہیں۔ جب فحاشیش کی کوئی صورت باقی نہیں رہ جاتی اور ہم اپنی طرف سے اتھام محبت کر چکتے ہیں۔ تو صرف تباہی ان کو پکڑتے ہیں۔ اور ایسی پکڑ پکڑتے ہیں۔ کہ انہیں سے کوئی باقی نہیں بچتا۔ اور ان جملہ بد کاروں کی تباہی و بربادی کی ہمیں خس برابر پورا ہنہیں رہ جاتی۔ یہ سب کہ فہیتیں قوم مشود کے واقعہ میں موجود ہیں۔ منکرین قریش ان سے سبق حاصل کریں۔

مشود بن عامر بن ابریم بن سالم بن نوح حجاز و شام کے دریان ۶ باوہوا اس کی قوم تجارت و زراعت سے بڑی مالدار ہو گئی۔ سنگ تراشی میں اس نے بڑا کمال پیدا کیا۔ دکن کی غار ہائے ایلوورا کی طرح پہاڑوں کو اندر سے تراش کر محل و مکان ایکسویں بناتے۔ رفتہ رفتہ سورت پرست ہو گئے۔ انہیں صالح بن جبید عمرتیہ رسالت پر

فائزہ ہوئے۔ اور سمجھا ناشرِ مع کیا فیصلہ ہوا۔ کہ کافر اپنے بتوں سے کوئی الفکری  
چیز ناگلین۔ بہتیر پیسے چلائے۔ پھر وہ سے کیا ملتا۔ پھر حضرت صالح سے کہا  
کہ عیدگاہ کے بسا منے کی پہاڑی کی چٹی سے اس اس صفت کی اونٹی نکل آئے۔  
تو جانیں۔ حضرت نے دعا فنا فی قدرت کاملہ سے ویسی ہی اونٹی پشت کوہ میں سے  
بر کرد ہوئی۔ پھر ایک سروار معر جنڈ رفقا مسلمان ہو گیا۔ مگر باقی منکر ہی ہے  
اور کہا کہ یہ حاد و ہے۔ پھر یا ہم فیصلہ ہوا۔ کہ ایک دن یہ اونٹی چڑا گا ہیں جانے۔ اور  
ایک دن باشندوں کے جانور حضرت ابو موسیٰ اشعری صحابی کا بیان ہے۔ کہ شہر حضرت  
میں اپنے بھتے اس اونٹی کی نیشنست گاہ کو ناپا۔ تو اس کا دروسا ہنگر کیا یا  
کہتے ہیں۔ کہ اس کا دروسا سے شہر کو لکھنی ہوتا تھا۔ ایسے جانوروں کی بندش لوگوں کو  
سخت ناگہ ارگنڈ نے لگی۔ غیرہ نامی ایک خوبصورت مگر فاحشہ عورت کا تعلق قزار  
بن سالف نامی ایک بدمعاش سے تھا۔ اس نے اسے ابھارا اور اس نے اپنے حنڈ رفقا  
سمیت اونٹی کی کوچیں کاٹ کر اسے ہلاک کر دیا۔ اور تمام اہل شہر نے اس کا گوشت  
بانٹ لیا۔ اونٹی کا بچہ بھاگ گیا اور اسی پشت کوہ میں جا گیا۔ اس انتہائی بکھرہ  
سفاقی کے باو صفت ظالموں کو تین دن کی جملت ملی۔ مگر نہ سمجھے۔ آخر حشمت زوال ہیں طوفان  
باو سے خناک ریخے کئے۔ ایک شو زمی اسوقت مکہ میں تھا۔ جوہنی حدود حرم سے جن کا  
عورتیں مکہ میں کوں کے قریبیے۔ باہر ہوا فنا ہو گیا۔ اس کی قبر رسول کو یہ کے وقت  
تک موجود تھی۔ اور لوگ پاس سے گزرتے وقت اسپر پھر مارا کر تھے۔ حضرت  
صالح مسلمانوں سمیت نزول عذاب سے پیشتر مکہ کی طرف رو اڑ ہو گئے تھے۔ رسول  
کریم نے ایک وضہ فرما یا۔ سابقہ امتوں کا بدرجنت ترین شخص قذار بن صالح تھا۔  
اور میری امت کا بدرجنت ترین وہ ہو گا۔ جو حضرت علیؓ کے سر پر تلوار مار کر ان کو  
شہید کرے گا حضرت علیؓ کے قاتل عبد الرحمن بن بلحام مرادی خارجی کو بھی کوہ ضم کی دیکھ  
خارجی ہیں عورت قطام نے جنکا باپ اور بھائی مسکو کہ نہروں میں حضرت علیؓ کے بامن  
سے ہلاک ہوئے تھے۔ بوعد کو نکا ح حضرت کے قتل پر اکسایا تھتا۔ اور اس ظالمت  
تلوار کو زہریں بجھایا تھتا۔ چنانچہ تلوار کے زخم سے نہیں۔ بلکہ دراصل اس نہر کی  
پرولت جانب محمدؓ کا وصال ہوا تھا۔

سورۃ الشَّمْس کو اہل طریقت منازل ملوک کے لوازم اور کمال معرفت کے سماں سے معمور بتاتے ہیں۔ الشَّمْس سے وہ قلبِ نبی۔ صفحے سے نوزُنبوست۔ قمر سے مرشد طریقت نہار سے وقتِ ریاضت اللیل سے آسمانِ جسم و تمیل حقوق عیال کا وقت۔ سماء تشریعیت اور درخواز سے استعداد نفسِ انسانی صراحت یتھے ہیں۔

**تفسیر سورۃ اللیل** } مکہ میں نازل ہوئی۔ اسیں آئیں آیات۔ اکہتر کلمات

اور تین سو دو سو حروف ہیں۔

**بسم الله الرحمن الرحيم۔ والليل اذا يغشى** **ولست وحدتي**  
 ترجمہ۔ فتنم ہے رات کی جب وہ جھا جائے۔ اور دن کی جب وہ روشن ہو۔ اور اس کی جس نے نہ اور مادہ کو پیدا کیا۔ بیشک تہاری کوشش مختلف ہے سو حیر نے دیا اور پرہیزگاری عطا کی۔ اور اچھی بات کو سع جانا۔ اسپر ہم اعمال خیر کو آسان کروں گے۔ اور حسپ نے بخل کیا اور بے پرواٹی کی۔ اور اچھی بات کو جھوٹے جانا۔ اسپر ہم اعمال بد کو آسان کروں گے۔ اور اس کام اس کے کچھ کام خاتم ہے گا۔ جبکہ وہ دوزخ کے گڑھے میں گردیکا۔ بیشک ہمارا ذمہ ہے راہ دکھلانا اور بیشک ہمارا ہی ہے وہ جہان اور یہ چہان۔ تو لوگوں میں تم کو اس آگ سے ڈراچکا۔ جو بھر کر رہی ہے۔ اس میں صرف دہی واخن ہوگا۔ جو بڑا بدجنت ہے۔ جس نے دین کو حبیطلا یا اور اس سے منہ مورٹا اور وہ بڑا مستقی اس سے دور رکھا جائے گا۔ جو اپنا مال دیتا ہے۔ تاکہ پاک دل ہو جائے۔ اور اسپر کسی کا احسان نہیں۔ جس کا بدلا دیا جائے۔ لیکن وہ دیتا ہے اپنے اس پروردگار کی رضا جوئی میں جو سب سے بڑا ہے۔ اور بیشک وہ آگ کے جل کر راضی ہوگا۔

**تفسیر۔** اس سورت میں بھی الْعَالَمِينَ ایسی بعض مخلوقات کی قسم کھا کر فرماتا ہے۔ کہ ان نوں کی سعی و کوشش کا زنگ ہدایت ہے۔ اصل آرامہ سے ہی مفید ہوگا۔ جو سخنی مستقی اور نیکو کار ہے۔ سخیل۔ منتبر و بد کار کو اس کی دولت کچھ مدد نہ دے گی۔ اور وہ دوزخ کا کندہ بنیگا۔ اگرچہ یہ دونوں نتیجے عام اور سب انسان سخاطب ہیں۔ لیکن اس سورت میں خصوصیت کے ساتھ قریش مکہ کے دو بالدار اکابر حضرت ابو بکر صدیق اور امیر بن خلف کی طرف بھی اشارہ ہے۔ جاب صدیق من اعظ

ترجمہ:- اور عاد (کی ہلاکت) میں بھی ہماری آئیں ہیں جبکہ ہم نے اوپر خودت بھری ہوا بھیجی وہ جس چیز کے پاس سی ہو کر گذر گئی اوسکو اوس نے نہ چھوڑا۔ مگر یہ کہ اوسے بو سیدہ ہدی کی طرح ریت کھیلت تو فی نَهُودٌ ۝

ترجمہ:- اور نہود (کی ہلاکت) میں ہماری قدرت کی نشانیاں ہیں۔ جب اون سی کہا گیا کہ ایک وقت خاص تک تم دنیا سے فائدہ اٹھالو۔ تو اونہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتالی کی۔ تو اچانک اونکو ایک کڑاک نے آیا۔ اور وہ دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ گئے پھر وہ کھڑے ہی ہوا۔ اور نہ اپنے آپ کو بچا کے + وَ قَوْمٌ لَوْجٌ مِنْ قَبْلٍ ۝ فَاسْقِيَنَ ۝

ترجمہ:- اہمان سے پہلے قوم فوج (کی ہلاکت) میں بھی کہ وہ بھی بدکار قوم تھی۔

تفسیر:- قوْمٌ کو بالکسر بھی پڑھا گیا ہے۔ اس صورت میں یعنی ترجمہ ہو گا کہ جو لکھا گیا۔ اور بالفتح بھی پڑھا گیا ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہونگے کہ ہم نے قوم فوج کو بھی غرق یا ہلاک کیا۔ کیونکہ وہ قوم بھی بڑی بدکار قوم تھی + وَ اللَّهُمَّ إِنَّمَا أَنْذِنَنَّهَا بِآيَتِنَا ۝ نَذِيرٌ مُّبَيِّنٌ ۝

ترجمہ:- اور ہم نے آسمان کو اپنی دست قدرت سے بنایا۔ اور ہم بڑی وسیع قدرت رکھتے ہیں۔ اور ہمیں نے زمین کو بچھایا۔ ہم اچھے بچھانے والے ہیں۔ اور ہم نے تمام چیزیں جوڑا جوڑا بنائیں تاکہ تم لوگ غور کرو ۝ اے پیغمبر تم ان لوگوں سے کہو کہ الشَّرِیْعَةُ سُلْطَنٌ دُوْرٌ ۝ یعنی اسکی طرف سے نامعلوم صاف فراہم کر دیگر مخلوقات کی تخلیق سے اپنی عظمت کا اخہما فرمایا۔ کہ زمین و آسمان جو سراسر عجائب سے بھرے ہوئے ہیں یہ سب ہمارے ہی بنائے ہوئے ہیں۔ اذکوڈکھو اور ہماری قدرت و عظمت کا اعتراض کرو۔

وَمِنْ كُلِّ شَكِيْعٍ خَلَقْنَا رَوْجَيْنِ ۝ کی تفسیر میں یفسیرین نے لکھا ہے۔ کہ ہر چیز کی دو صنف یادو نوع بنائیں۔ جیسے۔ آسمان وزمین۔ آفتاب ماہتاب۔ رات اور دن۔ بترو بھر جن و الشیں۔ جاڑاگرمی لیکن ہمیں خیال ہیں بیاں کر دو زوج ہتھیں۔ بلکہ الیسی چیزیں جدا گانہ دو چیزیں ہیں۔ نہ کہ ایک چیز کی دو نوعیں یاد کریں۔ صفات معنی یہ ہیں کہ ہم نے ہر چیز کو جوڑا بنایا ہے۔ جیسے تردد و مادہ کا۔ اس حالت میں مثالیں بھی صحیح ہو جائیں گی۔ اور حقیقت بھی نکشف کہ اللہ تعالیٰ نے نہ وادہ کا ساجدہ ہر چیز کے لئے رکھا ہے +

وَلَا يَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا أُخْرَأً ۝ نَذِيرٌ مُّبَيِّنٌ ۝

و اتنی و صدق بالحقی کے مصدق ہیں ۔ اور دوسری آیت امیہ کے حسب حال ہے ۔ کہ شخص نے رزاعت ۔ تجارت ۔ باغات ۔ پرورش موادی ۔ شیر فردشی ۔ تقالید وارکا وغیرہ وغیرہ بارہ قسم کے مختلف کار و بار جاری کر رکھے تھے ۔ اور ہر کیس کا انتظام میک معتبر غلام کو سونپ رکھا تھا ۔ اس طریق سے اس نے بعید دولت جمع کر لی ۔ مگر بحید خلیح تھا ۔ اگر کوئی غلام کسی محتاج کو کچھ نہے بیٹھتا ۔ تو اسے کام سے بر طرف کر دیتا ۔ ساکھی بحید مخدر اور سفل کریم کا جانی شمن تھا ۔ حضرت بلاں بھی اسی کے ایک محمد غلام تھے ۔ اسے جب اُن کے ایمان کی کیفیت معلوم ہوئی ۔ تو ناگفتني منظالم شرع کو فتحی ایک رات حضرت صدیق نے حضرت بلاں کے سکرا ہنسنے کی آواز امیہ کے گھر سے سنی تو بیتاب ہو کر پہنچے اور امیہ کو سمجھایا ۔ اس نے کہا اتنا حرم آتا ہے ۔ تو اپنا فلاں مجتبی رومی غلام جبر نے اپنی پوچھی بھی دو ہزار اشرفی کی جمع کر رکھی تھی ۔ مجھے دیدو ۔ اور اسے جاؤ ۔ حضرت صدیق نے صرف وہ غلام مع پوچھی دیدیا ۔ بلکہ چالیس اوقتیہ چاندی اور ایزا اوکروی ۔ اور حضرت بلاں کو سرور دو عالم کی خدمت میں لے جا کر ان کے حصنوں نہیں آزاد فرا دیا ۔ امیہ ہنسنا کہ کیسا احمد ہے ۔ حضرت صدیق نے دنیا تو مجھ سے خراج میں مانگتا ۔ تو وہ بھی دیکھا اس خرہ میں بے بہا کوئے نہیں ۔ مجھے بلاں کے مرتبہ کا کیا علم ہے ۔ حضرت بلاں کی شان کا کچھ اندازہ اس سے ہو سکتا ہے ۔ کہ رحمتہ للعالمین نے انکو بہشت میں اپنے آسے معاشرہ فرمایا تھا ۔ حضرت صدیق نے اسی طرح عامر بن قہبہ ۔ نبیرہ ۔ یہودیہ وغیرہ سات غلام اور نوٹریاں هرف ظالم منکر زین قریش سے خرید کر آزاد کئے ۔ بعض کے عومن آپنے دو دوسرے سونا دیا تھا ۔ اپنے باقی مانو سرای میں سے آپنے چالیس ہزار درم تیرہ سال میں سلام لوز پر حزم حکم کئے ۔ ہجرت کے وقت صرف ۶ ہزار درم باقی رہ گئے تھے ۔ جو سامان سفر و ہجرت اور مدینہ کی مسجد نبوی کی زمین کی خریداری پر صرف ہوتے ۔ جب کہڑا تک نہ رہا ۔ تو مکمل کو ادڑھ کر دربار بیویت میں حاضر ہوئے ۔ اور فرمایا ۔ آج میں اپنے ربست بحید راضی ہوں ۔ حضرت صدیق کے فضائل میں بہت سی حدیثیں وار ہیں ۔ از انجملہ ایک یہ ہے کہ سیرے بعد اس سے پہتر حق تعالیٰ نے بکھی کو پیدا نہیں کیا ۔ اور اس کی شفاعت قیامت کے دن پیغمبر ورس کی شفاعت کی مانند ہوگی ۔ یہ بھی حدیث ہے کہ صرور دو عالم

نے پارہ فرمایا۔ کہ میں نے سب کے احسانات کا بدل اس دنیا میں دیا۔ مگر ابو بکر صدیقؓ کے اور احسانوں کا کوئی بدل نہیں دیا۔ ان کو الٰ العالمین ہی جزا اورے گتا۔ رسول کریم حضرت صدیقؓ کے مال کو اس طرح سے حزق فرماتے تھے۔ کہ وہ گویا حصنوں ہی کامال ہے۔  
تفسیر سورۃ الصبح ۱۳ مکہ میں نازل ہوئی۔ آمیں گیارہ آیات۔ چالیس کلام اور

لکھنے والے ایک سو باونے حروف ہیں۔

**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - وَالصَّبْحُ** ————— وَالصَّبْحُ ————— وَالصَّبْحُ  
ترجمہ۔ قسم ہے وقت چاشت کی اور رات کی حجہ وہ چھا جائے۔ کہ نہ تیرے پر ورگارے سمجھ کو چھپوڑا ہے۔ اور نہ تجھ سے بیزار ہوا ہے۔ اور البتہ آخرت تیرے لہو نہیں سے بہتر ہے۔ اور بیٹھ کر تیرا پر ورگار سمجھ کو نہم دیکا۔ چھر تو راضی ہو جائے کا کیا اس نے تجھ کو تیم نہیں پایا۔ چھر جگہ دی۔ اور اس نے تجھ کو متھر پایا۔ چھر را پر لگا دیا۔ اور تجھ کو تنگ دست پایا۔ چھر بال دار کر دیا۔ تو جو تیم ہو۔ اس کو تو نہ دبا۔ اور جو سائل ہو۔ اس کو نہ جھٹک۔ اور اپنے پر ورگار کی لفحت کا تذکرہ کرتا رہ۔

تفسیر۔ دن چرٹ ہے اور رات پڑسے کی قسم کھا کر حق تعالیٰ پہلے منکروں کو متنبہ فرماتا ہے کہ ہمیشہ کوئی چیز ایک ہی حالت پر نہیں رہتی۔ کبھی دن ہے اور کبھی رات ہیں اکر ہمارے رسول پر تجھے عرضہ وحی کا نزول نہ ہے۔ تو کوئی تجھ ب کی بات نہ تھی۔ تم کہوں اچھل کو دمحائے ہو۔ اور اپنے عینہ تم بھی کیوں ولکیر ہوتے ہو۔ نہم نے تمہیں چھپوڑا ہے۔ اور نہ ہم تم سے ناخوش ہیں۔ تفضیل یہ بتائی جاتی ہے۔ کہ دعوت اسلام شروع ہوئے پر قبلیں نے مدینہ کے یہو دو کو پیغام بھیجا۔ کہ ہم ہی سے ایک شخص بیوت کا دعوے کر رہا ہے۔ تم اہل کتاب ہو۔ اور پیغمبر کی علماء میں سے داقد۔ ہمیں کوئی نشانی بتاؤ۔ جس سے اس کا متحان کریں۔ جواب ملا۔ اس سے ذوالقرنین و اصحاب کہف کا فصلہ اور وحی کی کیفیت پوچھو۔ چنانچہ کفار نکھلے۔ سرور دو حالم کے پاس آئے۔ ہمیں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کل جواب دوں گناہ۔ بقول بعض انسان العدد تعالیٰ یعنی بھول کئے۔ اور یہ سہو بار گناہ اکھی میں پسند نہ آیا ہے بقول دیگر حصنوں کی طبیعت کچھ ناسان ہو گئی۔ بہر کیف چند دن تک حی کا نزول نہ ہے۔ بعض دس یوم ہنتے ہیں۔ اور بعض چالیس۔ اس سے حضور یہست ملوں ہنگے۔ اور کفار خوشیاں منانے لگے جسی کے

ان کا چھا ابوہب برس عالم کرتا - ان محمد اوعہ ربہ و قلی - محمد کو اس کے حذلنے  
چھوڑ دیا - اور ناخوش ہو گیا ہے - ابوہب کی دربیویوں میں سے ایک نے خود  
رسول کریم کو شوخ چشمی کے ساتھ آکر کہا - ما اسری شیطانک الاعد و قلک  
تیرا شیطان جو تیرے پاس آیا کرتا تھا - جسے چھوڑ کیا ہے - آنحضرت اور زیادہ مکین  
ہو کر حضرت خدیجہ کبریٰ کے پاس گئے - اور یہ واردات سجنائی - اتنے میں یوسف  
نازل ہو گئی - اور حق تعالیٰ نے اپنے رسول کو لسلی ولادی - اور فرمایا کہ ہرون  
تیرے نے پہلے دن سے بہتر ہو گا - اور جسے ہم حبہ وہ کچھ دیں گے کہ تو خوش ہو  
جائے گا - پھر بغرض توشیق و تطہیر از راہ عطوفت اپنی پہلی ہمراہ بانیاں ہی  
یاد ولادیں کہ اگرچہ اپنی شکم ماورہ ہی میں تھتے کہ باب کا سایہ اٹھ گیا - پھر چار یا  
چھ سال کے بھی نہ ہوئے تھتے - کروالہ ماجدہ انتقال کر گئیں - ۸ سال کے ہوئے  
تو ہمراں دادا خوت ہو گئے - مگر ہم نے تمہاری پرورش و تربیت کا بطریق ہن  
انتظام کر دیا - جو ان ہوئے پتلاش حق کی گئی - اور سبقرا - ہے نے گے تو ہم نے نہ صرف  
راہ حق ہی دکھا دی - بلکہ اپنا پیغمبر ہجی بنایا - پاس کچھ نہ تھا - مگر ہم نے تمہاری کوئی  
ضورت حظرتی نہ ہے وہی - دادا کے بعد چھا کفیل ہوئے - پھر حضرت خدیجۃ اللہبی  
کی سی مالدار عورت بیوی ابن گئی - اور حضرت صدیق کے سے ممتاز رتبیق جان شا  
ہو گئے - ان نعمتوں کو پیش نظر کر کر جان لو کہ مندرجہ بالا خدائی وعدے بھی بلا کم و  
کا سست پوئے ہونے گے - دنیا میں تمہارا بول بالا اور اسلام کا غلبہ ہو گا - اور بروز  
قیامت ہم امت کے بارہ میں تمہاری شفاقت کو تبول کر کے تم کو خوش کر دیں گے - آخرت  
دنیا سے بھی بہتر ہو گی - روایت ہے کہ حبیب آمیت و لسوف یعیظیک ربک فر صنی نازل  
ہوئی - تو اس حضرت مجسم نے اصحاب سے فرمایا - میں ہرگز راضی نہ ہوں گا - جب تک حق  
سبحانہ تعالیٰ سے اپنی امت کا ایک ایک خرد جنت میں داخل نہ کراؤں گا - پس ان  
خاص لمحص نغاٹے و الطاف ربانی کے شکرانہ میں لے پیغمبر تم بھی تمیوں اور سماں  
سے محبت کرتے رہو - انکو جھوڑ کوئی نہیں -

لُقْسِيرُ سورۃ الائشراح کی کلمات اور ایک سوتیس حروف ہیں - اسکا مطلب

بسم الله الرحمن الرحيم۔ المنشراح کا صدر مک — والى رابک فا غلب  
ترجمہ۔ اسے پڑی کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا۔ اور ہم نے بچہ پرستے تیرا بوجہ آمار دیا  
جس نے تیری کمر توڑ کی تھی۔ اور ہم نے تیرے لئے تیرا ذکر بلند کیا۔ سوبیشک  
سختی کے ساتھ آسانی کی ہوئی ہے۔ بیشک سختی کے ساتھ آسانی لگی ہوئی ہے  
فوجب تو فارغ ہو۔ تو محنت کو۔ اور اپنے پروردگار کی طرف دل لگتا۔

**لقصیر۔** سورۃ المصیح میں حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنی وہ مہربانیاں یاد  
دلائیں۔ جو ظاہری حیثیت رکھتی تھیں۔ اور اس سورت میں باطنی و معنوی اعمتوں کو  
یاد دلایا۔ اسی ربط کی وجہ سے بعض فرقے دلوں سورۃ کو ایک ہی تصحیحہ اور بخیر  
لانے کے لامکر پڑھتے ہیں۔ مگر یہ انکی علطی ہے۔ حضرت موسیٰ نے خود تعالیٰ کی۔ رب  
اس شرح میں صدر می اور مقابل نہ ہوئی۔ کیونکہ یہ حمت عظیٰ ال العالمین نے اپنے محبوب  
ترین بندہ خاتم النبین کے لئے مختص فرمائی تھی۔ انکو بلا لامگے بلی اور نہ صرف ظاہر میں  
چار دفعہ پہلے شکم اور میں بچہ بقول بعض چار سالہ اور بقول دیگر دس سال کی عمر میں جبکہ  
جگہ میں اپنی دایہ حلیمہ کی تجویز چاہے ستے۔ بچہ زمانہ بعثت کے قریب جگہ اس حضرت  
معصیتیہ اکابری بماہ رمضان ایک غار میں نہیں بچہ کا اعتکاف کر رہے تھے۔ اور بچہ  
مرتبہ معاشر کی راست کو آپ کا سینہ حضرت جیرائل و میکائیل نے چاک کر کے قلب  
مبارک کو صاف کیا۔ اور زخم کو بھرسی دیا۔ اور پیش پر مہربوت لگاتا۔ چنانچہ  
اس سینے کا نشان صدر مبارک پیغاف لغڑا تا تھا۔ اور مہر جہمنیہ کی طرح درخشاں نظر  
آتی تھی۔ بلکہ مددوی طور پر بھی حضور محمد مسیح کے سینہ مبارک کو وہ ارشاد اور وسعت  
سبنی تھی۔ جبکی نظر کسی فرد و بشر میں نہیں ملتی۔ کیونکہ واقعی سماںے جہاں کا درد اور  
کل مخلوق عالم کے لئے عین مرحمت و شفقت کا جوش ہر وقت اس سینہ بے کینیہ  
میں موجود رہتا تھا۔ اسی لئے آپ رحمتہ للعالمین کے ممتاز ترین نقشبندی ملقب  
اور ہر پیغمبر صرف اپنی اپنی قوم کے لئے مبیوت ہووا۔ اور وقت شریعت لایا۔ مگر  
جب اس درد و عالم کا فتنہ انساں اور کافر اور الجن کی طرف قیامت تک قائم رہنے والا آخری  
پیغام رسالت لائے۔ اور یہ اسی ارشاد صدر اور علو هو صلگی کا ایک بیہی ثبوت  
تھا۔ کہ غرائبِ رسالت کے احسن سراجیم کے متعلق حضور محمد مسیح کو جو ترو و تلفکرات

رہتے تھے اور انکی وجہ سے گویا ان کی کمر جگلی جاتی تھی۔ وہ اتم کامیابی کی خوشیوں میں بدل گئے۔ سادہ سنسکریت کے مقابل خیافت خردی میں ان کو دوسری آسانی دوستت حاصل ہوئی۔ ان مع العسر نسیہ اے کے دو طرح سمجھتے کہ تحریر کے میں ایک تو یہ کہ سنگی کے پید فرانخی و آسانی ہے۔ دوسری کہ سنگی کی کیفیت آسانی پڑھی معاہدہ شامل ہوئی ہے۔ یعنی با شناخت دیکھ کر تھی میں سماں تھی آسانی بھی ہوئی ہے۔ مثلاً ایسے ذر کو اگر پہنچتی بازی میں نادر کے مقابلوں تکہ دیت ہوئی ہے۔ لیکن ساکھی ہو کئی باقتوں میں وہ معمول سے آسودہ خاطر بھی ہوتا ہے۔ اسے نہ چور ڈاکو کا کھٹکا نہ حساب کتاب کی فکر۔ نہ کسی تاوان کا خدشہ۔ آخر میں اپنے رسول کو فرمایا کہ ان بھنوں کا شکرانہ ہی ہے کہ اپنے پر دروغگار کی تاویں رہ کر اس سے محبت کرتے رہو۔

سوتے وقت اس سورت کو سترہ مرتبہ پڑھ کر چھاتی پر دم کرنے سے انسان شیطانی و سادس سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور تدبیر معاشر میں غلطی نہیں کھاتا۔  
**لقد سیر سورۃ البین** اُندر طریقہ سورہ و متون ہیں۔

**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - وَاللّٰتِيْنَ - بِالْحُكْمِ الْحَاكِمِينَ**  
ترجمہ۔ قسم ہے الجیخ کی اور زینتوں کی۔ اور طور سینیں کی۔ اور اس من والے شہر کی بیشکب ہے۔ نے انسان کو تمدھتے عمدہ صورت پر بیدار کیا۔ بچھر رحم نے اس کو سب نیچے والوں سے بینچے کر دیا۔ لیکن جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے۔ ان کے لئے بے انہما اثواب ہے۔ تو اے آدمی اس کے بعد ایسی کیا چیز ہے۔ جو بچھر کو جدا و سفار کے جھٹکا نے پر آمادہ کرتی ہے۔ کیا الدرس حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے۔

**لقد سیر**۔ تین عزیزی میں الجیخ کو کہتے ہیں۔ جو فایروں جیشی اور خوبیوں میں دوسرے بھلوں سے ایسا ہی افضل ہے۔ جیسے انسانی جسم باقی مختلف کے اجام سے۔ الجیخ پاہیز مادہ کو خارج کرتا اور خالج سے نامون بناتا ہے۔ عام خایر جیشی کے نجاف سے زینتوں بھی کچھ کم نہیں۔ اور خدا دوسرے طور پر اس کا مفتر اور تسلی عالم استھان ہوتا ہے۔ اہل عرب و شام کا لکھنی ببر بادام ہری بچل ہے۔ طور سینیں ایسا پہاڑ جو باشجر ہوئے خشک نہ ہو۔ ایسا ہی بیمار بنام طور دہ ہے۔ جو حضرت موسیٰ کو مرتبہ کلیوی عامل ہوئا۔ بعض

عن سے اصحاب کہف کی مسجد مراویت ہے۔ کیونکہ اس کے گرد انجینر کے گھنے جھاٹیں اور زمیون سے اسی لیخن سے بیت المقدس کی مسجد مراویت ہے۔ عین زمیون سے کوہ یا طور زینا مراویت ہے۔ جو بیت المقدس سے بجانب مشرق مسجد اقصیٰ سے بلند ہے اور رواست ہے۔ کہ حضرت علیؑ وہیں سے آسمان پر اٹھائے کئے تھے۔ البلد الامین مراویلہ معظمه ہے۔

ان چاروں چڑیوں کی جن کی منفعت و عملیت سے اہل عرب سخوبی و اقتدار کے قیم کھا کر یعنی اپنے الغامات کی طرف توجہ والا کردار العالمین منکرین کو فراتا ہے۔ دیکھو ہم نے انسان کو کسیاں بنتی طیور ڈھانچہ سمجھا۔ ہے۔ اور کوئی مخلوق اس بارہ میں اس کی برابری نہیں سکتی۔ لیکن انسان اپنی پیدیوں سے حیوالوں کے درجہ سے بھی سچے گر جاتا ہے۔ مگر نیکوکارا اور ایماندار نہ صرف اس تنزل سے ہی محفوظ رہتے ہیں۔ بلکہ اپنے ایمان اغامہ اکرام بھی پاتے ہیں۔ ایسے بدیہی مشاہدات کے بعد بھی اگر کوئی ایمان نہیں لاتا۔ تو وہ یاد رکھے۔ کہ احکام الحاکمین کی گرفت سے نہیں بچ سکیتا۔ رسول کریم علیہ السلام اس سورت کو اکثر پڑھا کرتے تھے۔

**تفسیر سورۃ علق** ایک سواسی حروف ہے۔ اسے سورۃ افراد بھی لہتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اقراء باسم ربک واقرئ بـ  
ترجمہ۔ پڑھ اپنے پروردگار کا نام کر جس نے پیدا کیا۔ پیدا کیا انسان کو جسم ہوئے خون سے۔ پڑھ اور تیرا پروردگار بڑا کوئی ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سے علم کافی انسان کو وہ کچھ سکھایا۔ جو وہ نہیں جانتا تھا۔ الیتہ انسان سرکشی کرتا ہے۔ اس کے وہ اپنے آپ کو مالدار دیکھتا ہے۔ بیشکت تیرے پروردگار کی طرف جمع ہے۔ اے نبی بھلا تو نے اس کو بھی دیکھا۔ جو منع کرتا ہے۔ ایک بندہ کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ بھلا دیکھ تو اگر وہ ہراسیت پر ہوتا۔ یا اور وہ کو پرہیر بھاری کا حکم کرتا۔ بھلا دیکھا اگر اس نے مجھ تلا دیا۔ اور منہ مورٹا۔ کیا اس نے یہ نہ جانا۔ کہ اللہ دیکھتا ہے۔ لیکن وہ کہ اگر وہ بازنہ آیا۔ تو ہم ضرور اس کی پیشائی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے۔ وہ پیشیں جھوٹی ٹکنہ بھار ہے۔ تو چاہئے کہ وہ اپنی محیس کو بلاۓ۔ ہم بھی پیادوں کو بال میں

گر نہیں۔ تو اس کا کہانے مان اور سجدہ کرو اور خدا کے نزد دیکھو۔  
 لفظ سب سے اول اسی سورت کی پہلی پارچ آتیں نازل ہوئیں۔ انحضرت غار  
 حرام میں مختلف بحثے۔ کہ حضرت جبرائیل نازل ہوئے۔ اور کہا اقراء لعین پڑھو۔ انحضرت  
 نے غرناطہ میں خواندہ نہیں ہوں۔ حضرت جبرائیل نے آپ کے بزوہ معاونت کر کے پھر  
 پہلی کہا۔ اور یہی جواب ملا۔ تو دوبارہ معاونت کیا۔ اور تیسرا مرتبہ پڑھنے کو کہکشان پڑھا  
 آیات تلاوت کرائیں۔ ان آیات کے بعد سورۃ فاتحہ نازل ہوئی۔ اور پھر سورۃ  
 عذر۔ یہ وحی کا پہلا نزول تھا۔ اس سورت کی باقی آیات بعد میں نازل ہوئیں انہیں  
 کفار مکہ کی ظلم شماریوں کا ذکر کر کے انکو ان کے انجام بد کی خیریت سے ہمدردی کیا ہے  
 بعض مفسر کہتے ہیں۔ انسان سے مراد ابو جہل ہے۔ جو حضرت صرورد و عالم کو بہت ہی  
 دکھ دیا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک وغیرہ انحضرت نماز پڑھ رہے تھے۔ تو اس نابکار نے اونٹ  
 کی او جھری اسکی پیٹھ پر رکھ دی۔ عبد سے مراد یہاں رسول کریم ہیں۔ ابو جہل عید  
 ربانی کے مطابق جنک بد ریں کیپڑ کردار کو پہنچا۔ حضرت ابن مسعود نے اسے قتل  
 کر کے اس کی لاش کو بیشانی کے بل گھسیت ہوئے دوسرے کفار کی لاشوں پر جا چینک  
 ابو جہل رسول کریم کو کہا کرتا تھا۔ کہ تو مجھے کیا ڈالتا ہے۔ میں چاہوں تو اس میدان کو  
 سوار پیا وہ فوجوں سے بھر دوں۔ لیکن اس کی کیا ضرورت ہے۔ تیرے ہمراہ ہوں  
 اور تیرے لئے تو ہی لوگ جو صبح شام میں۔ وربار اور مجلسیں ہیں جا ہرستہتے ہیں۔ کفایت  
 کرنے ہیں۔ فلیذع نادیہ میں چاہیے مگر وہ پکا رہا ہے اہل مجلسیں اللہ العالمین اسکی بوسی  
 ڈینگ کی طرف اشارہ فرمائ رہتا ہے۔ سندع الزبانیہ۔ کاس کے اہل مجلس تو کیا  
 خاک آئیں گے۔ البتہ ہم جلد قید خانہ کے پیاووں یعنی وزرخ کے فرشتوں کو بیانیکے  
 کر قتل کے بعد اس مرد و کو دوزخ میں گھسیت لے جائیں۔ بالآخر اپنے رسول کو  
 حوصلہ دلایا کہ اس بدرجنت کی کوئی بات نہ مانو اور اس سے یا نکلنہ طرود۔ اور نماز وحدت  
 میں مشغول رہ کر قرب الہی حاصل کر تے رہو۔

اس سورت میں هلم و تحریر کی فضیلت ظاہر فرما کر اپنی شان میں لفظ اکرم کا تعامل فرمائے  
 سے اشارہ فرمادیا کہ علم کی لغت باقی سب نعمتوں سے افضل ہے۔ پھر موذین اور  
 پر برجنوں کے مال کی ندرست کی ہے۔ جو انکو اور سکر ش بناتا ہے۔

**تفسیر سورۃ القدر** پانچ آیات سہ کلمات اور ایک سورا بارہ حروف ہیں۔ اسمیں

۔

بسم الله الرحمن الرحيم - آتا نزلنہ فی لیلۃ القدر — مطلع المحرر

ترجمہ - بیشک ہم نے یہ قرآن قدر کی رات ہیں آتا رہے ہے۔ اور تو کیا جانے۔ قدر کی رات کیا ہے۔ قدر کی رات ہزار وہیں سے بہتر ہے۔ فرشتے اور وح اس رات پہنچ پورا گل کے حکم سے ہر کام کے سر انجام کے لئے اترتے ہیں۔ وہ رات طلوع فجر تک سلامتی ہے افسوس۔ اس سورت میں شبقدر کے فضائل مذکور ہیں۔ شان نزول معین یہ بتلتے ہیں۔ کہ آنکھیں استوں ہیں درازی عمر کے باعث کئی بزرگ ایک ایک ہزار رات عبادت کر سکے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ اب عمروں ساٹھ ستر سال کی ہوتی ہیں۔ کچھ جمیں میں گذری کچھ ہوتی ہیں۔ نقیبیہ عمر میں راتیں چند سو سے زائد نہیں بنتیں۔ پھر حرم عبدالان سلفت کے درج کو کیسے ہم خہننیں ہے۔ اسپر یہ سورت نازل ہوئی کہ ہم نے ایک رات الی ہجی مقدر کر رکھی ہے۔ کہ صرف اس شب کی عبادت ایک ہزار شب کی عبادت سے بھی افضل ہوگی۔ اکثر کااتفاق ہے کہ یہ رات ماہ رمضان کے آخری عشرہ کی کسی طاقت رات کو ہوتی ہے۔ زیادہ رجحان ۲۷ و ۲۸ کی شب کی طرف ہے۔

**تفسیر سورۃ البینہ** چھیاڑوے حروف ہیں

۔

بسم الله الرحمن الرحيم - لَمْ يَكُنَ الَّذِينَ — مجنحشی سدیہ ترجمہ - اہل کتاب اور مشرکین ہیں سے جو لوگ کافر ہیں۔ وہ اپنے کفر سے بے اس کے پاہ آئے و اے نہ بخچتے۔ کہ ابھی پاس کوئی کھلی وسیل آئے۔ یعنی اللہ کی طرف سے ایک پیغمبر آئے۔ جو پاک اور اراق پڑھ کر سنائے۔ جنہیں ٹھیک ٹھیک احکام ہوں۔ اور جن لوگوں کو کتاب پڑھی کئی ہے۔ انہوں نے جو دین میں تفرقہ ڈالا توہیں اس کے بعد کہ اسکے پاس کھلی وسیل آگئی۔ اور انکو سوچئے اس کے اور کچھ حکم نہیں دیا گیا تھا۔ کہ وہ اللہ کی عبادت اس طرح پر کریں کہ خالص ایسکی عبادت ہو۔ اور اب یہیم کے طریق پر ہو۔ اور سماز کو قائم رکھیں۔ اور زکوٰۃ دیتے رہیں۔ اور یہی صلح دین ہے کچھ شک نہیں کہ اہل کتاب اور مشرکوں ہیں سے جنہوں نے دین اسلام کو نہ مانا تو

دوزخ کی آگ میں ہونے گے۔ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ یہ لوگ وہ ہیں۔ کہ یہی ساری خلفت میں بدتر ہیں۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ یہی ساری خلفت میں اچھے ہیں۔ ان کا بدلہ انکے پروردگار کے ہاں ہمیشہ ہمنے کے باع نہیں۔ جن کے درختوں کے نیچے نہریں چاری ہیں۔ وہ ہمیشہ انہیں باعوں میں رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی۔ اور وہ اس سے راضی۔ یہ بدلہ اس کے لئے ہے۔ جو اپنے پروردگار سے ڈرا۔

**تفسیر۔** بینیہ لغت میں ظاہر و روشن چیز کو کہتے ہیں۔ الا العالمین مشرکین اور منکرین ہل کتاب کو فرماتا ہے۔ کہ تم رسول کو دیکھو۔ کیا اس کا وجوہ اس کی گذشتہ عمر اس افخال۔ اقوال۔ کہ دارہ تھی سے روز روشن کی طرح ثابت نہیں ہو رہا۔ کہ وہ رسول جو حق ہے۔ تم جانتے ہو۔ کہ وہ محض امی ہے۔ لیکن وہ مقدس صحیفوں اور انکے مشکل ترین علموں کی باریکیاں موبیون ظاہر کرتا ہے۔ اور ایسے فضیح و بلیغ طریقہ سے جو بجاۓ خود اعجاز سے کہ نہیں۔ بچھرو ایں فضیلت شیخی و بکھر کا نام و نشان تک نہیں۔ نہ آج جا کیا ایسی بات کا مر عکب ہوا ہے۔ جو عقل حروفت اور شرم و حیا اور اخلاق کے خلاف ہو۔ کیا اسی امی تو بجز تائید ربانی یا اعلیٰ منزلت اور تربیت حاصل ہو سکتی ہے۔

کئی یہودی اپنی کتابوں میں رسول آخر الزمان کی آمد کی بشارتیں پڑھ کر آپ کے منتظر میں مدحہ اُکر آباد ہو گئے۔ مگر جب آپ پہلوٹ ہوئے۔ تو بالکل منکر ہو گئے۔ الا ما شا اللہ مثل ابی بن کعب جنکو حسب ہدایت حضرت جبرائیل رسول کریم نے یہ سورت نازل ہوئے پر لیبور خاص پڑھ کر سنائی۔ اور حضرت ابی بن کعب اس توجہ ربانی کے شکرائیں زار زار رونے لگے۔ یہ حجت قائم کر کے منکروں کے عذاب اور مومنوں کے الغام و اکلام کی خبر دیکھی سہی۔ اس سورت کو سورت المنافقین۔ سورۃ المیامۃ اور سورۃ البر یہ بھی کہتے ہیں۔

**تفسیر سورۃ الزلزال** مددینہ میں نازل ہوئی۔ اور لیبور بعض مکہ میں۔ اسمیں امکھ آیات تین کلمات اور ایک سو اسچاس حروف ہیں۔

لہبم اللہ الرحمن الرحیم۔ اذ انزلت الارض۔ شرایہ ترجیہ۔ جب زمین اپنے بڑے پھوٹھال سے ہلانی جائے۔ اور زمین اپنے اپنے بڑھنکال

ڈالے۔ اور انسان کہے کہ اس کو کیا ہوا۔ اُسدن نہیں اپنی خبریں بیان کرے گی۔ اس لئے کہ تیرے پر درگار نے اسکو حکم دے رکھا ہے۔ اُسدن لوگ مختلف حالتیں آیں گے۔ تاکہ انکو انکے اعمال کا عوض دیکھایا جاوے۔ سو جس نے ذرہ بھر نیکی ہو گی۔ وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھر بدھی کی ہو گی۔ وہ اس کو دیکھ لے گا۔

**تفسیر سورۃ منکران قیامت کے جواب میں جو پوچھتے ہتھے۔ کہ قیامت کب ہوگی۔ نازل ہوئی۔ حبیب یہ نازل ہوئی اسوقت پھر اُندر چکی تھی۔ مگر انھیں صبح ہوئے کا منتظر نہ فرمایا اسی وقت حرم سرے سے باہر شریف لائے۔ اور لوگوں کو سکھائی۔ صحیح حدیث ہے کہ یہ سورۃ چوتھائی قرآن کے برابر ہے اس سورۃ کی آخری آیت خلاصہ ہے تمام قرآن کا اور جامع ہے شرعاً کے سب احکام کی۔ اشقاہما۔ خریئنے اور فرمئے۔ یہ ماجرا قیامت سے کچھ پہلے پیش آئے گا۔**

**تفسیر سورۃ العاذر میں نازل ہوئی۔ اس میں گیارہ آیات۔ چالیس کلمے اور**

**تفسیر سورۃ العاذر میں ایک سورت یہ حروف ہیں۔**

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - وَالْعَدْلِيَّتِ صَبِيجاً — يَوْمَئِذٍ لَخَبِيرٍ  
ترجمہ۔ قسم ہے تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی جو ہانپنے لگتے ہیں۔ چھڑنکی جو پھر پر اپنے پاؤں مار کر اگ نکالتے ہیں۔ چھڑنکی جو صبح ہوتی ہی بوقت ڈلتے ہیں۔ چھڑ اسوقت غبار اڑاتے ہیں۔ چھڑ اسوقت دشمن کی فوج میں گھس جاتے ہیں۔ بیشک انسان اپنے پر درگار کا ناشکر ہے۔ اور کچھ مشک نہیں۔ کہ وہ اس سے خوار ہے اور بیشک وہ مال کی محبت پر بڑا پکا ہے۔ تو کیا وہ یہ نہیں جانتا۔ کہ جب وہ آدمی اٹھانے جائیں گے۔ جو قبروں میں مدفون ہیں۔ اور وہ باقیں ظاہر کی جائیں گی۔ جو دلوں میں ہیں۔ بیشک ان کا پر درگار ان سے اُسدن جزو رہو گا۔

**تفسیر۔** اس سورت میں الل العالمین نے غازیوں کے گھوڑوں کی برق رفتاری اور دشمنوں کے لشکروں کی یا مالی کی کیفیت بتا کر بہ پیرا یہ طبیعت اسلامانوں کو جو ایسی لکھ میں بحالت بیکسی پڑے تھے۔ خردی ہے کہ حوصلہ رکھو۔ ایک وقت تمہاری طاقت و جمعیت ایسی ہو جائے گی کہ تم پر جہاد و اجتب کیا جاسکے گا۔ اور پھر

**تُرْجِمَه:** - اور اللہ کے ساتھ کوئی اور عبود نہ ٹھیک را و میں اُسکی طرف سے تمہیں صاف ڈلاتا ہوں ۵  
لَذَا إِنَّكَ قَاتِلَ الدِّينِ ۝

**تُرْجِمَه:** - اسی طرح جو لوگ پہلے گذرے ہیں انہی پر کوئی رسول نہیں آیا۔ لیکن وہ ہوئے یہی کہا کہ جادو  
یادیوانہ ہے ۵ کیا یہ لوگ ایک دسر کو اس بات کی وصیت کرتے چلتے آتے ہیں؟ (نہیں) یہ لوگ  
سرکرش ہی ہیں ۵

**فَتُولَّ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ ۝**

**تُرْجِمَه:** - (اے پیغمبر) تم ان منکروں سے مُنْهَنْ مُوڑلوسان کے کفر و انکار کی تپر کچھ پا الزام نہیں۔ اور  
سمجھاتے رہو۔ کیونکہ سمجھانا ایمان والوں کو فائدہ دیتا ہے ۵

**فَتُولَّ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ ۝** - یعنی یہ لوگ جونار واباتیں کہتے ہیں اُنہی تھم پر وانہ کرو۔ سنو اور مُنْهَنْ مُوڑلو۔  
کیونکہ جو تمہارا فرض تھا وہ تم نے ادا کر دیا۔ اور کر رہے ہو۔ کسی طور پر سزاوار ملامت نہیں ہو سکتے  
مگر مُنْهَنْ مُوڑلو نکے یہ معنی نہیں ہیں کہ آئندہ پند و نصیحت کرنا ہی جھپٹو دو۔ نہیں۔ اپنا کام کئے جاؤ۔  
و عظاو نصیحت میں لگے رہو۔ اگر یہ نکرنا ہائی نہ ہی۔ ایمان اُسے تو اس سے فائدہ اٹھایاں گے۔

**وَمَا خَلَقْتُ لِجَنَّ وَلَائِنَ ۝**

**تُرْجِمَه:** - اور ہم نے جنتوں اور آدمیوں کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ ہماری عبادت کریں ۵ میں اونے  
روزی نہیں چاہتا۔ اور تھے یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کھلا لائیں ۵ بالیقین الشیخی رزق دینے والا از بر دست قوت اللہ  
القَسِیر۔ مَا أَرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ کے صاف اور سیدھے معنی تو یہ ہیں کہ ہم نے جن والش  
کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے ہم اُن سے طالب رزق دروزی نہیں۔ اگر وہ ہمارے لئے خیر خیرات  
کرتے ہیں اور ہم نے حکم دیا ہے تو یہ خود اونکی جعلی کیلئے ہے۔ ہم اوسکے حاجتمند نہیں۔ اور یہی مفہوم مَا  
أَرِيدُ أَنْ يُطْعَمُوا مَنْ کا ہے۔ لیکن بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ما ارید مٹھوں رزق کا یہ مطلب ہے  
کہ ہم نہیں چاہتے کہ آدمی اپنے نفس کو اپ رزق دے یا ہمارے بندوں میں کسی کی رزق دروزی کا  
فکر کرے۔ اوس کے ہم خود کفیل ہیں۔ اسی طرح ارید ان یطعمون کے بھی یہی معنی بیان کئے ہیں کہ  
ہم نہیں چاہتے کہ آدمی ہمیں یعنی ہمارے بندوں کو کھلاٹے پلاتے۔ رہی یہ بات کہ علم کی اسناد جو  
اپنی ذات کی طرف کی ہے۔ وہ اسلئے کہ خلق اللہ کی عیال ہے۔ عیال کو روزی دینا۔ اوس کھلانا مالا مالا  
اللہ ہی کو کھلانا ملانا ہے۔ لیکن یعنی سیاقاً ایسے مربوط نہیں معلوم ہونے جیسے اقل محنی برو طہو ہیں داشت  
اپنے بیان کردہ معنی کی صحت و توثیق کیلئے بعض مفسرین نے ابو ہریرہؓ سے یہ حدیث بھی بیان

ساختہ ہی مژوہ سنایا ہو۔ کہ تم فاتح و غالب ہو گے۔ بعد ازاں نیکو کارسی کی ترعنیب اور بدھی ہے بچنے کا شوق والا کرناسکری کی مذمت فرمائی ہے۔

**تفسیر سورۃ القارعہ** کے میں نازل ہوئی۔ اسمیں آٹھ آیات چھتیس کلمات لفظیں سورۃ القارعہ کے اور طویل حروف ہیں۔

**بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ القارعہ۔ نامہ حاصیہ**

ترجمہ۔ کھڑکھڑائے والی۔ کیا ہے وہ کھڑکھڑائے والی۔ اور تو کیا جائے کیا ہے وہ کھڑکھڑائے والی۔ جب دن اومی بچھرے ہوئے پتگنوں کی مانند ہونگے۔ اور پھر اٹھنی ہوئی زنگیں اون کی مانند ہونگے۔ توجیہ کی زنگیوں کے پڑے بھاری ہونگے جو پسندیدہ زندگی میں ہوگا۔ اور جب کنیکتوں کے پڑے بلکہ ہونگے۔ تو اسکی ٹھکانہ ہاویہ ہے۔ اور تو کیا سمجھا کہ وہ ہاویہ کیا ہے۔ گرم آگ ہے۔

**تفسیر۔** اس سورت میں قیامت کے حادث عظیمہ کا بیان ہے۔ اور نیک و بدکی جنا و مزرا کا ذکر۔ تاکہ انسان عبرت پذیر ہو۔

**تفسیر سورۃ السکاشر** کے میں نازل ہوئی۔ اسمیں آٹھ آیات۔ اٹھتیس کلمے

**بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اطْلَعْمِ الْتَّكَاثُر۔ عن النَّعِيمِ**

ترجمہ۔ لوگو کثرت مال کی حرص نے تم کو یادِ الہی سے غفلت میں رکھا۔ یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے۔ کوئی نہیں عنقریب تم جان لو گے۔ بچھر کوئی نہیں عنقریب تم جان لو گے۔ کوئی نہیں۔ اگر تم یقین کا جانتا جانتے۔ تم ضرور وزخ کو دیکھو گے۔ بچھر تم ضرور اسکو یقین کی آنکھ سے دیکھو گے۔ بچھر اسدن تم سے نعمت کی بابت پوچھا جائے گا۔

**تفسیر۔** شان نزول یہ بتائی جاتی ہے۔ کہ قریش سے ووقتاً اعظم بنو عبد مناف اور بنو سهم میں۔ ایک دن فخر و تفاخر کی باتیں اسیں میں شروع ہو گئیں۔ اور دولت و شرودت ریاست و حوت ضیا صفوں دعوتوں کی تعداد اور آبادی کی معdar کے لحاظ سے ایک دوسرے پہنچی جڑاں میں ظاہر کرنے لگے۔ مردم شمار ہی سکھی۔ تو بنو عبد مناف والے بڑھ کئے بنو سهم سے کہا۔ کہ ہمارے بہت سے اومی جنگلوں میں ملتے گئے ہیں۔ مردوں کو

بھی شمار کرو۔ چنانچہ اس کے لئے قبرستان سکھے اور قبروں کے شمار کو ملا کر بنو سهم ٹھہرے گئے۔ بنو عبد مناف رسول کریم کا قبیلہ تھا۔ اور بنو سهم حاکر وہ عاصی بن واکل تھا۔ عام طور پر اس سورت میں نہایت اڑازہ زان طریقہ سے انسان کو مال و منال اور اولاد و حفاظ اور جاہ و مرتبت کی نیادی کی محبت میں دن رات سرشار ہنگلی خرابیوں سے مقتبلہ کر کے بتایا گیا ہے کہ آخر مرتبا ہے۔ موت کے ساتھ یہ تمام نشہ ہرن ہو جائے گا۔ اسوقت تم کو پورا پورا علم ہو جائے گا۔ کہ در اصل کار آمد کون سی چیز بھتی۔ اور پھر تم بچشم لقین دو نسخ کو دیکھو گے۔ اور اسوقت تم سے چھرو نیادی لغت کے متعلق سوال ہو گا۔ اس سورت کے نزول کے بعد کسی مفلس نے سورہ و عالم سے سوال کیا کہ مجھے لغست اسی کو سنی تھی ہے کہ مجھ سے اس کی بابت سوال ہو گا۔ فرمایا ان جو سویں کے متعلق جو تم پہنچنے ہو۔ اور اس طبقہ پر پائی کی نسبت جسے تم پہنچتے ہو۔ اور اس سایہ کے متعلق جس کے لئے تم آرام کرتے ہو۔

**تفسیر سورۃ العصر** کی کلمات اور ارسٹھہ حروف ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - وَالْعَصْرِ

قسم ہے عصر کے وقت کی۔ بیشک انسان لوٹے میں ہے۔ لیکن نہ وہ لوگ جو ایمان لائے۔ اور انہوں نے نیک کام کئے۔ اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کرتے ہے۔ اور نیز ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرتے ہے۔

**تفسیر**۔ سورۃ بلد میں جس کلدہ بن اسید کا وکرہ یا یہ ہے۔ وہ ایام جاہلیت میں حضرت ابو بکر صدیق کا دوست تھا۔ حضرت صدیق کے ایمان لائے کے بعد کلدہ نے ایک نان اُن سے کھا۔ تم تو ہمیشہ عقلمند ہی میں مشہور ہے۔ اب کیا ہو گیا۔ کہ ناگہماں ایسے مخدوس کا بخ کر لیا۔ حضرت صدیق نے فرمایا۔ ناؤ ان لوٹے میں تو وہ ہیں۔ جو خدا پر ایمان نہیں لاتے۔ اور سب پرستی کی ذلت ہیں گر خدا ہیں۔ حق قبل کرنے والا کبھی خسارہ میں نہیں رہتا۔ سورۃ العصر میں اسی لفظت کی طرف اشارہ ہے۔ اور نیز عام فضیحت و تہذیب عصر دن کے آخری حصے کو کہتے ہیں۔ جیکہ انسان سائے دن کی کمائی کو جانچ کرے نفع نفعیان کا حساب کرتا ہے۔ اسی طرح رسول مقبول کا زمانہ مبنزاں عصر ہے۔

کے خدا تعالیٰ رسالت کا سلسلہ پر ختم ہو گیا۔ اور حوالگ ان پر بیان لائے اور احکام شریعت کو بجا لائے۔ ابتداء باہم تک قائم رہنے والا نفع کمالیا۔ اور جونا اخزان ہے وہ بجید و حساب ٹوٹے میں پڑھے۔ یعنی ظاہری انسان کا ٹوٹے میں ہونا بیہی ہے۔ ہر انسان معین محض کے آتا ہے۔ اور یوم پیدائش سے لے کر حیات و وقت اپنے گزرتا ہے۔ دراصل اس کی عمر کو ٹھہرنا جاتا ہے۔ مزید بڑا جو بُرے کاموں میں پڑ گیا۔ اس نے خسارہ پر خسارہ ٹھایا وصیت کے معنے قرآن کے عرف میں تاکیدی حکم کے ہیں۔ عام عرف میں اُسے کہتے ہیں۔ جپر بعد مرگ عمل ہونا ہو۔ چنانچہ عرف قرآنی میں اس کی طرف بھی ایک نطیف اشارہ بدیں معنی ہے کہ احکام خداوندی کی تعمیل کی توفیق نفس کے فنا ہو جانے کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے۔

### تفسیر سورۃ الحمرہ چھینگوںے حروفت۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - وَلِلّٰهِ الْحُمْرَةُ طَرْنَةٌ - حَمْرَةُ دَرْنَةٍ  
ترجمہ۔ خوبی ہے ہر عیب نکالنے والے غنیمت کرنے والے کی۔ جس نے مال جمع کیا  
اور اس کو گن گن کر کھا۔ خیال کرتا ہے۔ کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا۔ ہر کوئی  
نہیں۔ وہ حضور روند نے والی میں چھینگوں کا جائے گا۔ اور تو کیا جائے کیا ہے وہ  
روند نے والی۔ اللہ کی آگ ہے جو بھر کافی ہوئی ہے۔ جو دلوں پر چھا جاتی ہے  
بیشک وہ آگ ان پر دربند ہے۔ بلیں بلیں سخنوں کی شکل میں ہے۔

تفسیر۔ اس سورت میں چھپلخوری عیب گوئی اور حرص و سخل وغیرہ کی بدھی اور انکا اخراج  
نتیجہ سب کمال موثر پر ایسے میں بیان کیا گیا ہے۔ شان نزول یہ ہے کہ کفار کو میں سے میں  
کس عاص بن واصل ہاشمی۔ ولید بن مخیر و مخزومی اور اخشن بن شدیق ثقیفی ہر صحبت  
میں رسول پر حق اور مسلمانوں کی بددگوئی کیا کرتے تھے۔ اور اخشن تو حضور سرورِ عالم  
کے حضور میں بھی جاہلانہ کچھ سمجھتی کیا کرتا تھا۔ حمرہ اور طرہ ہم معنی و مرادف ہیں۔ مگر  
لبقول بعض علماء روبرو اور ملزہ پس پشت عیب جوئی کرنے والے کو کہتے ہیں۔  
اور لبقول بعض علماء وہ ہے۔ جو ہا صحت سر آنکھ بھون کے اشارہ سے اور ملزہ وہ ہے۔ جو  
زبان سے لوگوں کی سختی کرے۔

**لتفصیر سورۃ الفیل** مکہ میں نازل ہوئی۔ اسمیں پانچ آیات ۲۴ کلمات اور  
لتفصیر سورۃ الفیل کا ننانوںے حروف ہیں۔

**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - الْهُدُوْرُ تَكَبِّيْعٌ - كعصنفِ ماکول**  
ترجمہ۔ اے بنی کیا تو نہ ہنسیں دیکھا۔ کہ تیرے پر وردگار نے ہاتھیوں والوں کے  
ساکھے کیا سلوک کیا۔ کیا اس نے ان کا واد اور غلط نہیں کر دیا اور ان پر جہنمٹ کے جھنڈے  
پر نہ رہے بھیجے۔ جوان پر کھنکر کے روٹے مارتے تھے۔ چنانچہ اس نے ان کو ایسا کر دیا  
جیسے جانوروں کے آنگے کی بچی ہوئی اخوز۔

**لتفصیر**۔ اس سورت میں اللہ العالمین منکرین قریش کو اپنی خاص الخاص قدرت عظیمہ  
اور احسان عظیم کا ایک تازہ ترین واقعہ یا و لاکر عبرت دلاتا اور رسول کریم کے وجود  
با جو در کی بخشیدار برکتوں میں سے جو دنیا اور اہل دنیا اور بالخصوص مکہ کو حاصل ہوئیں۔  
ایک برکت کی طرف توجہ دلا کر انکو اتباع رسول کی رضیوت فرنا تا ہے۔ وقہ یوں ہے  
میں کچھ عرصہ جبش والوں کے بھی ماحت رہ چکا ہے۔ جب جبش کے ماحت تھا مذکور عیسائی  
با دشادھبی خاشی کی طرف سے ابرھص نام ایک عیسائی دہان صوبہ دار مقبرہ ہے۔ یہ دیکھ کر  
کہ لوگ ہر سال نذر دنیا ز لکر مکہ جاتے ہیں۔ اس نے صنعاو پا یہ سخت میں میں ایک شاندار  
وزر لگا کر جہ بنا م قلیں تعمیر کرایا۔ جہاں دن رات عود و عنبر کی انگیٹھیاں روشن رہتیں۔  
اور ار وگر د آڑام دہ مسافر خانے بنو اکر حکم دیدیا۔ کہ اس کے علاقے کے لوگ اس کر جہ کا  
طوف کیا کریں۔ مکہ کوئی نہ جائے۔ قریش اور اہل مکہ کو طبعاً یہ بات سخت شاق گز کی  
بھی کتنا نہ کہ ایک شخص میں ہنچکر بالآخر کر جہ کی فراشی کی خدمت پر مأمور ہو گیا۔ اور چند روز  
بعد رات کے وقت اسمیں جا بجا غلط چھینک کر مکہ کو بھاگ گیا۔ صبح ابرھص کو علم  
ہو گا۔ اور تحقیقات سے حقیقت کھلنی۔ تو انتقام کا قصد کر لیا۔ اسی اثنایں اہل مکہ کا  
ایک قافلہ کر جہ کے متصل شب باش ہوا۔ صبح کے وقت چلنے سے پہلے سامان دیکھ  
اور باندھنے کے لئے حسب معمول آگ جلانی۔ ہوا تیز بختی۔ آگ اڑکر گر جیں ہنچی  
اور اس سے جلا کر جسم کر دیا۔ قافلہ وائے یہ دیکھ کر حوف کے ماسے بھاگ لٹکے۔ تحقیقات  
پر اس نقصان کے ذمہ دار بھی اہل مکہ ثابت ہوئے۔ تو ابرھص سے صبغتہ ہو سکا۔  
شانہ کمپ کر توڑنے کے لئے موزع اور بارہ ہاتھی کے کر مکہ کی حوف روشن ہو گیا۔ راستہ

میں جو قبیلے ملتے۔ وہ الحاج کرتے۔ کہ اس عزم کو چھوڑ دے۔ مگر وہ باز نہ آیا۔ مکہ کے قریب ہنچا۔ تو سب قریش اور باشندے مال و اسباب اور عیال کو لے کر پہاڑوں تک جا چھپے۔ صرف آنحضرت کے دادا عبدالمطلب تنہا حرم میں رہ گئے۔ اب صاحبی کی طرف سے ابائل کے عقول درغول نمودار ہو گئے۔ اور کنکریاں چینیکی شروع کیں یعنی کنکری جسے جائیتی۔ اسے فتنہ کرو یتی۔ اس سے تمام شکر ہاتھیوں سمیت فنا ہو گیا رسول مقتبول کی ولادت با سعادت سے پہنچنے لیوم پہلے گذرا۔ کئی لوگوں نے یعنی کنکریاں بطور یادگار جمع کیں۔ چنانچہ اکثر صحابہ نے صحیح وہ دیکھیں۔

**سورۃ القریش** کا ہتھر حروف ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - لَا يَأْتُفَ قَرِيْشٌ - من خوف

ترجمہ۔ قریش کو الغفت دلانے کے لئے یعنی انکو جاڑے اور گرمی کے سفر کی الغفت دلانے کے لئے۔ تو ان کو بھی چاہئے کہ اس گھر کے پروردگار کی عہادات کوئی جس نے انکو بھوک میں کھانا دیا۔ اور خوف سے انہیں امن بخشا۔

**تفسیر۔** اس سورت میں ال العالمین نے قریش کو جونہ صرف مکہ کے سرکردہ بلکہ بیت الدّرک خادم و مجاور ہونے کی وجہ سے تمام اہل عرب کے پروردگار مقتداً بحق۔ اپنے احسانات کی ہات تو جہ دلکر اشارتاً سمجھا یا ہے کہ تم میں سے آخری رسول کو مبعوث کرنا بھی دراصل تم پر ہمارا ایک اور احسان عنظیم ہے۔ مگر تم ہو۔ کہ لُلّۃ بد کتے ہو۔ حالانکہ کچھ بھی سمجھو سے کام لو۔ تو تم پر حقیقت کھل جائے۔ جب خداوند کریم تم پر پہلے اسقدر ہر بانیاں ذرا چکا اور اب بھی فرما رہا ہے۔ تو بعثت رسول کو بھی کیوں اس کی ایک ہر بانی تقصیر نہیں کرتے۔

قریش حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کا جد امجد نظر بن کنا نہ ہے۔ رسول مقتبول اسی قبیلہ سے تھے۔ نسب نامہ یہ ہے۔ محمد بن عبدالمطلب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصہ بن کلاب۔ بن مطرہ بن کعب بن نبی۔ بن خالب بن ہریں بن مالک بن نظر بن کنا نہ نہ نہ مدت میں قریش ایک دریافتی جانور کا نام ہے۔ جو باتی سب جانوروں کو پکڑ کر

کھا جاتا ہے۔ اور سب پر غالب ہے۔ لفڑ کی اولاد کے سے نخل کر راتی حصہ عرب میں منتشر ہو گئی تھی۔ قصہ نے اسے پھر مکہ مظہر میں جمع کیا۔ اسی نئے مجمع کہلا یا۔ صفات دیلانست۔ شجاعت۔ تجارت۔ سخاوت میں سب پر فالیق ہوئے کی وجہ سے قریش کہلائے۔ اور کعبہ و پاہ نہ زر کی خدمت نے ان کے طفراۓ امتیاز میں اور چار چاند کا فیٹے۔ عرب میں جہاں جائے۔ پیروں کی طرح پہنچتے۔ اور نذریں۔ نیازیں جمع کر لاتے۔ ساتھی تجارت کے بڑے و صنیع تھے۔ ہر سو سرمایہ میں کو اور گرمایہ شام کو قافلے بنانکر بغرض تجارت جاتے۔ اور کوبہ کی خدمت کی طفیل چور ڈاکو بھی ان سے لفڑ نہ کرتے۔ پھر ان کا شہر معدہ علاقہ الحلقہ جبال و قنال سے یہ کوس کے دریں بالکل محفوظ و مصروف تھا۔ جاتا تھا۔ کسی سمت میں حرم کی حدود کوں کسی طرف چھپ اور کسی طرف میں کوس ہے۔ گویا گھر میں بھی اور باہر بھی انکو کسی قسم کا فرشہ نہ تھا۔ یہ سب برکتیں بیت اللہ کی خدمت کی طفیل تھیں۔ خدا فرماتا ہے کہ اگر رسول اللہ کی خدمت کرو۔ تو اس سے بھی زیادہ برکتوں سے متعین ہو گے۔ چنانچہ ہوئے۔ نصف دنیا ان کی تابع ہو گئی۔ اور قبل اسلام پیغمبر کی خادمیت ہجرت اور چماری سفری اور شہنشاہی کو آسان کر دیا۔ یہ آب و گیاہ علاقوں میں ہے۔ مگر بیت اللہ کے طفیل کبھی بھوکے نہ مرے مسلمان ہو گئے۔ تو سرپرزا دشاداب قطعات عالم کے بھی مالک ہو گئے۔

اک میں نماز ای ہوئی۔ اس میں چھ آیات پچھیں کلمات اور  
**لُقْنَيْرُ سُورَةُ الْمَاعُونَ** ایک سوچیں جو میں۔

**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ - اَسْمَىتِ الدُّّلِي** — اماعون ترجمہ۔ اے بنی بھلاتو نے اس کو بھی دیکھا جو جملے اعمال کو جھٹلتا تا ہے۔ تو یہ توہنی شخص ہے۔ جو یتم کو دھکے دیتا ہے۔ اور محتاج کو کھانا دینے کی تعریف نہیں دیتا۔ تو جذبی ہے ان نمازوں کی جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ وہ جو وکھلا دہ کرتے ہیں۔ اور پرستی کی چیز رانگی نہیں ہے۔

**لُقْنَيْرُ**۔ کوہ ارشاد و خداوندی کی معاطبہ تمام بھی نواعِ انسان ہے۔ لیکن اکثر درشدات کسی نہ کسی خاص و افسوس سے بھی تلقی رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس سعدت کی شان نزول ہے۔ ابو جہل کی زندگی ہے۔ کہ کوئی والدار بھیر ہوتا۔ تو اس کے پاس جاتا۔ اور کہتا

اپنا مال مع بیانے میرے پر وکر جا یہیں اپنے بچوں کی طرز انجھی خبرگیری کروں گا۔ اور ان کی مال بخفاضت رکھ کر ان کو ادا کر دیوں گا۔ اس طرح دیگر وارث ان پر زیادتی نہ کر سکیں گے مگر بعد میں یقینیوں کو اپنے ہاں سے ہاتک دیتا۔ اور ان کا مال کھا جاتا۔ اور وہ روز تپیٹے چھرتے۔ ایک ایسا ہی میثم برہنہ سر رسول کریم کے پاس خڑا دلا یا۔ آپ اس کی خاطر سے خواس شفیق کے پاس تشریعت لے گئے۔ اور پس شریعت کو جو اسے ٹھوڑا یا سوتھا ہے ہنسی میں اڑا دیا۔ آنحضرت مول ہو کر والپس تشریعیں لائے نہ تو یہ سورت نازل ہوئی۔ ماعون اس حضورتی سی چیز کو کہتے ہیں۔ جو بلا معاوضہ ایک دوسرے کو ہے اسی دی جاسکے۔ جیسے پڑوسی کو کچھ پانی یا گدیا مانکر غیرہ کا دیدیا۔ یا ہر شخص کی چیز کا ستعار دیا اس سورت میں ریا اور غفران اور تنگدی۔ سے بھی سخت ٹورا یا گدیا ہے۔

**تفسیر سورۃ الکوثر** کی بیانیں حروف ہیں۔

**بسم الله الرحمن الرحيم۔ انا اعطيك الکوثر۔ — حسو الابتر**  
ترجمہ۔ اے بنی بیشک ہم نے صحیح کو حوض کو شروع کیا ہے۔ تو تو اپنے پر درود گار کے لئے خواز پڑھو۔ اور قربانی کر۔ سبیشک چھوڑ رکھن ہے۔ وہی بے شکار ہے۔

**تفسیر۔ ابترے اولاد کو کہتے ہیں۔** حضرت خدیجہ کے بطن سے دو صاحبزادے قاسم و عبد العزیز طیب و طاہر بھی کملائے ہیں۔ پیدا ہو کر سچے بعد دیگرے گزر گئے۔ تو کا خر خاص کر ابو جہل و عاص کہنے لگے۔ کہ محمد مُنْقَطِع الشَّلْ سمجھتے۔ اس کے بعد کوئی بھی نہ ہو گا۔ جو اس کے دین کو قائم رکھے۔ پس یہ دین اسی کے دم سکے۔ کوئی بھی ہے جو سمجھانے تکالی نے یہ سورت حسنور حمدیح کی تشفی خاطر کے لئے نازل فراہی۔ کہ ہم نے تو بھی و نیا و آخرت میں ہار گرفت۔ بکثرت عطا فرمائی ہے۔ شیر امتحن ہی نامرا دراء ابتر ہے کو شہشت کے ایک نہایت کلام حوض اور بہت بڑی بھر کا بھی نام ہے۔ جس کی پانی دو دھستے سفید ہے جس سے چند اور شجدت میں طھا ہے۔ عرض اس نہر کا تعمین بھر کی راہ سکے بلکہ ہے۔ اور بخت میں و اخڑ چیز کو بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ کثرت کے شفیق ہے۔ اور بھائی اولاد۔ عمر تہہ و کمال اور علم خوبی کرت اور امت کی کثرت پر دلالت کرتا ہے۔ جو سب باقیں کا حضرت اور اسی امت کو حصل ہوئیں۔ آنحضرت کی حقيقة اولاد بھر کی سقدر ہے۔ کہ

کسی اور سعیہ پر کو اس کا ہزارواں حصہ فضیل نہیں ہوا۔ اور اولاد مجازی معنی است کی تعداد بھی کچھ کم نہیں رہی۔

**تفسیر سورۃ الکافرون** ۹۹ حروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم - قل يا ایها الکفروں — ولی دین  
ترجمہ - اے نبی کہہ جائے کہ اے کافروں میں اس کو نہیں پوچھتا جس کو کہ تم پوچھتے ہو۔  
اور نہ تم اس کو پوچھنے والے ہو جس کو میں پوچھتا ہوں۔ اور نہ میں اس کو پوچھنے والا ہوں  
جس کو تم پوچھتے ہو۔ اور نہ تم اس کو پوچھنے والے ہو جس کو میں پوچھتا ہوں۔ تمہارے لئے  
تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔

لقد تفسیر - سرغنا کفار قریش کی ایک جماعت ابو جہل - عاص - ولید - اسود بن عبد الغوث  
اور اسود بن عبد المطلب نے حضرت عباس عذکی زبانی رسول مقبول کو پیغام بھیجا۔ کہ توہار  
معبدوں کی تابع داری کرو اور ان کو اللہ کی درگاہ میں شفیع جان۔ تو ہم بھی تیرے معبدوں کی  
بزرگی کے قائل ہو کر اس کی عبادت کرنے لگیں گے۔ اس کے جواب میں یہ سورت  
نازل ہوئی۔ اور بتاؤ یا گیا کہ مشرک اور موحد کبھی عبادت میں ہم آہنگ نہیں ہو سکتے  
نہ نکھل مسلک باہم مل سکتے ہیں۔ بعض مفسرین نے تکم و نیکم ولی دین کو حکم جہاد کے  
مخالف سمجھ کر منسوخ قرار دیا ہے۔ یہ اسکی غلطی ہے۔ اس آیت کو جہاد سے کچھ تعلق ہی  
نہیں۔ بلکہ صرف یہ بتایا ہے کہ مومن و مشرک کے طریق عمل میں بعد المشرقین  
والمغاربین ہے۔

**تفسیر سورۃ النصر** ۴۰ حروف ہیں۔ اس میں تین آیات نہیں کلمات

بسم اللہ الرحمن الرحیم - اذ اجاجأ نصر اللہ والفتح — تو ابا  
ترجمہ - اے نبی جب اللہ کی مدد اور رکے کی فتح آپ ہنچی۔ اور تو نے دیکھ لیا۔ کہ  
لوگ جو ق جو ق اللہ کے دین میں داخل ہو ہے ہیں۔ تو اے نبی اپنے پروردگار کی تحف  
کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرو اس سے معاافی مانگ۔ کچھ شک نہیں کہ وہ ڈڑا  
تو بہ مقابل کرنے والا مہربان ہے۔

تفسیر - اس سورت کو سورۃ فتح اور سورۃ توبہ کہتے ہیں - کیونکہ وہ آنحضرت کی وفات کے نزدیک اور امت سے مخصوص ہوئے کی خبر دیتی ہے - رسول متعبد نفس امارہ یا شیطان - کفار اور لئے غلبہ شوکت اور منافقین اور ان کے مکروہ نوادر کے شر سے مخلوق خدا کو محفوظ بنالے کے لئے مبعوث ہوئے - یہ چاروں کام جب کمل ہو گئے - اور رسالت نصیحت و تہذیب سے شروع ہو کر تبدیع سلطنت تک پہنچ گئی - تو آنحضرت کی روح اقدس والعلیٰ کو اور زیادہ اس دارالمحن میں رکھنا عاشق صادق نے مناسب نہیں بھجا سلطنت کا کار و بار ہر چہار خلفاء کبار کے واسطے مخصوص فرمایا گیا - جو دنیا کی بادشاہیت کا مکمل و مستور العمل پھولوں کے لئے چھوڑ گئے -

تفسیر سورۃ تبہت } حروف ہیں - اس میں پاتختی آیات - بسیں کلمات اور کافی مکمل میں اتریں -

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - تبہت يَدُ الْيَمِينِ - من تَسْمَى  
ترجمہ - ابوالہب کے دلوں ہاتھ دوڑھ کئے اور وہ ہلاک ہوئا۔ اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا تھا - اس کے کچھ کام نہ آیا - آئینہ وہ بھر طکتی آگ میں داخل ہو گا - اور اس کی عورت بھی جو کڑی یا اٹھاتی ہے - اس کی گرد میں بھا بخوا رہی ہے -  
تفسیر جب آیت و اندر عشیر تک الا قربین - نازل ہوئی - تو آنحضرت گھر سے نکل کر کوہ صفا پر گئے - اور اپنے نزدیکی رستہ داروں کو آواز دے کر بلایا - جب سب جمع ہو گئے - تو فرمایا - اگر میں تم سے کہوں - کہ ایک بڑا شکر تھا میں لوٹنے کو اس پہاڑ کے پیچے کھڑا ہے - تو کیا تم تھیں کرلو گے - سب نے کہا - ہاں - کیونکہ تو نے کبھی اب تک جمعی طبائی نہیں کہی - تو اپنے فرمایا - اگر تم میری رسالت اور قرآن پڑا سیاں نہ لائے تو سخت عذاب میں گرفتار ہو گے - یہ سفکر ابوالہب نے جس کا نام عبد العزیزی اور وہ آنحضرت کا سوتیلا چھا بھا کھا - کہا - تیرا پڑا ہو - کیا صرف اسی یات کے لئے تو نہم کو بلایا اور جمع کیا - لمب آگ کے شعلے کو کہتے ہیں - گویا المبعث رسول سے پیشتر ہی اس کہیت سے اس کے دوزخی ہوئے کی خبر مل گئی - اس کی بیوی ام جمیلہ جو ابوسفیان کی ہیں بھتی - کامٹوں کے گھر جنگل سے چن لاتی اور رات کو رسول کریم کی راہ میں بچاؤتی کے صبح کی خاک کو جائیں - تو انکے پاؤں میں بچھدیں - ایک دفعہ گھر کا رسہ اس نے اپنے گلے میں

لپڑی لیا۔ راصدہ میں گھنٹہ سر سے کھسک گیا۔ اور بستہ کے نہجندے سے ترد پڑ طرب کر مر گئی۔ اس سورت میں ان دلوں میان بیوی کے انعام نافر جام کی خبر دیکھی ہے۔ آنحضرت کی دو صاحبزادیاں رقیہ و ام کلثوم ابوہبیع دو بیٹیوں عتبہ اور عتبیہ سے منسویہ حکیم۔ اس نے دلوں کو کہا کہ میری خوشی چاہتے ہو۔ تو اس تعلق کو حضور طobo۔ عتبہ تو چپ رہا۔ مگر عتبیہ نے بھال بھیانی مجلس رسول میں آکر کہا۔ کہ میں نے تیری میٹی کو طلاق دی۔ اور کچھ اور بھی بے ادبی کی۔ آنحضرت کو یہ سخت شاق گزار اور دعا کی کہ الالعالمین پہنچنے کتوں میں سے ایک اپر ملطف فراہمے۔ الیسا ہی ہوا۔ شام کے سفر میں سے شیر چھاڑکر کھا گیا۔ ابوالعبیب حسب ونسب جاہ و مرتب اور ریاست کے لحاظ میں قوم میں بڑی وجہت رکھتا تھا۔ مگر رسول کی عادوت، اور دین حق سے انکار کی پرولت ہر دو جہان کی رو سیاہی میں مبتلا ہوا۔

### تفسیر سورۃ اخلاص

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - قُلْ حَمْدُ اللَّهِ أَحَدٌ - كفواً أَحَد

ترحیمہ کہہ دہ اللہ ایک ہے۔ العبد نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ خود کسی سے جنگ کیا۔ اور کوئی اس کے جوڑ کا نہیں ہے۔

لکھیں۔ اسے سورۃ اخلاص اس نہ کہتے ہیں۔ کہ دہ سماں دل کے دلوں کو معرفت حق یعنی اس کی ذات و صفات کی دریافت کے واسطے خالص کرتی ہے۔ اس کے اور بھی بہت سے نام احادیث میں وارد ہیں۔ اس کی تلاوت تہائی قرآن کی تلاوت کے برابر ثواب رکھتی ہے وہ الالعالمین کی صفات مختصہ کو مختصہ ترین پیرایہ میں بیان کر کے کفار کے شہمات کو زائل اور انکھ سوالات کو پورا کرنی ہے۔

### تفسیر سورۃ الطلاق

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - قُلْ إِعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ - إِذَا حَسَدَ

ترحیمہ کہہ کہیں آدمیوں کے پر دروغگار کی پناہ نیتا ہوں۔ بڑائی سے ہر چیز کی جو اس نے پیدا کی ہے۔ اور بڑائی سے گرھوں پر چونکہ مارنے والیوں کی۔ اور بڑائی سے حد کرنے والے کی۔ جب حد کر

کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائی گا " اے ابن آدم میں بیمار ہو۔ تو نے میری عیادت نہ کی۔ وہ عرض کر گیا اُنے میرے پروردگار میں کیونکر تیری عیادت کرتا۔ تو تو تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ وہ فرمائی گا " کیا تجھے خبر نہ ہوئی کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا؟ تو نے اسکی عیادت نہ کی۔ کیا تو نے زبانا کہ اگر تو نے اسکی عیادت کی ہوئی تو مجھو اوس کے پاس پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجوہ سے طعام مانگتا۔ تو نے مجھے طعام نہ دیا۔ وہ عرض کر گیا۔ اے میرے پروردگار میں تجوہ کیونکر کھانا کھلاتا۔ تو تو عالموں کا پروردگار ہے ॥ فرمائی گا " کیا تجھے خبر نہیں کہ میرے بندہ تجوہ سے کھانا مانگتا۔ تو نے اس کھلا دیا۔ کیا تجوہ خبر نہ تھی کہ اگر تو اس کھانا کھلاتا تو تو وہ کہا میرے پاس پاتا۔ امّا تجوہ سے کھانا مانگتا۔ فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُؤْبًا ۝

ترجمہ:- بالیقین ان لوگوں کے لئے بھی جنہوں نے ظلم کیا ہے۔ ایسے ہی گناہ ہیں جیسے کہ ان کے (گذشتہ) ساختیوں کے گناہ تھے۔ پس یہ طلب عناد میں مجھ سے جلد بازی نہ کریں ۵ جن لوگوں کفر کیا۔ اونکو لئے اون کے ایک جسکا اون سے وعدہ کیا جاتا ہے ہلاکت آئی ہے +

مطلوب دنوں آئتوں کا یہ ہے کہ ان جفا شعرا میں مک کے گناہ بھی ایسے ہی گناہ ہیں جیسے کہ ان کے ساختی منکریں سابق قوم عاد و مثود و عیروہ کے تھے۔ جیسے اوپر عذاب آیا۔ ویسے ہی ان پر بھی سریگا اون پر بھی انکار کرتے ہی فوراً نہیں آگیا تھا۔ بلکہ وقت خاص پر آیا تھا۔ اپر بھی ان کے وقت پر آیگا جسکا ان سے وعدہ کیا جائز ہے۔ ہمیلت پا کر انہیں مغروڈ نہیں ہوتا چاہیئے گناہ اپنا نتیجہ دکھائے بغیر نہ کبھی رہے ہیں نہ رہیں گے +

### تفسیر سورہ الطور

مکہ میں نازل ہوئی۔ آسمیں ۹۷ آئیں تین سو بارہ کلمات اور ایک بہار پانصوت صرف ہیں۔

**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**

**وَالْطُّورِ وَكِتَبٌ مَسْطُورَةٌ ۝**

ترجمہ:- ہمیں کوہ طور اور چوٹے چکلے کا غذر پر لکھی ہوئی کتاب اور خانہ معمور۔ اور اپنی چھت اور جوش مارنے والے سمندر کی قسم۔ اے پیغمبر! تیرے پروردگار کا عذاب خردانیوں والے۔ کوئی اوس کاروں کے والا نہیں۔ اوسدن کہ آسمان لہریں ارنے لگے گا۔ اور پہاڑ اڑے اڑے پھریں گے۔

اپس اوسدن اُن جھٹلانے والے کے لئے عذاب ہے جو کبواس میں پڑے ہوئے کھیل ہے ہیں؟  
تفسیر:- طور یعنی کوہ طور جس پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا۔ ماق اوس جھٹلی کو

یر۔ بقول بعض ایک ہمودی عورت نے اور بقول ویکر ربی بن عاصم ہمودی نے رسول کو تم پر باد دیا۔ رسول کریم کا ایک بالکل ہمی سے لیا۔ پھر اس کنگھی میں کمان کے چلے سے گیارہ گہمیں لگائیں۔ سے بھجو کرے چوپل کے غلاف میں لپٹ کر چاہ وزوان میں پھتر کے پچھے دبادیا۔ آنحضرت ہمارے اور چھٹہ ہمینے یہ گیارہ ہے۔ آخرات کو خواب میں دو فرشتے دیجئے۔ جہنوں نے یہ سب کی فیضتی میں صبح اٹھ کر دو صحاب کو نیکارس کنگھی پسکئے تھے اور انکو نیچے آتا رہا۔ وہ اس کنگھی کو پھتر کے نیچے سے لائے۔ اسی وقت یہ سورت اور سورۃ الناس نازل ہوئی۔ دونوں میں گیارہ آیات ہیں۔

یہ کے پڑھنے پر ایک ایک گرہ کہلئی گئی۔ اور حصنوں اکرم کو کافی صحت حاصل ہو گئی۔

ان کریم کے معاون تین پر تمام ہونے میں یہ ہمی طیف اشارہ ہے۔ کہ جب مقبول الہی کو حنفت بدرجہ کمال حاصل ہو جاتی۔ اور شمن بے بس ہو جاتا ہے تو اس کے پاس سوائے رو فریب اور رُونہ طوکدہ چلانے کے اور کوئی عصا رہ نہیں رہ جاتا۔ اس کمینگی پر اتنا تاثر ہے سے پچھے کی تدبیر الال العالمین نے ان دونوں سورتوں میں یہ بتائی گئی ہے۔ کہ پہنچے خالق کی دیکھیے جاؤ۔ سورہ فلق میں ایک خدا تعالیٰ صفت رب الفلق سے ہمین جسمانی موجبات دوادیں شیطانی سے پچھنے کے لئے الال العالمین کی تین صفات سے پناہ لینے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ کیونکہ دین کی حفاظت مقدم ہے جان و بدن کی حفاظت سے۔

**سورة الناس** م مدینہ میں نازل ہوئی۔ ہمیں چھٹہ آیات ہیں یہیں کلمات اور اسی حروف سیف یعنی تاریکی سحر اور حد سے پناہ لینے اور وہ سری سورت میں ایک روحانی خطرہ۔ وساہیں شیطانی سے پچھنے کے لئے الال العالمین کی تین صفات سے پناہ لینے کی ہدایت فرمائی گئی ہے دسوسمہ طولانی والی پچھے ہٹ جانے والے کی۔ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسمہ طولانی ہوں ہیں سے ہو یا آدمیوں میں سے۔

شیر۔ دفع سحر اور ازالہ مرض وغیرہ کے لئے دلوں سورتیں بہت موثر ہیں۔ اور وہ مادر شیطانی سے محفوظ رہنے کا تقدیمی ذریعہ ہیں۔

تمثیل بالنجاۃ والصلوٰۃ والسلام علی خلیل السیّر سیدنا و مولا نا مُحَمَّد و آلہ اصحابہ اجمعین۔ آمین + تاریخ تکمیل تفسیر رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ

علی صاحبِها مایلۃ الافت افتتحیۃ وسلام

# تفصیل احلا و تفسیر القرآن

تفسیر القرآن جلد اول صفحات قمیت ص ۲۰۰ جسیں سورہ الحمد سورہ بقری کمل و جامع تفسیر دیکھنی ہے۔ ضخامت

تفسیر القرآن جلد دوم صفحات قمیت ص ۲۰۰ جسیں سورہ آل عمران کی کمل تفسیر ہے۔ ضخامت

تفسیر القرآن جلد سوم قمیت ص ۲۰۰ جسیں سورہ ملک کی تفسیر ہے۔ ضخامت

تفسیر القرآن جلد چہارم کی جامع و مانع تفسیر ہے۔ قمیت ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات۔

تفسیر القرآن جلد پنجم جسیں سورہ یہود - یوسف - ابراہیم - ججریل - اسرائیل - کہفت - انبیاء - حج کی کمل تفسیر بیان دیکھنی ہے۔ قمیت ۲۰۰ صفحات۔

تفسیر القرآن جلد ششم سورہ موسیون سے آخر سورہ میثین تک کی کمل اور جامع تفسیر ہے۔ قمیت ۲۰۰ صفحات۔

تفسیر القرآن جلد هفتم از خوف - العرفان - الجاثیة - الاحقاف - محمد الفتح کی مفصل تفسیر بیان دیکھنی ہے۔ قمیت ۲۰۰ صفحات۔

تفسیر القرآن جلد هشتم - سورۃ ق سے کو آخر کلام مجید تک قمیت ۲۰۰ صفحات۔

المشتری مولوی محمد انس الداڑھی طہر و ماذک اخبار وطن لاہور

رمان

خطاب

م. جعفری  
بریان سکنی

درویش نظر

ب. ج. الحمد  
محمد الفتح

لله حمد

کہتے ہیں جو گذشتہ زمانہ میں بجائے کاغذ کے استعمال ہوتی تھی۔ منشور۔ بسید۔ گتب مسطور  
فی رقّ منشور کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں اس سے وہ کتاب مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسم  
علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے لکھ کر عنایت کی تھی۔ بعض نے لوح حفظ کی طرف اشارہ کیا ہے اور بعض نے  
قرآن مراد یا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ۴

بیت المعمور کعبۃ الملائکہ۔ یعنی وہ مقام جو عرش کے نیچے کعبہ کے محااذ میں واقع ہے جس میں  
روزانہ بکشرت ملائکہ داخل ہوتے اور عبادت کرتے رہتے ہیں۔ احادیث معریخ اس کا مذکور آیا ہے سقف  
مرفوع آسمان۔ الجھ المبجور۔ گرم اور بھر کتا ہوا سمندر یا بھرا ہوا۔ یادہ سمندر جو عرش کے گرد اگر ہے  
بہر حال، چونکہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عظیم مظہر ہیں۔ اون سب کی قسم کھاکِ اللہ تعالیٰ نے  
قرایا۔ کہ وہ عذاب جسکی خبر دی جاتی ہے۔ اور منکرین جسکے آئئے سو انکار کرتے ہیں۔ لا ریب آنیوالا ہے۔ کیا  
عجب ہے کہ آسمان اور سمندر کی اسلئے قسم کھائی ہو کہ اسی آسمان اور سمندر سے جسمیں بسا اوقات کدوت  
اور ہیجان کا نام و نشان تک نہیں ہوتا۔ فعتاً ایک طوفان بلا آجاتا ہے۔ اور اللہ جنہیں چاہتا ہے اوس  
طوفان عذاب میں ہلاک کر دیتا ہے۔ آدمی یہ سب کچھ دیکھتا ہے۔ لیکن جب وہ سو آخترت کے عذاب ہی  
کی خبر دی جاتی ہے اوس سے انکار کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ طور اور کتاب المسطور کا نہ کور اسلئے ہو کہ اس عذاب  
کی خبر نہیں ہوتی۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اوسکی خبر دے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کو باوجود بے یار و بدگار  
ہونے کے فرعون پر غالب آئی خبر دی تھی۔ اور یہ عذاب اسی وقت آتا ہے جو اوسکے لئے کتاب مسطور یا علم  
الہی میں پہلے ہی مقرر ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصدق والضواب۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بتانا منتظر ہے تھا کہ عذاب خرت جسکی خبر دی جاوے تھی۔ کب آنیوالا ہے یعنی  
کتنی رسی مدت کے بعد۔ اسلئے اوسنے یہ تو نہ بتایا کہ کب آئیگا کہ یہ حکمت و مصلحت کے خلاف تھا۔ مگر  
منکروں کو سوال کا جواب دوسرے موثر پیرایہ میں یوں دیا گہ جس عذاب کو تم پوچھتے ہو کہ کب آئیگا وہ  
اوسمی آئیگا کہ آسمان متحرک اور پہاڑ اڑتے نظر آنے لگیں گے۔ وہی دن ان جھٹلائیں والوں کی ہلاکت  
و بر بادی کا ہو گا۔ جو واقعات عالم کو دیکھ کر منحر صادق کی خبر پہنچان نہیں لائے بلکہ اوسے جھوٹا باتاتے  
ہیں۔ اور بے سرو با تكون کے پچھے پڑے ہوئے ہیں ۵

**یَوْمَ يُدَعُونَ إِلَى نَارِ جَهَنَّمَ ۝ ۝ ۝ ۝ ۝ ۝**  
تترجمہ: جسدان کے یہ لوگ زبردستی دھنکے دیکھ کر اپنی جہنم کی طرف بیجاۓ جائینگے (کہا جائیگا)۔ یہی  
تھی وہ آگ جسے تم جھٹلاتے رہے تھے۔ کیا یہ جی کوئی جادو ہے یا تمکو اب بھی نہیں کھائی دی؟

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَ<sup>بَعْدَ</sup> بَرِي أَفْرِي  
وَاحْلُلْ عُقْدَةَ مِنْ لَدْنِي نِفْعَهُ وَأَغْوَيْ

# تفسیر القرآن

بزبان اردو مع ترجمہ سر قال حمید

## جلد ششم

جمیں چھبیسویں پارہ حم کی سورت ق سے لیکر جو قرآن کریم کی پچاسویں سورت ہے  
سورت النّاس تک جو قرآن شریعت کی آخری اور ام ااویں سورت ہے۔ مفصل  
تفسیر بیان کیا گئی ہے

مولفہ و مرتبہ

مولوی محمد انس اللہ ملاک و ایڈ پڑا خبار وطن لاہور

جنون ۱۹۱۹ء مطابق رمضان المبارک ۱۳۴۰ھ

باہتمام بابو گوراندہ صاحب کپور آرٹ پرنس لاہور میں چھپکر شایع ہوئی

عامہ

نتیجت فی جلد

یار اول

اب تم اسکی تکلیف اٹھاؤ۔ پھر صیر کرو یا صبر نہ کرو۔ تمہا بے حق میں دنوں برابر ہیں۔ جو کچھ تم کرتے رہے تھے تمہیں اسکا بدل دیا جائیگا۔

### بِحُكْمَةٍ عَلَيْنَا إِنَّ الْمُتَقْيَينَ فِي جَنَّتٍ

ترجمہ:- بالیقین پر ہنریگار باغوں اور سختوں میں جادوں کے ربیں انہیں دی ہوئی خوشی سنلتے ہوں گے۔ اور ان کے ربیں عذابِ دفعہ سے بچا لیا ہو گا۔ (اور انکو از شاد ہو گا) برابر برابر کچھ ہے ہو تو سختوں پر تکمیل کا گزرا دوں کاموں کے بدلے میں جو تم کرتے ہے تھے (بچا ہو) رجتا پہنچا کہا اڑ پیو۔ اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی خودوں کا انہیں زفوج بھی بنائیں گے۔

### وَالَّذِينَ اعْمَلُوا وَاتَّبَعُتْهُمْ بِمَا كَسَبُوا وَلَا يُؤْثِرُونَ

ترجمہ:- اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور اذکی اولاد نے ایمان کے ساتھ اذکی پیری کی۔ ہم اون سے اذکی اوس اولاد کو بھی ملا دیں گے۔ اور اونکے اعمال (کے ثواب) میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے۔ ہر شخص اپنے عمل کے بدلے گردی ہے۔

تفسیر دریتہ سے کوئی فدیت ہر اور ہے۔ ابن عباس کا قول ہے کہ اہل جنت کی وہ اولاد ہر اور ہے جو ایمان تو لا لی۔ یا ایمان کے باب میں والیں کا آبایع تو کیا۔ لیکن عمل کے لحاظ سے وہ اہل بآپوں کے درجہ کو نہ پہنچی سکتی۔ کہ اذکار درجہ اور منزليت پاکر اون کے پاس رہنے کی ستحق ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ایسی اولاد کو اون کے باپوں کی پاس فاطر سے انہیں کے پاس پہنچا دیگا۔ اور اون کے باپوں کے اعمال اور ثواب میں اس کچھ کم بھی نہ کریں گا۔ اسکا انصراف فضل ہو گا۔ درست از روئے و ندھر ہر شرف اپنے کئے ہوئے کا ستحق ہے۔ اور میں ۵

### وَأَقْدَدْنَا لَهُمْ بِقَاتِلَتِهِ لَوْلَوْهُ مَدْنَوْهُ

ترجمہ:- اور جس جس میوے اور گوشت کو اون کا جی چاہیگا۔ اوسکی سبل پیل کر دیتے گے۔ وہ وہاں جام ایکید و سرے کو جھینے جھینٹیں گے (لیکن) اس جام میں لغوت و لگناہ کی کوئی بات نہ ہو گی ۵ اور یہ خوب غیر لڑکے اونکی خدمت کیلئے اون کے گرد پھرستے رہیں گے جو گویا اچھوئے سوئی ہیں ۶

### وَأَقْبَلَ بَعْدَهُمْ عَلَى بَعْضٍ هُوَ الْبَرَّ الْمَحْيُمُ

ترجمہ:- اور یا ہم ایکید و سرے کی طرف متوجہ ہو کر راتیں گریں گے۔ کہیں گے کہ ہم اس سے پہلے اپنے گھر میں (عذاب سے) ڈراکر لئے تھے۔ اللہ نے ہم پر کرم کیا۔ اور ہمیں دفعہ کی گزی کے عذاب سے بچا لیا ہاں۔ ہم اس سے پہلے اوس سے دعا مانگا کرتے تھے۔ چیز شک وہ احسان گر شو والا اہم بان ہے ۷

**قَدْ كَلِّرْ قَمَا اَنْتَ بِنْعِمَتِ رَبِّكَ**      **مِنَ الْمُتَّقِيْنَ**

ترجمہ:- پس (الحالات میں) اسے پیغمبر تم ان لوگوں کو نصیحت کئے جاؤ۔ کتم اللہ کے فضل و کرم سے نہ کامن ہو۔ اور نہ مجنون ہو (کیا یہ لوگ مبتہاری نسبت) کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے۔ اور تم اس کے حق میں زبان کی گردش کا انتظار کر رہتے ہیں۔ اسے پیغمبر تم کہہ دو۔ اچھا تم انتظار کرو میں بھی مبتہار ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔  
**فَقَبِّرْ جَبْ نِيَا كَيْ لَنْ كَارْ تَحْرِزْتَ**      **كَسْخَتْ زِرْزِ عَذَابِ مِنْ گَرْفَاتِ رَوْنَتِهِ**

تفسیر:- جب نیا کی لن کار تحریز کے سخت زریں عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اور ایمان اسے پرہیز کارڈینٹ دستہ کے ساتھ بڑے بڑے جوں کو پیغمبر مبتہار ساتھان شاندار ہی ہے کہ لوگوں کو نصیحت کئے جاؤ۔ مگر ناصح بنایا گیا ہے۔ ناصح کو سہی زیماں ہے کہ اگرچہ لوگ اوسکی نصیحت تو اعراض کریں کن وہ اوسکی نصیحت و خیر اندیشی سے دستہ برداشت ہو۔ یہ لوگ مبتہار کامن ہوں مجنون کہتے ہیں تو کہنے دو۔ خدا کے فضل و کرم سے تم کامن ہو کہ محض دهم و مگان میں گرفتار ہو کر غیب کی خبریں یتے ہو۔ نکسی دیو و پری کا تم پراش ہے کہ اونچے سکھانے پڑھانے سے یہ باتیں کرتے ہو۔ تم جانتے ہو کہ تمہارے رسول ہو۔ ان باوجود سے دلگیر ہو۔ لہر اپنا کام کئے جاؤ۔ اگر منکر مبتہاری نسبت شاعر ہونیکا وہم رکھتے ہیں اور اسی نئے کہتے ہیں کہ اچھا دیکھو کبھی تو زمانہ کی پیش میں ہائیگا۔ جیسے کہ دنیا میں اس قسم کے لوگ آتے رہے ہیں تو تم ان سے کہہ دو کہ تم میرے خلاف لا اخلاقی گردش کا انتظار کرو۔ میں بھی انتظار کر رہا ہوں کہ تم پر وہ عذاب کہہ دا آتے ہے جسکی خدا خبر و رجھکا ہے۔ اور تم پر ضرور آتا ہے :-

**أَنْ كَانُوا صَدِيقَيْنَ**      **أَهْرَافًا وَهُنَّا كَاحِلَّةٌ مُهُمُّ**

ترجمہ:- کیا انہیں ان کی عقلیں باقی سکھاتی ہیں۔ بیا یہ لوگ سرکش بی ہیں۔ یا کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) اس سنت خود کہہ لیا ہے؟ (ایہ بات نہیں ہے) یہ لوگ ایمان ہی نہیں لانا چاہتے۔ پس اگر یہ سنتے ہیں تو اس جیسا کوئی کلام لامیں ہے۔  
**تَقْشِيرْ كَيْ يَا وَاقِيْيَ عَقْلَ كَاحِلَّمْ**      **لَمْ شَاعِرَ كَيْ مَقْبَلَمْ**

تفسیر:- کیا یہ واقعی ایک عقل کا حکم ہے کہ اسے پیغمبر مبتہار شاعر کہتے ہیں۔ اور قرآن کو تمہارا گہرا خیال کرنے تو یہ انسو سرکش ہیں اور ایمان نہیں لانا چاہتے؟ اسی لئے یہی باتیں بناتے ہیں لیکن اگر یہ حکم اسی عقل کا حکم ہوتا اور تم ان کے خیال کے موافق شاعر ہوئے۔ تو مگر بھی بھی علوم ہونا چاہئی تھا کہ ایک شاعر کے مقابلہ میں اسکا ساکلام پیش کر کے اسے ساکت و معقول کیا جاسکتا ہے۔ جب تک نہیں ہو سکتا۔ تو ظاہر ہے کہ یہ لوگ بڑے سرکش ہیں۔ ایمان تو خود لانا نہیں چلتے اور الزم سے بچنے کے لئے تھمت قسم پر بجائتے ہیں۔ ورنہ اگر واقعی تکویر شاعر ہی جانتے ہیں اور اپنے دعوئے میں سچے ہیں تو آئیں اس قرآن جیسا کوئی کلام پیش کریں۔

آمِ خَلِقَ أَمْنَ عَنِّي شَعْرٌ  
يُسَلِّطِينَ مُبَشِّرِينَ ۝

ترجمہ:- کیا وہ کسی کے پیدا کئے بغیر پیدا ہو گئے۔ یادہ خود ہی خالق ہیں ۵ یا انہوں نے آسمانوں ترجمہ میں کو پیدا کیا ہے؟ (نہیں) لیکن یہ خدا پر تین بھی نہیں لانا چاہتے۔ کیا اون کے پاس تھے رب کے خزانے ہیں۔ یادہ حاکم ہیں۔ یا اون کے پاس کوئی سیہری ہے کہ اوس پر حڑک رکھ کر سن آیا کرتے ہیں؟ پس ذرا اونیں کو کوئی سنت والا کوئی صریح سند تو پیش کرے ۴

تفسیر:- آمِ خلقِ من عنِّي شَعْرٌ۔ مَنْ غَيْرِ شَعْرٍ سے یہ مراد ہے کہ یہ واسطہ خود بخود پیدا ہو گئے ہیں۔ آمِ خَلِقَ الْخَالِقُونَ۔ یا انہوں نے اپنے آپ کو آپ ہی پیدا کر لیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی مختلف بخیر خالق کے نہیں ہو سکتی۔ نورِ مختلف سے ہے وہ اپنی آپ خالق بھی نہیں ہو سکتی۔ اور جو حیز نہ خود بخود پیدا ہو سکتی ہے اور نہ اپنی آپ خالق۔ وہ آسمانوں اور زمین کو کیا پیدا کر سکتی ہے۔ لیکن اگر ان عوالم گوناگون کو دیکھنے کے بعد بھی کوئی خالق عالم اور اسکی قدرت و عظمت کا اعتراف نہ کرے تو اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ حق و صداقت کو انسانی نہیں چاہتا۔

آمِ عِنْدَ هُنْمَ حَزَارِينَ۔ اور جو مختلف اسقدر عاجز ہو۔ ظاہر ہے کہ اللہ کے خزانے اور کیا تغیر نہیں ہو سکتے۔ اور نہ وہ انکا خمار و دار و شہ ہو سکتا ہے۔ پھر اس سے یہ بھینے کا کیا حق ہے کہ اللہ نے فلان ہی کو کسی اپنی نعمت یا اختصاصِ سالت سے کیوں خفوص کیا۔ نہ دو یہی دخوٹی گز سکتا ہے کہ انکارِ سالت کے باب میں وہ سچا ہے۔ اور جیسکی رسالت وہ انکار کرتا ہے اوسے خدا نے رسول ہی نہیں بنایا۔ کیا اسکے پاس کوئی بیڑھی ہے جس پر حڑک وہ خدا کے انکام من آیا ہو؟ اگر کسی کو یہ دعوے ہو تو اسے کوئی دلیل استنبت نہ پیش کرے ۴

آمِ لَمَّا بَنَتْ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ۝

عَمَلِي شَرِکُونَ ۝

ترجمہ:- کیا اللہ کیلئے بیٹیاں ہیں اور بتھارے لئے بیٹے ۶ یا اے پغمبر تم اون سے رسالت کی کوئی اجرت طلب کرتے ہو کہ وہ اوان کے مارے دبے جلتے ہیں ۷ یا انہیں غیر کا علم ہے کہ وہ حکم لگاتے ہیں یا یہ دھوکہ ہی دینا چاہتے ہیں؛ لیکن جو کافر ہیں وہ خود دھوکہ کھائے ہوئے ہیں۔ ۸۔ اللہ کے سوا افسکا کوئی ماوراء معبود ہے؟ یہ جو شرک کی باتیں کرتے ہیں اللہ اون کے پاک ہے ۹

تفسیر:- آمِ عِنْدَ هُنْمَ الْخَيْرِ فَهُمْ يَلَّمُونَ۔ یا کتابوں یعنی میکمون ہے۔ ابن عباس کا قول ہے کہ معنی آیت کی ہے ایس کتابان لوگوں کے بالام ححفوظ ہے یعنی غیر کا علم رکھتے ہیں کہ جوچھہ اوسمیں ہے اوس سے ادیسوں کو خبر دیتے ہیں؟۔ آیات مذکورہ میں علی سیل البیل متعدد تلقیناً

پیس جن سب کا جواب نہیں ہے باستثنے آہُرِ یادِ دُن کیلئے کے کہی ثابت ہے۔ یعنی لوگ اور کوئی بات نہیں ہے دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ لیکن اسکا جواب میاکہ کافر، اللہ اور اوس کے رسول کیا دھوکہ دیں گے۔ وہ خود دھوکہ کھائے ہوئے ہیں کہ غیر اللہ کو اللہ کی شریک تھیں اور عالم کی ذات شریک سے پاک اور نژہ ہے جو

وَإِنْ يَرَوْهُ كُلُّ سَفَّارٍ مِّنَ السَّمَاوَاتِ ۝

ترجمہ:- سادہ اگر یہ کوئی آسمان کا کڑا بھی گراہ ہوادیکھیں تو (ڈرے بجھائے) کہنے لگیں ہے تو ایک تہ بنتی باہل ہے پسی کے بغیر تم بھی انہیں ان کے غال پر پہنچ دو۔ ہمارا کہ کہیجا پہنچاونی کو دیکھیں جسیں کہ انہیں عشق آ جائیگا۔ وہ دن کا انکا کرآن کے پچھبھی کام نہ آیا گا۔ اور کوئی اوسی مدد کو دیکھیں گا۔

وَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ ظَلَمَوْا عَذَابًا ۝

ترجمہ:- اور بالیقین جن لوگوں نے ظلم کیا ہے اون کے لئے اوس (عذاب آخرت) سے پہلے بھی عذاب ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔ اور اسے پیغیرہ تم اپنے رب کے حکم کے موافق صبر کرو۔ کہ تم ہماری نگہداشت میں ہو۔ اور جس وقت کہ (سوکر) اختو اپنے رب کی حمد کی تسبیح کر رہا۔ اور رات کے ایک حصے میں بھی اوسکی تسبیح کرو۔ اور ستاروں کے پیٹھ پھیرنے پر بھی +

تفسیر:- وَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ ظَلَمَوْا۔ یہ مکہ والے جو ظالم و جفا شوار ہیں اور کلام الہی کی کھلی اڑاتے ہوئے بار بار کہتے ہیں کہ آخر دہ عذاب و تواب و حزا و سزا کا دن آئیگا کب؟۔ ان کیلئے عذاب آخرت سے پہلے ایک عذاب دنیا بھی معین ہے جسے یہ خود بھی دیکھ لینگ۔ اگرچہ انہیں سے اکثر کوام کا لیقین نہیں ہے۔ یہ آئت گویا پیشیں گوئی۔ اور رسولؐ کی صداقت کی ایک دلیل تھی جو پوری ہوئی۔ اور مکہ والوں نے بدیا فتح کر کے دن دہ انتقام الہی دیکھ لیا۔ فالصبر الحکم ربک فاتح باحیمنا۔ مشکرین و منکرین سے محضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شائع ہمکر گردش بندگار کے منتظر تھے۔ کہ کسی طرح بھی صلی اللہ علیہ وسلم تپت و خوار ہوں۔ اور ضدر کے مارے ہر دقت ایسی تدبیریں بھی کرتے رہتے تھے کہ اعلاءے کلمات اللہ نہ ہونے پائے۔ بلکہ کفر و شرک ہی غالب رہے جس کے وہ گردیدہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا رہیں یا نصی اور اگاہ کیا کہ اے ہمارے رسولؐ ہمارے حکم کے انتظار میں صبر کر دیجیٹھے رہو۔ تمہارا وہ نہیں بجاڑ سکتا۔ بداندیش انتظار تو بتار حق میں بڑائی کا کرتے ہیں اور جوڑ توڑ چلتے ہیں لیکن تم ان کے شر و کید سے محفوظ رہو گے۔ اور ہمارا عذاب

انہیں نہیں دنیا میں آئکرٹے گا۔ حینَ تَقْوِيمُكَ تفسیر میں وقول ہے۔ اول یہ کہ جہاں کہ مرن یا بیحودہ باہ سے اسختے ہوئے ہمارے نام کی تسبیح کرو۔ یعنی کہو مُسْتَبِحًا نَافَ لِلَّامَ وَسَجَدَ لَكَ شَهَدَنَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ آستَغْفِرُكَ وَأَنُوبُ إِلَيْكَ جیسا کہ احادیث میں یا ہے۔ وہ سرسری یہ کہ جب فرش خواب سے الحوت و ہمارہ نام کی تسبیح کر دی۔ بعض کا قول ہے قیام عن المدام سے ششول نماز ہونے تک تسبیح کے وقت میں تسبیح تقدیس کرتے رہو۔ وَمِنَ اللَّئِي قَسَبَهُ سے نماز مغرب و عشاء کی طرف اشارہ ہے۔ تجھن بڑکہ نماز تجدید کی طرف ایسا ہو۔ وَإِذْ يَأْتِيَ الْجَوْمُ سے نماز منی صبح مراد ہیں جیسیکہ آدیار التجدید و درجت بعد نماز مغرب ہیں ہو۔

### تفسیر سورہ النجم

میں نازل ہوئی۔ امیں پانچ آیتیں نہیں سو ماہی کلمات اور ایکہزار چار سو پانچ حروف ہیں ۱۴۰۵

### بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالْجَمْرُ اذَا هُوَيْهُ — ۰ ۰ ۰ ۰ ۰ ۰ — ریتہ الکبریٰ  
تَرْجِمَة۔ قسم ہے تاسے کی جبکہ وہ ٹوئے کہ لوگوں میں ہار فرقی گمراہ اور بہکار ہو انہیں ہے۔ اور نہ ہو اسے نفسانی سے باشیں بنا آئے (جو کچھ وہ کہتا ہے) وہ نہیں ہو مگر وحی جو اوسکو صحیح جاتی ہے۔ کہ اوس حی کو ایک زبردست قوت و قدر اے حیم (فرشتہ) نے تعلیم کیا۔ پھر اسے اپنے آپ کو پورے جسم میں ظاہر کیا۔ جبکہ وہ اسمان کے کنے سے پراوچی جگہ میں تھا۔ پھر وہ تردد کیا ہوا۔ اور جبکہ امور وہ دو کمانوں کے فاصلہ پر لگایا بلکہ اس سے بھی کم پر۔ پس اللہ نے اپنے بندہ کو وحی بھی جو کچھ کہ صحیح۔ دل نے جھوٹ نہیں کہا۔ جو کچھ کہ اوس نے دیکھا۔ کیا جو کچھ اوس سے دیکھا تم اوس پر اوس سے جھکھل رہتے ہو۔ حالانکہ اوس نے اسکو دیتے ہوئے سدراۃ المنتہیٰ کے پاس دوبارہ بھی دیکھا۔ جسکے پاس ہی ہنسنے کی جگہ بہشت ہے جیکہ سدراۃ پر چھایا ہوا تھا۔ جو کچھ کہ چھایا ہوا تھا۔ نہ اوسکی نگاہ بہکی۔ نہ اچھی۔ بالیقین اوس نے (یقین بہتر) اپنے رب کی بڑی بڑی اقدت کی نشانیاں دیکھیں۔

تفسیر۔ والنجم اذا هويٰ قسم ہے اور ماضی صداح جکم و ماغوی جوابتم ہے مطلب ہے کہ تجم کی قسم ہے لوگوں میں ہار اصحاب و پیغمبر گمراہ اور بہکار ہو انہیں ہے کہیکی بہکی ہنسنے کرتا ہو۔ وہ حق و صواب پر ہے۔ جو کچھ کہتا ہے حق و صواب کہتا ہے۔

والنجم اذا هويٰ کی تفسیر میں فسیرین کا اختلاف ہو۔ ابن عباس کا قول ہے کہ تجم سے ثریا مراد یونکہ عرب ثریا کو تجم کہتے ہیں۔ چنانچہ اونکا مقولہ ہے اذا اطلع النجم عشاً ابتعى الراعی کسل حدیث میں بھی جواب بہرہ سے مرقوں ماروی ہے کہ ما اطلع النجم قطعاً في الأرض من العاشر

**شئ الارفع۔** یعنی جب بخجم کا طلوع ہوتا ہے اگر اور وقت زین پر کوئی بخاری ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اوسے احتجایتاتا ہے۔ اس سے یہی علوم ہوتے ہیں کہ بخجم سے مراد خریا ہے۔ اور ہلویت بن بخجم کو مراد دسکا سقوط و غروب ہے۔ احوالت میں تجسس یہ ہو گا کہ ڈوبتی ہوئی خریا کی قسم۔

ابن عباسؓ ہی سنت یہ بخجم روایت ہے کہ والبزم اذا ہوئے کے معنی ہیں بخجم بخجم۔ یعنی ٹوٹتے ہوئے تارے کی قسم۔ بعض کا مقولہ ہے والبزم اذا ہوئی سے قیامت کردن کے تارے مراد ہیں۔ جو اوسدن بچھر جائیں گے۔ بعض بخجم سے قرآن مراد یہ ہے ہیں کہ بخجا بخجا میں سال میں نازل ہوا۔ یہ قول بخی ابن عباسؓ ہی کی طرف مشوب ہیں۔ اگر شاید صرف بخجم کے یعنی منسوب ہونگے۔ تک آیت کا مفہوم بعض بخجم سے وہ روئید کی مراد یہ ہے ہیں جیسے تنا نہیں ہوتا۔ اور ہلوی سے اسکا جگہ اور گزنا۔ جیکیسو کو کر کر چی کھڑی نہ رہ سکو۔ بعض کا قول ہے کہ بخجم سے خود رسول اللہ تعالیٰ ایشانیہ وسلم مراد ہیں۔ اور ہلوی سے مراد ہے مراجع سے واپسی کا عالم۔

ظاہر ہے کہ یہ اقوال باہم کی قدر مختلف ہیں۔ بخجم و ہلوی کے جو جو معنی ہو سکتے تھے وہ سب یہاں فہرست کی ہے کسی طلاق سے بیان کردئے ہیں حقیقت اللہ جانتا ہے۔ ہرنہتر نے اپنے نداق و قہم کے حوالی میں ایک معنی تعدد کر دئے ہیں۔ میرے نزدیک بروطتر معنی یہاں ٹوٹتے ہوئے تارے کو ہیں۔ کہ اُسوقت معمول سے زیادہ روشنی ہوتی ہے۔ جو دیکھتا ہے اوسے اوسکی روشنی میں شک و شبہ نہیں ہوتا۔ جیسے نہ دیکھا ہو چاہے وہ اوسکی روشنی سے انکار ہی کیوں کیا کرے۔ آیت میں کربجی افق و عنیہ کا ہے اسلئے بظاہر یہی معنی مراد علوم ہوتے ہیں۔ چونکہ سورۃ میں آکے بڑھ کر ایسے حالات بیان ہوئے ہیں جنکو تارہ ٹوٹنے کی روشنی سے بہت کچھ مناسبت ہے۔ اور جنہوں نے اس جلوہ کو نہیں دیکھا اونجی طرف سر شک و شبہ کئے جانیکا اندر یہ سمجھا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ پہلے ہی ٹوٹتے تارے کی مشابہ الکیفیۃ حالت کی قسم کھالی۔ اور بچھر فرمایا کہ لوگوں کو متہارا صاحب فیضیہ زکا ہوا اور گراہ نہیں۔ کہ میکی ہیکی باتیں کرے۔ وہ سچ سچ کہتا ہے اور کہے گا۔ اعدا میکی ہیکی نہیں نہ کرنیکی ہی لیل نہیں کہ وہ خود ہر کا ہوا نہیں ہے بلکہ ذی عقل و صاحب ہوش ہونیکے علاوہ جو کچھ کہتا ہے ہوا نفس سے بالاتر ہونیکے علاوہ شخص و حی کی موافق کہتا ہے وہ اینطق عن المهوی انہو الدوھی یعنی عَلَمَة شَدِيدُ الدُّقُونِ دُوْمَرَةٌ فَاسْتَوْى۔ وہ وحی اوسے ایک زبردست قتوں والا۔ کامل الخلقتہ (جیم) تعلیم دیتا ہے۔ ذو مردہ بمعنی صاحب قوت بھی آیا ہے۔ اور ابن عباس نے اوس کے معنی اجھی صورت والا بیان کئے ہیں۔ اور بعض نے طویل الخلقتہ بھی۔ پہلے معنی چونکہ وہی ہیں جو شدید الدُّقُونِ

یعنی اسلئے ہم نے وہ اختیار نہیں کئے۔ تبیرے مصنی اختیار کئے ہیں۔ جو شدید القوی سے مناسب رکھتے ہیں۔ اگرچہ خوش تنظیر بھی مر بوڑھا ہو سکتے ہیں۔ فاستوں سے کم عینی جو مفسرین نے بیان کئے ہیں وہ میں آگے بیان کروں گا۔ گرمیرے نزدیک الہام سے کلام جدید نہ ہو بلکہ شدید القوی ذمی مرتۂ پر تصریح ہو تو زیادہ مناسب ہے یعنی چونکہ وہ شدید القوی اور حسیم ہے۔ اسلئے وہ مستویٰ الخلقۃ یعنی عظیم الوجود ہے۔ اور وہ بالافق الاعلیٰ بھی اوسی کی صفت یا عالیٰ قرار دی جائے یعنی افق اعلیٰ اسکا مسکن ہے۔ اس حالت میں یہ کو صاف معنی جو بادتے تامل فہریں میں جاتے ہیں اور نقل دروازت کے محتاج نہیں ہوتے۔ یہ ہوئے کہ یہ پھیرے گمراہ وہ بکا ہو انہیں۔ نہ ہوائے نفس سے باقی کرتا ہے۔ بلکہ جو کچھ کہتا ہے وہ ہماری وحی ہے۔ جو ہم اوسے بھیجتے ہیں اور ہمارا ایک سول و فرشتہ جو زبردست قوتوں والا بڑے حجم والا ہے۔ یعنی عظیم الوجود اور افق اعلیٰ اسکا مقر ہے ہماری طرفتے جاگر ہماری دھی اوسے تعلیم کرتا ہے۔

ثُمَّ دَنَى فَتَدَنَى هَذَا كَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوَادِيَنِ ۖ يَعْنَى أَرْجُهُ اوسکا مسکن و مقر افق اعلیٰ ہے لیکن جب ہم اوسے دھی دیکر بھیجتے ہیں تو پھر وہ پیغیر سے نزدیک ہتا ہے۔ اور قریب تر جھلتا ہے۔ فکان قاب قوسین اوادین یا ہانتک کہ وکمانوں یا اس سمجھی کم فاصلہ پر ہجا تا ہے قادحیٰ إِلَى عَبْدِكَمَا أَوْحَى ۗ اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے اس نہد کو جو سکھنا پہنچانا ہوتا ہے پہنچتا ہے۔ اور وہ ان حالات کو دیکھتا رہتا ہے۔ مَالَذَّبَالْفُؤَادُ مَا رَأَى جو کچھ اوسکا دل دیکھتا ہے اوسیں وہ افلاطی پر ہیں۔ اور جب دل غلطی و خطای پر ہیں تو جو کچھ اب وہ کہتا ہے اوسیں بھی کذب دروغ نہیں ہوتا۔ کیا تم اوسکا اس مشاہدہ پر بھی جو اونٹے دیکھا۔ خسیش اوسکے دل نے خطای کی۔ نہ اسکے بیان میں زبان جھوٹ بولا۔ جھگڑتے ہو۔ اور کہتے ہو جھوٹ بولتا ہے۔ حالانکہ اوسے ہمارے اس شدید القوی حسیم۔ عظیم الوجود ساکن افق اعلیٰ ناک کو اس شان کر ساختہ اسی فرمہ نہیں بلکہ ایک فریضی بھی اترے ہوئے سدۃ المنشی کے پاس دیکھا ہے۔ وَلَقَدْ رَأَاهُ تَرْزُلَةً أَخْرَى ۚ لَعَنَّهُ سِدِّلَةُ الْمُشْتَهَى ۝ وَسِدِّلَةُ الْمُنْتَهَى جسکی شان ایک خاص شان ہے۔ جسکے پاس ہی جنت ہے۔ اوس نے مکر یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ پھر گناہ کی غلطی کیسی۔ ما زائعَ الْبَصَرِ وَمَا أَطْفَلِ اور انہیں یا توں پر کیا منحصر ہے۔ اوس نے اپنے رب کی قدرت کی بڑی بڑی یا قیاس دیکھی ہیں۔ لَقَدْ رَأَى مِنْ أَيْتٍ رَّبِّهِ الْكَبْرَیِ ۝

یہ ہے مذکورہ بالآیات کا مر بوڑھ و سلسہ طلب بیان جو میں محسن سیاق قرآن سر صحیح سکا ہوں۔ اور اپنا ہمارے اتنا صاف صحیح ہے کہ اگر ان آیات کو معنی کو ردیاں تو فاسد پر بوقوف مخصوص رکھا جائے تو یہی ان کے

معنی ذہن میں نہیں گے۔ باہر یعنی جو باقیں شخص روایت میں بحاج کے متعلق مفسرین نے ان آیات کو ذہن میں بیان کی ہیں یہ فرماداون سب کامن اور بھی نہیں۔ ہم بعض کے خود خلاف پڑتا ہے لیکن وہ خود مفسرین میں مختلف فیسے میں جیسا کہ آئے معلوم ہو گا۔ میر نے یہ اپنا تم اسلئے اذل میں بیان کر دیا ہے اسکے خلاف مفسرین کے چکروں میں پڑھنے والی کافرین پریشان نہ ہو۔ اور وہ کافی فرموم بیان ہی تک ہے پہنچ سکے۔ اب مفسرین کی مختصر تفسیر شدی۔ والحمد لله اذا هبھی کے متعلق اقوال بیان ہو علیک۔ ان هو الا دھی تیوحی۔ عملہ شدید القوی۔ ذومۃ تک کی بھی وہی تفسیر ہے جو کافی طبقی اس لئے فاستو سے سے شروع کی بات ہے۔

**فَاسْتَوْيَ اللَّهُوَ بِالْأَوْقَعِ الْوَعْنَى۔** شدید القوی ذومۃ یعنی جبریل علیہ السلام جبکہ وہ یعنی محدث صلی اللہ علیہ وسلم بحاج کی رات کو افق اعلیٰ یعنی طبع شمس کے قریب تھے۔ اپنے اپنی اصلی صورت میں متخلص ہوئے۔

اس قول میں ہو سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ مراولی ہے۔ اور اسی سے یہاں بحاج کا التصور بانداہ ہے۔ گردو سر اقوات ہے کہ ہو سے کنایہ ہے جبریل علیہ السلام کی طرف۔ اس حالت میں معنی آیت کے یہ ہونگے کہ جبریل علیہ السلام جبکہ وہ افق اعلیٰ میں تھا اپنی عظیم الشان اصلی شکل میں متخلص ہوئے۔ کیون اصلی شکل میں متخلص ہوئے۔ اسلئے کہ وہ محدث صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آؤ یوں کی صورت میں آیا کرتے تھے۔ جیسے کہ اور انبیاء کے پاس آتے رہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے اپنی اصلی صورت و کھانکی اخراج است کی۔ چنانچہ وہ دو فضائی اصلی صورت میں ظاہر ہوئے۔ ایک مرتبہ زمین پر اور ایک مرتبہ آسمان پر جبز میں نیز ظاہر ہوئے۔ اوسی کی طرف یہ مغل افق اعلیٰ سے اشارہ ہے۔ اور افق اعلیٰ سے مراد ہے جاہلی شرق۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرار میں تھے کہ جبریل علیہ السلام مشرق کی طرف کی تواریخ ہوئے۔ اور افق کو اپنے مغرب پر حاکم یا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غش کھا کر گرپڑے۔ اب جبریل آدمی کی صورت بنکر خود میں حاضر ہوئے اور آپ اپنی چھاتی سے لگایا۔ اور چڑھ مبارک سے غبار پوچھتے ہے۔ یہی معنی ہیں دنی فتنہ کی کچھ کم خلاف تھا۔ کہ صاحب خازن لکھتے ہیں کہ شردی فندی فکان قاب قوسین لا ادقی می تفسیر میں علماء امت کا اختلاف ہے۔ چنانچہ مسرور ق بن الاصح سے روایت ہے کہ میر نے عالیٰ رحمتی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی نیت کی بابت سوال کیا۔ اونہوں نے کہا کہ جبریل علیہ السلام محضرت کی پاس

عوامی کی صورت میں یا کرتے تھے۔ اس فہرستی صلح صورت میں ہے۔ اور حکم افتخار کو ڈھک لیا۔ اور زین حبیش ابن سعود سے آیہ فکان قاب قوسین۔ اور مالک بن المقادی۔ اور مالک بن القواس۔ اور مالک بن عاصی۔ اور مالک بن عاصی کے باب میں روایت کی ہے کہ انحضرت نے ویکھا جبیریت کے ۴۰۰ باروں میں۔ اور کہ وہ اپنی صلح صورت میں بخواہ رہے تھے۔ .. غرض از صورت میں معنی آیت کی ہے جو کہ جبیری علیہ السلام زین بن کے افتخار میں اپنی صلح صورت میں ظاہر ہوئے۔ بعد انحضرت علی اللہ علیہ وسلم سے نزدیک ہوئے۔ اور اونچی طرف جھیلے۔ اور دو بار وحکماً کو کم فاصلہ پر رہ گئے۔ یہی قول ابن عباس۔ حسن و قاتاہ کا ہے۔ گرل بعض کا قول ہے کہ دنی قدرتی کو انسان اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ یعنی اللہ نے زدیک ہوا۔ اور انحضرت کی طرف ہجھکا۔ کہ حدیث المراجع میں شرکیت میں عبید اللہ کی روایت میں آیا ہے وہ ناجیہار رب النعم قدرتی حصہ کان منہ قاب قوسین اوادیتی ہی روایت ابی سلمہ نے ابن عباس سے بھی بیان کی ہے۔ گرل بعض کہتے ہیں دنی خود رسول اللہ کی طرف ہے۔ کہ آپ سلیمانی المراجع کو پہلے اللہ سے نزدیک ہوئے۔ اور پھر بعدہ میں گرل پرے کی ہی معنی قدرتی کے ہیں۔ اور اسی وقت فیما بین قاب قوسین اوادیتی کا فاصلہ تھا۔ یہ بھی ابن عباس میں ہے روایت ہے۔ فَأَوْحَى إِلَى عَبِيْكَ مَا أَحْسَى۔ یعنی جب فیما بین یہ فاصلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ علیہ وسلم کو وجودی کرنا تھا وہی کیا۔ مگر ابن عباس میں ہے روایت ہے کہ جبیری علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف کے وقوع پڑھا۔ مالک بن القواد ماذانی۔ کذب کی قرأت بالتشدید یہ بھی ہے اور تخفیف بھی۔ اگر تشدد ہو تو معنی یہ ہے کہ جو کچھ ہے تو دیکھا دل نے اور نہیں جھبٹلایا۔ یعنی وہم و گمان ہونے کا خیال ہے ایسا اور اگر تخفیف پڑھیں تو معنی یہ ہونگا کہ دل نے جو کچھ دیکھا اور نہیں کچھ جھوٹ نہ کہا۔ یعنی غلطی ہے کی۔ جو حقیقت ہے وہی دیکھی۔ دیکھا کیا تھا۔ ابن عباس وابن حمود اور عائشہؓ کا قول ہے کہ جبیری علیہ السلام کو دیکھا۔ گرل بعض کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا۔ اس کے آگے یہ بحث شروع ہو جاتی ہے کہ اگر انحضرت صلحی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھی۔ تو دل کی انکھوں سے دیکھایا۔ انہیں انکھوں تو دیکھا۔ انس بن مالکؓ حسن۔ علیہ السلام وابن عباسؓ کا یہی ذہب ہے۔ گرل عائشہؓ سے مردی ہے کہ انحضرت نے اللہ تعالیٰ کو برائی لیتھیں دیکھا۔ بلکہ جبیریؓ کو دیکھا تھا۔ ابی ذرؓ بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ یہ نہ رسول اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا آپے اللہ تعالیٰ کو دیکھا، ارشاد فرمایا۔ تو بھی کہیں دیکھا جاسکتا ہے۔ افتمارونہ علی مایری۔ یعنی جو کچھ رسولؓ نے دیکھا اور سکے بارہ میں شک اور مجادل کر رہے ہو۔ لیکن اس مجادل کی تو عنصیر یوں کی کہ شکر دل نے مراجع کے بارہ میں مجاہد کر رہے ہوئے کہا کہ فدا ہے۔

بیت المقدس اہداوس کے راستے کا تو حوال بیان کرو۔  
 ولقد رَاهُ نَزْلَةً أُخْرَى۔ تم اوس کے ایک دفعہ دیکھنے پر مجادلہ کرتے ہو۔ حالانکہ اوس نے  
 اوسے دوسری دفعہ بھی دیکھا۔ پھر کہا ہے کہ یعنی جبریل علیہ السلام کو صلی صورت پر دوسری مرتبہ  
 آسمان کو اترتے ہوئے سدۃ المنشی کے قریب دیکھا۔ نزلہ کے بارہ میں بھی اختلاف ہے۔ ابو ہریرہؓ  
 کا قول ہے کہ آپنے جبریل علیہ السلام کو اترتا ہوا دیکھا۔ مگر ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ سخنپرستؓ نے خود  
 معراج سے اترتے ہوئے جبریل علیہ السلام کو سیدرہ کے پاس دیکھا۔ عند حاجتہ الْمَادِی یعنی مقام  
 جہاں جبریل علیہ السلام اور دیگر ملائک پہنچتے ہیں۔ یا شہدا کی پاک ارواحیں۔ اذْيَغْشَى السَّيْدَرَةَ  
 مَا يَغْشَى جَبَّرِيْلَ وَ پُرْجَنَّا بِإِلَهَنَّا جَبَّرِيْلَ وَ لَقَدْ كَانَ مَسْعُودٌ كَهْتَنَّهُ ہیں کہ سنہری پروائے اور ملائک بصورت  
 طیور اوسکے گرد اڑ رہے تھے۔ مَانَاعَ الْبَصَرَ وَ مَا ظَغَى۔ یعنی رسول اللہؐ ملکشی باندھے ہوئے  
 حضرت جلالؑ کی طرف دیکھتے ہے۔ اور ہر ادھر نگاہ نہ پھیری۔ لَقَدْ دَأَى مِنْ أَيْلَتِ رَبِّهِ الْلَّا بِرِ  
 یعنی رسول اللہؐ نے معراج کو جانے اور اپنے لئے بڑی بڑی طریقے، اللہ تعالیٰ کی آیات قدرت کا مشاہدہ  
 کیا۔ مثلاً جبریل علیہ السلام کو صلی صورت میں دیکھا۔ کہ جھپٹسو بازو رکھتی تھی۔ پھر انہیں طالب کو  
 یوں بیان کیا ہے۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ سلف و خلف میں اس باب میں اختلاف ہے۔ کہ آیا بنی  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ المعراج کو اپنے رب کو دیکھا تھا۔ یا نہیں۔ عائشہؓ اس سے انکار کرتی ہیں۔  
 جیسا کہ صحیح مسلم میں آیا ہے۔ اور یہی مذهب ایک اور جماعت کا ہے۔ اور ابن سعوڈ کی طرف منسوب  
 ہے۔ محدثین و تکلیفیں کی ایک جماعت بھی یہی کہتی ہے۔ لیکن ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ سخنپرستؓ نے  
 پروردگار کو اپنی انگھوں سے دیکھا۔ اور یہی ابی ذرؓ۔ کعب و حسن و عیزہ کا مذہب ہے۔ ابن سعوڈؓ  
 سے بھی قول اول کے علاوہ ابن عباس کا مذہب منقول ہے بلکہ ابو ہریرہؓ و احمد بن حنبل سے بھی۔  
 صوفیک جماعت بھی حسن سے رویت کے وقوع کو نقل کرتی ہے۔ لیکن ہمارے بعض شاخچنے اس یا  
 میں توقف کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ وقوع پر کوئی واضح دلیل نہیں ہے۔ لیکن رویت جائز و ملکن ہے۔  
 موسیٰ علیہ السلام کا ماتحت ادینی کہہ کر دیدار کا سوال کرنا اسکی دلیل ہے کیونکہ نبی جائز و محال کے علم  
 سے جاہل نہیں ہو سکتا۔ اسیں بھی اختلاف ہے۔ کہ لیلۃ المعراج کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار جانا۔  
 باری سے کلام کیا یا نہیں۔ اشعری اور تکلیفیں کی جماعت اثبات کی قائل ہے۔ اور اس قول کو  
 جعفر بن محمد اور ابن سعوڈ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اسی طرح دلتی فتدتی میں بھی اختلاف ہے  
 اکثر کہتے ہیں کہ دن و نو اور تدبی رسول اللہؐ اور جبریلؓ میں قسم ہے۔ بعض نے ایک ساختہ مخصوص

# عرض حال

1358 69

الحمد لله ثم الحمد لله كذا سالہ ما سال کی محنت بفضلہ تعالیٰ و کرمہ آج ٹھکانے  
اگئی۔ یقشیر کتابی شکل میں شایع ہونے سے پہلے کچھ عرصہ ماہوار رسالہ کی صورت  
میں چھپا جاتی رہی۔ اور اس کا پہلا نمبر جولائی ۱۹۰۷ء میں شایع ہوا تھا۔ اب  
یہ آخری جلد جون ۱۹۱۹ء میں ختم ہوتی ہے۔ یعنی پوچھے بارہ سال کے عرصہ میں  
یہ کاراہم منزل تکمیل کو ہنچا۔

تفسیر القرآن کو مرتب و مدون کرنے کی ضرورت اور اس تفسیر کی خصوصیات ہیں  
جلد وں کی عرض حال میں مشرح بیان ہو چکی ہیں۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ مختصر یہ کہ  
اسے زمانہ حال کی صورت یات کو پیش نظر رکھ کر اس طرح سے ترتیب دیا گیا ہے۔ کہ کسی  
اسلامی فرقہ کی ولاء زاری نہ ہونے پائے۔ مگر ساختہ ہی صراط مستقیم کو کہیں ایک لحظہ کے  
لئے نظر انداز نہیں ہونے دیا گیا۔ اپنی جملہ خوبیوں کے لحاظ سے یہ بلاشبہ  
بعید میں تفسیر ہے۔ اور حداودندلکم کا مزید شکر ہے۔ کہ قوم اور علمائے ملت نے بھی  
اس کی صورت دانی فرمائی ہے۔

اس آخری جلد کے بڑے حصہ کی تیاری میں مجھ پنے محب قدیم جناب رسولوی عبدالرحمٰن ضا  
پر و فیض عربی وہلی کالج سے قابل قدر مدد ملی ہے۔ جس کے تلاشیں ان کا دلی شکر یہ ادا  
کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ ال العالمین ہم مسلمانوں کو پنے صبیب پاک کی طفیل  
اسم باسمی سلام نیئنکی توضیق عطا فرمائے۔ آمين ثم آمين۔

اطلس

بندہ محمد انشا اللہ عفی عنہ مالک و ایڈیٹر خبار وطن لاہور۔

۱۳۲۶ھ مطابق ۳ جون ۱۹۱۹ء

کیا ہے۔ یعنی جونز دیک ہوا وہی قریب تر کو مجھکا۔ پھر تمہیں بھی کہ یہ دُقُودِ مدنی کہاں سے تھا۔ آیا  
سدرہ سے یا کیا؟۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ بن حسن۔ محمد بن عقب۔ جعفر بن محمد وغیرہ کہتے ہیں کہ یہ دُقُود (نرڈیکی)  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جناب باری کی طرف واقع ہولی۔ اگر انہی طرف تکی جائے تو اس  
حالت میں یہ الفاظ قابل تادیں ہوں گے۔ اور اوس سے مراد اپنے فضل فرم کا انہیار ہوگا۔

یہ توضیح عیاض کے بیان کا خلاصہ ہوا۔ اسکے بعد اور طولانی بخشش شروع ہو جاتی ہیں۔ جو  
گوناگون اختلافات سے پڑھیں۔ ہم ان سب کو فصل کر دیتے۔ لیکن اسکے سوا فائدہ نہیں ہے کہ پڑھنے والا  
ایک فہم سخت چکر میں ٹھیک ہے۔ اور بھول بھلیاں سننکلنا دشوار اعلوم ہونے لگے۔ اسلئے میں انہیں غیر  
ضروری سمجھ کر حجوڑے دیتا ہوں۔ لیکن کم از کم اتنا کہدیتیا ضروری ہے کہ اگر ان تمام اختلافات کو رواۃ  
کی طرف منسوب کر کے آیات کی تفسیر کے باب میں ازاول تا آخر جد اگانہ سلک فام کئے جائیں تو صرف دو  
سلک ہجاتے ہیں۔ اول یہ کہ مذکورہ بالآیات معراج سے متعلق ہیں۔ دوسرے یہ کہ تمام تر آیات معراج  
سے متعلق نہیں۔ میرے نرڈیک یہی قوی ہے۔ یعنی دنیا فتنہ لی فکان قاب قوسین اور ادنی  
فادھی الی بعدی ما وحی ما انہ ب المقامات مارائی۔ ان آیات کو واقعات معراج سے کچھ تعلق نہیں۔  
بلکہ جبریل علیہ السلام کے آنے اور وحی پہنچانے کی ایک حالت کا ذکر کوئی نہیں۔ البتہ ولقا نہ نزلہ  
آخری۔ عند مددۃ المنۃ کی سے بیان المراج کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ کہ آپنے یہی ترہ  
جبریل کو انسان سے مدد کی پاس اوسیات کو دیکھا تھا۔ چونکہ رویت شانی میں شبہ کیا جا سکتا تھا۔ یا  
کہے جانیکا احتمال تھا۔ جس کا بیان خصوصیت کے ساتھ اس سورہ میں ہوا ہے۔ رویت اول کامی  
ضمہنا ذکر کر دیا گیا۔ کہ مس نظر کے دیکھنے کی یہی نوبت نہیں۔ اس سے پہلے بھی دیکھی اور دکھائے چکی  
ہے۔ اور بھی کیا۔ اس سے بھی بڑی بڑی آیات قدر تدیکھی ہیں۔ یہی وہ فہموم ہے جو میرے نے راویوں کی  
رواہتوں اور مفسرین کی راؤں کے اختلاف سے قطع نظر کے محض سیاق قرآن کی پیش نظر کھکھ کارول  
میرا جالا لکھ دیا ہے۔ جو کچھ اختلاف سے وہ صرف فاسنتوی کے معنی میں ہے۔ اور بس۔ میرے  
اس بیان سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ بیان کے متعلق جو حالات در راویات مفسرین نے ان آیات  
کے ذیل میں بیان کئے ہیں۔ وہ معتبر نہیں۔ بلکہ مطلب صرف اتنا ہے کہ اون کے بیان کا مدل نہیں۔ اونکا  
مدل اور ہے۔ یعنی بیان کے ہیں۔ وہ معتبر نہیں۔ آیات مذکور انصہر سے میرے نرڈیک  
یہ ربط نہیں کھاتے۔ جیسا کہ سلف کی ایک جماعت بھی اسکی قائل ہے۔ واللہ عالم بالقصواب +  
اَفْرَأَيْتُمُ اللّٰهَ وَالْعَزٰى - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵

حکمہ جمیعہ میں لوگوں کی تھیں لات و عزی اور کچھ تیسرے مناہ کو بھی دیکھا۔ کیا بتا رے لئے بیٹھے اور  
اللہ کی سیکھی بیٹھیں! یہ تو نام منصفاً و القسم ہوئی۔ یہ (بُت) کچھ بھی نہیں نہ سے نام ہیں جو تم  
اور بتا سکتے ہو تو نہ کھلے گئے ہیں۔ اسکی لکھتی تو کوئی محبت نہیں آتا۔ یہ لوگ صرف اکیان اور  
نسیں کی خواہیں کی پیروی کرتے ہیں۔ حالانکہ اونکی پاس اونکے رب کی طرف سے ہر ایت آجھی ہے ۵۰  
جو کچھ آدمی تھا میں کرتا ہے کیا وہ اکٹلی ہیں۔ آخریت اور دنیا سے اللہ کی کی ہے +

**تفسیر انواریم اللذات والعزی وصفوت الشالۃ والاخیری** تینوں عرب کے نبیوں کے نام ہیں  
جیکو دو عشر کیوں اپنا معبود بنائیں کیوں جمعتے تھے۔ اور نیم خود اون کو نام بھی اللہ کے ناموں سے تراشے تھے  
اللہ سے لات = اور خریز سے عزی = یا اندر کی معرفت = لات قریش کا معبود تھا۔ اور عربی عطفات  
کا۔ اور مناہ خڑا کا مطلب آیت کا ہے کہ مشکرو۔ تم ان بتوں کو بوجتنے ہو۔ اور اون کے نام  
بھی پر عزم زرد اللہ کے جوڑ کے رکھ لئے ہیں۔ لیکن تم نے کبھی انکی حقیقتہ اور خدا کی پرجی عزیز کیا؟ کیا معبود کو  
ایسا ہی کنکر تھا اور عاجز ہونا چاہیے؟ جیسے کہ ہیں، یہ تم نے کبھی نہیں کیا کہ ان عاجز تھوڑوں کو معبود  
اور اللہ کا شرک بنا لیا ہے ملک اللہ کے حق پر دوسری ملکیتی کرتے ہو۔ ایک طرف انکو اور کاٹرک  
چیڑیا۔ دوسری طرف کہتے ہیں کہ فرشتہ اللہ کی دلکشی ڈیکھیں ہیں۔ کیا خوب۔ ارشکے نو تھاںے حصہ میں اون  
لکھیں۔ جیسا کہ اپنی کمر وہیں ہے اور جیسے نام تک سے بتا رہی صورتیں اتر جاتی ہیں وہ اللہ کے حصہ میں  
الکھڑا کر دے لے اے تھی تامک اذائقہ تھی خیری =

اَنْهِيَ الْأَمْهَادُ سَمِيعٌ وَهَا يَجِدُكُمْ نَعْمَلُ مَعْبُودِيَا یہے ملک اللہ کے سر نام دستے ہیں  
یہ فرض کلتے ہیں حقیقتہ ہیں۔ آج تک انہوں نے کبھی کچھ کر کے بھی دکھایا ہے یا اللہ کی نے اونکو معبود  
اور شرک کے بوبتیت ہوئی کوئی سند و دلیل نازل کی ہے۔ جیکی بنابر اونکی پرستش حق بجانب  
سلکے نہیں۔ شریعہ کچھ کرتے کیا آئی ہیں ذالکی اونکی عبادت و پرستش اور عبود ہوئی کا حکم دیا ہے صرف  
نہیں ادنیں اپنی اور جو اپنے نفس ہے جسنو تکرکماہ کیا ہے۔ اُن سبعوں نے الکاظم =

اَنَّ الْإِنْسَانَ مَا تَمَىَ۔ جیسے یہ ثابت ہو کہ ان بتوں کو تم نے محض ہواۓ نفس اور ہم جاں  
پیدا کر رہے ہیں معبود میں یا ہم سے ارادہ خیال کر رہے ہو کہ یہ بتا رے کام آئیں گے۔ خدا کے یہاں بتا رے سفارت  
کرنے ہیں اور کریمیک قردا یہ بھی سوچ کہ کیا آدمی ول ہیں جو بتا کرتا ہے وہ پوری ہوئی جاتی ہے  
نہیں۔ شریعہ اور بہبیاد تھا میں کبھی پوری نہیں ہوا کریں۔ بر قو، نکامتہا رے کام آتا اور وقت پر  
سفارش کرنا بھی معلوم۔ یہ تو پچھر کے بُتھی ہیں کسی کی شفاقت بھی نہیں کر سکتے۔ فرشتہ بھی جنہیں تم

اپنے زخم میں اللہ کی بیٹیاں کہتے ہو۔ ہماری جانب میں کسی کی شفاعت ہماری اجازت و مرمنی کے بغیر نہیں کر سکتے۔ اور نہ کر سکیں سمجھے:

**وَكُلُّ دُّنْيَا مَلَكٌ أَعْلَمُ بِمِنْ أَهْتَدَ إِنْ**  
**تَرْحِيمَهُ - آسمانوں میں بہت سی فرشتے ہیں کہ اونچی شفاعت بھی کچھ کام نہیں آتی۔ گرائیں بعد کے اللہ جبکی تدبیت چاہے شفاعت کی اجازت تو اور پسند بھی کرے۔ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہی ذرشنوں کوڑا کیاں کہتے ہیں ۵ حالانکہ انہیں اسکا کچھ علم نہیں ہے ۵ وہ تری ٹھکانے چلتے ہیں۔ اور اصل حق کے باب میں فرمایا کہ ام انہیں ۱۵ سے پھر جو ہماری یاد سے روک دالی کرے۔ اور دنیا کی زندگی کے سوا اور کچھ جانتا ہی نہ ہو۔ تم بھی اسکی طرف سفر روک دالی کرلو۔ انکا مبلغ علم ہی ہے -**  
**بِالْقِدْرَةِ تِيْرَابُلَانْ لَوْكُونْخُوبْ جَانَتْا ہے جو اُسکے راستے سُرْجَکَے ہوئے ہیں اُنکو بھی خوب جانتا ہو جو ہر ایسا یہیں**  
**وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ - بِمِنْ الْهَقَامِ**

ترجمہ: اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں اللہ کی کا ہے۔ اسلئے وہ جنہوں لڑ بڑے کام کئے انہیں ویسا بد لعلے گا۔ اور جنہوں لڑ اچھے کام کئے انہیں بلا بھی اچھا دیکھا جو بڑے بڑے گناہوں اور تشریفات کا مول سمجھتے ہیں گرچھوئے چھوئے گناہ (کبھی) کر گزستے ہیں تو اسے سنبھالا گا (کہ تھا رابطہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم کو اون قدر قوت سے جانتا ہے کہ اس سے تکوٹی سے بنا یا اس جیکہ تم اپنی ماوں کے پیٹ میں بچے کھے۔ اس کم اپنے آپ کو پاکیزہ نہ جانا کرو۔ پرہیز گاردن کو دہری خوب جانتا ہے۔

**لَقَسِيرُ لَيْلَجَزِيَ الَّذِينَ لَا تَعْلَمُونَ خَالِدَةَ آيَاتِ الْأَيْمَنِ**  
**سَلَلَ عَنْ سَيِّدِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْ أَهْتَدَى**  
**وَمُطْلَبُهُ ہے کہ اللہ بد کاروں اور نکوکاروں کو جانتا ہے۔ اور زمین اسماں میں جو کچھ ہے وہ بھی سب اسی کا ہے۔ اسلئے وہ راکیں کو اس کے کردار کے موافق بد لے دے گا ۴**

**آلَّا ذِيْنَ يَحْجُّتْ نَبُوْنَ -** کردار کے موافق بد لے جائیں سے ظاہر ہوتا تھا کہ بڑے بڑے نیک کو دار کو بھی اونکی ذرا ذرا سی بھی کی سزا بھگتی پڑے گی۔ مگر اللہ کو یہ سنتلوں نہیں کہ ذرا ذرا سی بات پر گرفت کرے اسی لئے اس نے فرمایا کہ جو لوگ بڑے بڑے گناہ ہوں۔ اور کھلی کھلی خوش باتوں سے بچیں گے۔ اون سو کچھ چھوئے چھوئے گناہ ہو بھی گئے تو اللہ اپنی رحمت و غفرت سے انہیں معاف کر دیکھا ۵

اٹم دکبار۔ فوجش و لمکم کی تفسیر اکابر امت کا اختلاف ہے۔ اٹم۔ علم طور پر وہ گناہ یادی چکا کر نہیں اسرا دار عذاب بحقاب ہے۔ مگر بعض کا قول ہے کہ ہر وہ فعل جو کارثو اوابے روکے اور باز رکھے

اثم ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اثم ہر وہ فعل ہے جو حلال نہ ہو۔ یعنی اثم، اسم خس ہے جو کبائر و صفات تمام گناہوں کو شامل ہے۔ اور بیرہ عرف میں ہر اوس گناہ کو کہتے ہیں جس پر عقوبت وعداً بزیادہ ہو۔ اور فواحش وہ تمام اقوال و افعال جنکی قباحت زیادہ ہو۔ یا یہ کہ جو باتیں کبائر میں سے قبیح تر ہوں وہ فواحش کہلاتی ہیں۔ لحم گناہوں میں سے چھوٹے اور ملکے گناہ۔ مگر بعض کہتے ہیں کہ لمم گناہ نہیں بلکہ گناہ سے صرف نزدیک ہو جانا لمم کہلاتا ہے۔ جیسے المحت بھی میں اوس سے قریب ہو گیا۔ نہ کہ الواقع و ارتکاب۔ اسی لئے آیت کے معنے میں بھی اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا۔ کہ یہ استثناء متصل ہے۔ اور لمم از قبیل فواحش و کبائر ہے۔ حکمی معافی کی خبر دیکھی ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ جنہوں نے فواحش و کبائر کے ایک فتح قریب ہو کر توبہ کر لی۔ یا ایک آدھ دفعہ کی ارتکاب کے بعد باز آگئے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اونکی اس لغفرش کو معاف کر دیگا۔ ابو ہریرہ و مجاہد حسن کا یہی قول ہے۔ اور ابن عباس سے بھی یہی روایت ہے۔ اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص کا قول یہ ہے کہ جو شرک سے بچنے پڑے ہے وہ داخل لمم ہے۔ مگر ایک قول ضعیف یہ بھی ہے کہ لمم کہتے ہیں گاہ کاہ کسی کام کے کر گزرنے کو جو عادة استمرار کے طور پر نہ کیا جائے۔ بعض کا قول ہے کہ آیت میں استثنائے منفصل ہے۔ یعنی لمم از قبیل کبائر و فواحش نہیں۔ اسلئے اب اوسکے معنی متعین کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ بعض نے کہا کہ لمم سے صرف وہ گناہ مراویں جو حاصل ہوتی میں ہوئے۔ اور ہو جائیں نہ کہ زمانہ اسلام میں۔ اسحال میں گویا، بعد اسلام کوئی گناہ معاف نہیں ہو سکتا۔ سترار و عقاب چاہے وہ کتنا ہی کم اور محدود کیوں نہ ہو۔ ضروری ہے یہ قول زید بن ثابت و زید بن اسلم کی طرف منسوب ہے۔ دوسرے یہ کہ لمم سے نسبتہ چھوٹے گناہ مراویں۔ مثلاً زنا کے مقابلہ میں پشتک ذنگاہ۔ یہ قول ابن مسعود و سرفق و شعبی کے علاوہ ابو ہریرہ کی طرف بھی منسوب ہے۔ اور ابن عباس سے بھی روایت منقول ہے۔ چنانچہ اونہوں نے کہا کہ لمم سے نہایت مناسب وہ روایت ہے کہ ابو ہریرہ نے آنحضرت سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ہر این آدم پر اوس کا حصہ زنا مقدر ہے جو ضرور اوسے پہنچتا ہے۔ آنہوں کا زنا نظر ہے۔ اور زمان کازنا (لکھاوث کی) باتیں کزا نفس کازنا (زنائی) تھیں۔ شریکہ اسی پورا ارثے صغار و کبائر کی تیز و تحدید میں جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ شرک الکبائر ہے۔ سلطنت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الشرک لظلم عظيم۔ اسکے نیچے قتل بحق ہے۔ اس کے علاوہ زنا شرعاً خواری۔ جھوٹ گواہی۔ تیم کمال کھانا۔ جادو۔ ٹونہ۔ محضنات کو تہمت لکھانا۔ والدین کی نافرمانی

جہاد سے بھاگ نکلنا۔ سود کھانا وغیرہ بکیرے ہیں جنکے متعلق نصوص آئے ہیں۔ جن سے اون کے مرتب تفصیل معلوم ہوتی ہے۔ مگر اونکی حالت احوال و مفاسد مترتبہ کی بنابر مختلف ہوتی رہی ہے۔ اس نئے کہا جاسکتا ہے کہ ان گناہوں میں سے ہرگناہ دوسرے گناہوں کے مقابلہ میں اکر لکبائِ رُ ہو سکتا ہے۔

ابن عباس سے پوچھا گیا کہ کیا کبار سات ہیں؟ آپ نے کہا۔ نہیں ستر تک پہنچتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ جواباً کہا۔ نہیں، سات سو تک پہنچتے ہیں۔ متین و تحدید کے بارہ میں ابن عباس ہی کا قول ہے کہ جن باتوں سے اللہ نے منع کیا وہ سب بکیرہ گناہ ہیں۔ ابو الحاق السفاری کہتے ہیں۔ اور قاضی عیاض نے بھی محققین سے نقل کیا ہے کہ ہر مخالفۃ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے مقابلہ میں کبیرہ ہے۔ مگر جمہور سلف و خلف معصیت کو صفاتِ کبار میں تقسیم کرتے چلے آئے ہیں۔ اور کتاب سنت سے اسپر استدلال کیا ہے جب تقسیم مسلم شہیری تو تحدید ہوئی چاہیئے۔ ابن عباس سے اس طبق میں روایت ہو کہ تمام وہ گناہ جنکی نسبت اللہ تعالیٰ نے نار۔ یا غضب یا العنت یا عذاب کی خبر دی ہے۔ وہ بکیرہ ہے۔ قول ضعیف یہ بھی ہے کہ جس گناہ پر اللہ نے دوزخ کی وعید بھی یا دنیا میں جسکے لئے حد مقرر کی وہ بکیرہ ہے۔ المعنی عزالی کہتے ہیں کہ آدمی جو گناہ نہ کر کرنے کے بعد نادم نہ ہو۔ وہ اوس گناہ کے ارتکاب میں اوس شخص کے حکم میں ہو گا جو اوس گناہ کا ازروئے عادت وہ تھا وہ مرتکب ہوتا ہو۔ پس سطح ہر گناہ بکیرہ ہو سکتا ہے۔ لیکن جو گناہ پر بکیرہ وال تعالیٰ کا پاس کرتے ہوئے گاہ کاہ ہو جائے اور نہادت ساختہ رہے وہ بکیرہ نہیں۔ شیخ عزالین بن عبد السلام نے اپنی کتاب "قواعدہ میں لکھا ہے کہ جب تم صغیرہ و بکیرہ میں فرق کرنا چاہو تو گناہ کے فساد کو کبار منصوبہ کے فساد سے مقابلہ کرو۔ اگر کہ کبار کے فساد سے اوس کا فساد کم ہو تو وہ صغیرہ ہے ورنہ بکیرہ۔ مثلاً اگر کسی نے مسلم کو پکڑ کر اوس شخص کے سامنے کر دیا جو اوس سے ناحق قتل کرنا چاہتا ہے۔ تو اگر جو اوس کا فعل یا نص بکیرہ نہیں لیکن اوس شخص کے گناہ سے زیادہ ہے جس نے تیم کا ایک درہم لکھا یا۔ اور جسے نفس نے بکیرہ تھیرا یا ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے مسلمانوں کے عیوب اور خامیوں سے کافروں کو آگاہ کیا۔ اور یہ بھی جانتا تھا کہ کفار اون کے استیصال کے درپے ہیں۔ تو اس کا یہ مفسدہ جہاد سے بے عندر صحیح بھاگ نکلنے سے سخت تر بھا جائیگا۔ اور داخل کبار ہو گا۔ اسی طرح جھوٹ ایک گناہ ہے لیکن اگر کسی کے جھوٹ کی وجہ سے کوئی قتل ہوتا ہو تو وہ بکیرہ ہو گا۔ لیکن اگر صرف ایک بھل کسی سے چینا

جاتا ہو تو وہی جھوٹ کہیں رہے گا۔

ان رَبِّكَ وَاسِعَ الْمُغْفِرَةِ - ابن عباس کہتے ہیں جسنه کو لی گناہ کیا اور توہہ کر لی۔ اللہ اوسے معاف کر دیکا۔ عمر بن الخطاب اور ابن عباس سے روایت ہے کہ اسلام میں کوئی بزرگ بیرون نہیں۔ یعنی توہہ و تغفار کے لئے ضغیرہ و کبیرہ رکبتا ہے معاف ہو جائتے ہیں لیکن خدا کو کہیں کبیرہ ہو جاتا ہے۔ وَلَا تَزَوَّدُوا النَّفَسَ كَمَا تُؤْتَى إِلَيْكُمْ آپُسُّكُمْ حَتَّىٰ تُنَاهَى كرو۔ کسی سے اپنے آپ کو اچھا نہ کرو۔ کیونکہ جیسا قسم ہو اللہ خوب جانتا ہے۔ پھر کسی کے سامنے گناہوں۔ یا کسی گناہ سے اپنے آپ کو پاک صاف کہ کر ایک گناہ مٹریکے کیوں مرکب ہو سکتا ہے۔

**آفَرَأَيْتَ اللَّهَ يُقْتَلُ** — ابراهیم کلذی و فی

مرجحہ:- اسے غمیرا تم نے اوسے بھی دیکھا جسے (الصیحت سے) روگردانی کی۔ مخوار اسا (راہ خدا) میں دیا۔ اور پھر سچھر ہو گیا۔ کیا اوس کے پاس علم غیب ہے کہ وہ (انجام کو) دیکھتا ہے۔ کیا اوسے اون ہاتوں کی خبر نہیں پہنچی۔ جو موسیٰ کے صحیشوں میں آئیں۔ اور ابراہیم کے بھی جس نے حق پورا پورا ادا کیا۔

تفسیر۔ آفَرَأَيْتَ اللَّهَ يُقْتَلُ - کہتے ہیں کہ ولید بن غیرہ کے حق میں نازل ہوئے کہ چلے تو انحضرت پر ایمان لے آیا تھا۔ لیکن جب مشرکین نے طعنے دئے کہ آخر اپنے دادا کا دین چھوڑ کر گمراہ ہو گیانا۔ پہلے تو کہتا رہا کہ اللہ کے خدا سے جھوڑ دلکھا ہے۔ ابی کافر نے کہا کہ اتنا مال دلو اور توہہ عذاب وہم اپنے سر لھیتے ہیں۔ اسرار ولید صدر ہو گیا۔ لگر جتنے مال کا وعدہ کیا تھا۔ آسمیں سے کچھ دیا۔ اور کچھ مضموم کر دیا۔ لیکن یہاں یہ شان نزول۔ پھر ربط نہیں کھاتی۔ دوسری روتی یہ ہے کہ عاص بن الاول کے حق میں نازل ہوئی۔ جو بعض امور میں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرتا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ ابو جبل کے بارہ میں نازل ہوئی۔ جو کہتا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں مکار م اخلاق کی ہدایت کرتا ہے۔ لیکن اس اعتراف سے آگئے بڑھ کر ایمان نہ لایا۔ بلکہ کفر پر اڑا رہا۔ یہ دونوں قول، اگرچہ روایت اول کے مقابلہ میں ساق سے فی الجملہ ربط کھلتے ہیں۔ لگر میرے خیال میں اس کے عام معنی یہ ہیں اور حدیث ایسا ہو تاہم ہے۔ کہ جو ادمی اول اول ایمان لاتا ہے لیکن ابھی اسکا ایمان معرفت تمام سے کامل نہیں ہوا ہوتا اور وہ راہ خدا میں اول اول تو کچھ بخوبی کرتا ہے کہ ایمان و تيقن مسلم ہو جائے لیکن چونکہ ایمان کامل نہیں ہوتا جلدی ہی اندر لشکر کرنے لگتا ہے کہ اگر یونہی دعا دلالدار ہا تو جو کچھ ہے سب تمام

ہو جائیگا۔ اور ایک دن فقر کی مصیبت پیش آئیگی۔ یہ ایمان اوس دن پیش نہ بھر سکی گا۔ غرض راہ خدا میں دینا دلانا باوجود ہونیکے بند کر دیتا ہے۔ کیا عجب ہے کہ کوئی ایسا ہی واقعہ پیش آیا ہو۔ اور یہ آیت نازل ہوئی ہو۔ اسی لئے ارشاد ہوا آئندہ علم الغیب فھوڑی۔ کیا اوس سے علم غیب ہے کہ پیش آئندہ کو پہلے سے دیکھتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے کہ اگر راہ خدا میں دیتا رہا تو مغلس ہو جاؤ نگا۔ یہی احمد بن عیناب میں صحیفہ موسیٰ و اپر اہمیت سے جو رکھنا ہر کہ صحیفہ موسیٰ میں قارون کے بخل کی ذمۃ وارد ہوئی ہے۔ اور صحیفہ ابو اہم میں ذکور ہے کہ آپ یہاں تک راہ خدا میں دیتے دلاتے تھے کبیٹے تک کوہ نام پر قربانی کرن لیو۔ ارادہ ہوئی قارون کا بخل مصیبت کی وقت ذرا بھی اوسکے کام نہ آیا۔ اور ابراہیم علیہ السلام کو کبھی کوئی دخواری پیش نہ آئی۔ تفاسیر میں بھی ایک قول اسکی تائید میں موجود ہے کہ وفات سے مراد فرزند کا ذبح کرنا ہے۔ مگر عموم افسرین کا قول یہ ہے کہ وفات سے مراد یہ ہے کہ تمام حکام ربانی کی تعیین کی رسالت ادا کی وغیرہ۔ واللہ عاصم۔

**آتَاتِرْ وَأَزْرَ وَرَدَّرَ أُخْرَى۔** ————— اَلِيْرِ بَدَقَ اُمَّنَّا هَنِيْ

ترجمہ:- (ادن صحیفوں میں ہے) کہ کوئی کسی کا وجہ نہیں اٹھاییں گا۔ اور یہ کہ انسان کو اتنا ہی ملے گا جتنی اوس نے کوشش کی ہوگی۔ اور یہ کہ اوسکی کوشش آگے دیکھی جائیگی۔ بچہ اوسکو اوس کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا۔ اور یہ کہ (سب کی) انتہا تیرے رب ہی کی طرف ہے۔

تفسیر۔ راہ خدا سے بخل کرنا ایک گناہ ہے اور اس کے مرتکب کو اوس کا خمیازہ اٹھانا پڑے گا۔ بخل سمجھتا ہے کہ میں مال کی حفاظت میں مصیبتوں سے بچا رہوں گا۔ لیکن وہ بخل اٹھا اوسکی سر برپا لاتا ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو اوسکی نیک بد کوشش کا پورا پورا بدلاتا ہے۔ اس سر کسی طرح کوئی شہر نہ سکتا۔ کیونکہ آخر سبکو خدا کو حضورین چنان ہے مفسرین نے الاتر زروازرہ کو قصہ دیتے سے بھی مربوط لکھا ہے۔

**وَأَنَّ لَيْسَ لِلَّهِ سِلَانٌ إِلَّا مَا سَعَى۔** این عباس کا قول ہے کہ آیت اسلام میں منسون ہے موسیٰ و ابراہیم کی شریعت میں یہی حکم تھا۔ اور الحقناء میں دُرِّیا نَاهْمُ دُرِّیا نَاهْمُ کو ناسخ شہیر ہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اباد کے صلاح و تقوے کی طفیل میں ولاد کو داخل حنت کئے جائیکی خبر دی ہے۔ نیز احادیث کثیرہ سی بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ میری ماں مگئی ہے۔ اگر میں وسکی طرف سے صدقہ دوں تو کیا اوس کو حنف ہو گا؟ آپ نے

فرمایا ہاں۔ اسی طرح دعا کا پہنچنا۔ غیر کے اداۓ قرض سے میت کا اداۓ قرض ہو جانا بھی شخص سے ثابت ہے۔ یہاں تک کہ روزے بھی ادا ہو جاتے ہیں۔ غرض کہ اسے ثابت ہوتا ہے کہ سعی غیر بھی آدمی کے کام آتی ہے۔ اور یہ آیت منسوخ ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ بد و نفع بھی معنی صحیح ہو سکتے ہیں۔ اور میت کو صدقہ دعا کے سچنے اور قرض و صوم کے ادا ہونے میں بھی شک نہیں ہوتا۔ کیونکہ میت کے بعد جو اوسے صدقہ دعا پہنچانے۔ یا روزہ و قدر اُسکے ذمہ سے ساقط کرنا کی سمجھی کرتا ہے۔ اوسکی سعی میں میت کی سعی خبر کا بھی کچھ نہ کچھ داخل ہوتا ہے کہ وہ اس قسم کی نیت کرتا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ بھی اسی کمر و بیش داخل و تعلق کی وجہ سے اُسکی دعا و تصدقہ کا ثواب میت کو دیتا ہے۔ اور اس عامل بالذات کو بھی:

**وَأَنَّهُ هُوَ أَخْحَكَ وَأَفْجَىٰ** ۵۵۵

ترجمہ: ادھ کہ وہی نہ ساتا اور رُلا تا ہے۔ اور یہ کہ وہی مارتا اور جلتا ہے۔ اور یہ کہ وہی ز وادہ نظر سے پیدا کرتا ہے۔ جبکہ وہ (رحم میں) پہنچا یا جاتا ہے۔ اور یہ کہ دوبارہ جلانا اوسکو ضرور ہے۔ اور یہ کہ وہی مالدار اور بایہ دار بناتا ہے۔

**وَأَنَّهُ هُوَ دَبَّ الشِّعْرَىٰ** ۵۵۵

ترجمہ: اور یہ کہ وہی شعری کار بھے۔ اور یہ کہ اُسی نے پہلی قوم عاد کو ہلاک کیا۔ اور مشود کو بھی باقی نہ چھوڑا۔ اور اس سے پہلے قوم فوج کو بھی۔ بالیقین وہ خود ہی بڑی ظالم اور کشن مختی۔ اور قوم لوٹ کی بستیوں کو بھی اس نے اٹھا ڈکا۔ پس ان پر جوتا ہی آئی آئی۔ پس اے ابن آدم! تو اپنے رب کی کوئی کوئی نعمتوں میں شک کر دیکا۔ یہ (پیغمبر) بھی اگلے ڈرائیوالے پیغمبروں میں سے ایک ڈرانے والا ہے:

**أَذْفَةٌ الْأَذْفَةُ وَأَعْدُدُ دَاهٌ** ۵۵۵

ترجمہ: آئیوالی (قیامت) آئی سمجھی۔ اللہ کے سوا کوئی اور اسکو ہٹا نہیں سکتا۔ کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو۔ اور نہستے ہو۔ اور رفتے نہیں۔ وغفلت پڑی سے ہو۔ اللہ کو سجد کرو اور اُسی کی عبادت کرو:

**لَيْسَ لَهَا مُنْ دُونُ اللَّهِ كَاتِشَفَةٌ** ۵۵۶

تفسیر: لیس لہا مون دوں اللہ کاتشافہ۔ کاشف کے کئی معنی بیان کر سکتے ہیں۔ اول کاشفت البیانہ یعنی مصیبت قیامت کاٹانے والا۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی نہیں جو قیامت میں آئیوالی مصیبوں سے لوگوں کو بچاسکے۔ دوسرے کاشف معنی مظہر یعنی قیامت قریب تو خود آئی ہے

لیکن یہ اللہ کے سوا کوئی نہیں بتا سکتا کہ کب ہے ایگی۔ فاسجد وَا کے سجدہ میں بھی خلاف ہے بعض  
نے اسے سجدہ عبادت مانا ہے۔ اور بعض نے سجدہ تلاوت۔ واللہ عالم۔

## تفسیر سورہ القمر

مکہ میں نازل ہوئی۔ احمد بن حمیم ۵۵ آئیتیں تین سویاں سیں کلمات اور لکھہ ارجاں سو تینیں حروف ہیں  
**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**  
 لَمْ يَرِدْ أَقْرَبُ الْسَّاعَةِ وَأَنْشَقَ الْقَمَرُ  
 كُلُّ أَمْرٍ مُسْتَقْرٍ

قرآن مجیدہ - قیامت آئی۔ اور چاند شق ہو گیا۔ اور لوگ اگر کوئی آیت دیکھیں اوس سو اعراض  
کریں۔ اور کہیں کہ یہ تو ہمیشہ کا جادو ہے ۵۰ ام انہوں نے (رسول کو) جھٹلا یا۔ اور اپنی خواہشوں  
کی پیروی کی۔ اور ہر ایک کام کا ایک وقت ٹھہرا یا ہوا ہے۔

تفسیر - اقارب الساعۃ والنشق سورہ نجم کے آخر سے متصل و مراد ہے۔ جہاں  
کہا گیا ہے کہ قیامت قریب آنگی ہے۔ چنانچہ وقت آیا۔ اور چاند شق ہوا۔ اور یہ قرب قیامت کی  
ایک علامت ہے۔ تمام مفسرین و محدثین کااتفاق ہے کہ چاند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ  
سے کیہی طلب کیا گیا تھا۔ شق ہوا۔ اور گروہ گروہ لوگوں نے دیکھا۔ چنانچہ انس رضی سے روایت ہے  
کہ اہل سکونت آپ کہا کہ آپ ہمیں معجزہ دکھائیں کہ ہم ایمان لاسکیں۔ اس پر آپنے انکو دو مرتب شق القمر  
کا معجزہ دکھایا۔ بخاری مسلم و دونوں اس روایت کی تحریک کی ہے۔ ترمذی نے اسی میں اتنی زیادتی  
کی ہے کہ اسی پر آیات مذکورہ الصدر تابہ سخیر مستہمرا نازل ہوئیں۔ ابن مسعود سے بھی مردی ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چاند کے دنکڑے ہے۔ ایک شکرہ اپہار کے اور تھا یعنی  
نظر آتا تھا۔ اہر ایک پہار کے نیچے یعنی نگاہ سے او جھل ہو گیا تھا۔ اور رسول اللہ نے فرمایا کہ تو دیکھو لو۔  
مسلم و بخاری دونوں نے ابن عباس کی بھی روایت کی ہے کہ چاند رسول اللہ کے عہد میں شق ہو کر دنکڑے ہوا۔ یہ دیکھ کر  
نیز ابن عمر سے بھی یہی مردی ہے کہ چاند رسول اللہ کے عہد میں شق ہو کر دنکڑے ہوا۔ یہ دیکھ کر  
کفار نے کہا۔ محمد نے ہماری انکھوں پر جادو کر دیا۔ بعض نے کہا کہ ہم پر جادو کر دیا۔ تو سارے  
آدمیوں پر نونہ کر دیا ہو گا۔ اس پر انہوں نے آنے جانیوالے سواروں سو پوچھا۔ رب نے تصدیق  
کی۔ لیکن بعض بدعتی متفاسف اس سے انکار کرتے ہیں۔ کہ چاند شق ہو سکے۔ لیکن یقلاً  
محال نہیں۔ آخر اللہ کی مخلوق ہے۔ اور اللہ قادر ہے جو چاہے کرے۔ کوئی بات اوس کی

قدرت و اختیار سے باہر ہو سکتی ہے۔ بعض لکھتے ہیں کہ اگر عظیم الشان واقعہ ہوا ہوتا تو دنیا کے ہر حصہ نے بتواتر اس واقعہ کو بیان کیا ہوتا۔ لیکن یہ مدعی عقل اتنا نہیں سوچتے کہ معجزہ رات کو واقع ہوا۔ جبکہ خلق اللہ عادۃ اپنے گھروں کے اندر اور اکثر سویت ہوتی ہے۔ اس کی علاوہ ہر جگہ کافی۔ طلوع و غروب مختلف ہے۔ چاند سب جگہ ایک وقت میں منودا نہیں ہوتا۔ کہ ساری دنیا اوسے دیکھ سکتی۔ وہیں تک دیکھا جا سکتا تھا جہاں تک کے مطلع میں وہ اسوقت موجود تھا۔ چنانچہ دیکھ لوکھ خسوف کہیں تھا جسے اور کہیں نہیں۔ بلکہ خسوف دیر تک قائم رہتا ہے۔ یہ معجزہ پشم زدن کیلئے ہوا۔ اور چاند شق ہونیتے بعد پھر بدستور جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا۔ یہ منکرین معجزہ کہتے ہیں کہ چاند قیامت کے دن شق ہو گا۔ لیکن قطع نظر اس کے کہیاں صیغہ نہیں آیا ہے نہ کہ استقبال۔ اگر بغرض ایمان بھی لمیں تو سیاق بیان قرآن بے جوڑ ہو جاتا ہے۔ حالانکہ یہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہیں ہونا چاہیئے۔ غرض جو لوگ معجزہ شق القمر سے انکار کرتے ہیں وہ گمراہ ہیں۔ اور جو خبر نہ کو روکو قیامت کے متعلق کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

**وَإِن يَرَوْا إِيمَانَهُمْ نَعِيرُهُمْ نَحْنُوا** ۔ یہ آیت دلیل ہے مذکورہ بالامعجزہ عظیم کے وقوع کی کفایت کا یہی حال تھا۔ کہ اگر کوئی آیت یا معجزہ ایسا دیکھتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلالت کرتا تو وہ اس سے روگرانی کرتے۔ نہ مانتے۔ اور کہتے کہ یہ تو ہمیشہ کا جادو ہے۔ یونہی لوگ کرتے چلے آتے ہیں۔ آیت سے مراد یہی معجزہ ہے۔ مُسْتَحْمَرٌ حکم و قوی کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اس صورت میں مطلب آیت کا یہ ہے کہ اور جادو ٹوٹنے تو یونہی سے ہوتے ہیں اور ہونے کے اور ہر سڑے۔ لیکن یہ چادوار بینی قوت و اثر کے لمحاظ سے مستحکم و قوی ہے۔

یہ جو کچھ بیان کیا گیا تفاسیر اور فضیلین کے بیان کا خلاصہ ہے۔ جو میں نے بالمعنی احوال ایمان کر دیا ہے۔ اور یہی عقائد عام ہے۔ لیکن باوجود یہی میں معجزہ و خرق عادات کا قال ہوں جیسا کہ سبقاً معجزات کے امکان کے متعلق جو بحث کرچکا ہوں اوس سے بصارت معلوم ہوتا ہے۔ اور قرآن کریم میں جو معجزات کشیرہ بیان ہوئے ہیں اون سب پر میرا بیان ہے۔ اور نہ صرف اپنے بلکہ اس معجزہ شق القمر کو بھی رامانتا ہوں۔ لیکن قرآن مجید کے مذکورہ بالآیات سے اس معجزہ کا وقوع میری تمجید میں نہیں آتا۔ میراں میں معجزہ کو تسلیم کرتا ہوں مگر بر بیانے احادیث۔ کیونکہ صیغہ اضافی معنی استقبال قرآن مجید میں بکثرت واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ جابجا اللھا جا چکا ہے۔ پھر یہ کہنا درست نہ ہو گا کہ مااضی کا صیغہ استقبال میں لانا ناروا یا تخلف ہے۔ ہاں سیاق کا مسئلہ یہ شک قابل توجہ ہے۔

# ساقولِ بُرل

## تفیر سیورہ ق

135864

مکہ میں نازل ہوئی۔ انہیں سنتا تھیں ۷۵ آستین تین ہوتا وون ۳۵ کلمات اور ایک ہزار چار سو چوڑائے فروہیں

**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ**

قَتْفٌ وَالْقُرْآنِ لِجِيْمِ  
کتاب حفظ

ترجمہ-ق- قرآن مجید کی قسم (کہ ہم نے تکو اپنا رسول بن اکر بھیجا) لیکن ان (کافروں) کو تعجب ہے کہ ان کے پاس انہیں میں سے ایک ڈرانے والا آیا۔ پس وہ کہنے لگے کہ یہ تو عجیب بات ہے + کہا جب ہم مر جائیں۔ اور رست کھیت ہو جائیں (تو پھر زندہ کئے جائیں گے؟) پھرست زندہ ہونا تو عجیب ہے + ہم جانتے ہیں کہ زمین انہیں سے کیا کم کر دیتی ہے۔ اور ہمارے پاس کتاب حفظ ہے +

تفیر ق بقول ابن عباس قسم ہے۔ بعض سورہ کا نام کہتے ہیں۔ اور بعض اسماء الہی میں کہتے ہیں نیز کہتے ہیں کہ ق سے قادر و قادر۔ قاهر و قریب۔ قابض و قدوس وغیرہ اسماء صفات الہی کی طرف اشارہ ہے  
وَالْقُرْآنِ لِجِيْمِ قسم ہے اور جواب قسم قد بعثنا اللہ رسول و بالقرینة مقدر ہے۔ مطابق پہلی تین آیا کا یہ ہے کہ اے پیغمبر اے ہمیں قرآن مجید کی قسم ہے۔ اور وہ اسکا گواہ و شاہراہ ہے کہ ہم نے تمہیں اپنی طرف سے رسول بن اکر لوگوں کی ہدایت کیسلے بھیجا ہے۔ تاکہ تم انہیں ہدایت کرو۔ اور بُری بازگشت نے ڈراو لیکن جن کے دل کفر و انکار پر اڑتے ہوئے ہیں اور آیات الہی پر غور و خوض نہیں کرتے۔ انہیں یہ دیکھ کر تباہ ہوتا ہے کہ انہیں میں سے تم رسول ہونیکے بعد انہیں ہدایت کرنے ہو۔ یعنی انہیں رشک سدھے کہ تم کیوں ہماستے رسول ہوئے۔ اسی لئے وہ تمہیں بھٹکلاتے ہیں۔ اور اپنے زعم میں تمہیں جھٹکلانے کی یہ دلیل پیش کرنے ہیں کہ کیا جب ہم کھپ کر رست کھیت ہو جائیں گے۔ ہماستے جسم و سہتی کا کہیں نہم و نشان بھی اپنی ندرہ بھیگا۔ اوسکے متوں بعد پھر زندہ کئے جائیں گے؟ یہ تو بالکل دُور از عقل بنت تھی۔ نہ ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہمتر اولین تعلیم ہی سنتی کہ خداۓ واحد پر ایمان لاو۔ اسی اپنے کی عبادت کر۔ اور حیات بعد الموت کا یقین کر کے عذاب و عقاب کیسلے تیار رہو۔ کفار خصوصاً ان مسکوں کو اشد اور اللہ کی وحدانیت سے انکار نہ کھا۔ لیکن غیر اللہ کی عبادت کو وہ بوجوہ مظلومون نار و

لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر قرآن یہ آیہ یعنی صفوایں فقط آیتہ الشقاق قلم کیلئے ہوتا تو اس سات میں ان شرطیہ اور صینیغہ مضارع لانا درست نہ ہوتا۔ بلکہ بد و شرط صینیغہ پڑی آیا ہوتا۔ کہ لوگوں نے شق قدر کو دیکھا۔ اور اعراض کیا۔ اور کہنے لگے یہ توجاد و ہے۔ حالانکہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر یہ لوگ آیہ یعنی معجزہ دیکھیں روگردانی کریں گے۔ اور جادو بتائیں گے چنانچہ اسے رسول! تم کو یہ لوگ محض اتباع ہوا کی وجہ سے جھٹپاتتے رہتے ہیں۔ اور اچھا۔ جھٹپاتیں ہر کام وقت پر ووقت ہے۔ آخر جھٹپاتتے کا موقع نہ پائیں گے۔ یا اپنے کئے تھی سنار کو پہنچنے۔ ان آیات کے متعلق یہ ہے میرا فہم۔ واللہ اعلم بالصواب فلیمہدنا الی الرشاد۔

**وَكُلُّ أَمْرٍ مُسْتَقِرٌ** مفسرین نے اسکی تفسیر میں کہی قول لکھے ہیں۔ اول قول ابجح یہ کہ ہر امر کی ایک حقیقت ہے۔ انہیں سب جو دنیا میں ہوتا ہے اوسکی حقیقت عنقریب معلوم ہو جائیگی۔ جو آخرت میں پیش آنا ہے اسکی ظاہر نہ ہو گی تو معلوم ہو جائیگی۔ دوسرے پاکہ کھل احمد سے مراد خیر و شر ہے۔ اور طلب یہ ہے کہ خیر اور خیر والوں کی حجکہ حبنت ہو گی۔ اور شر اور شریر لوگوں کی دوڑخ۔ تیسرا یہ کہ مومن و منکر کے احوال اوس وقت اپنی اپنی حجکہ ثابت ہو جائیں گے۔ جبکہ تواریخ عذاب سے اپنے احوال کی حقیقت معلوم کریں گے۔ چوتھے یہ کہ ہر امر اور ہر بات کی ایک انتہا ہے۔ یا پنچوں یہ کہ جو مقدار ہے وہ ضرور بالضرور ہو گا۔ پھٹے یہ کہ الشقاق قدر کے منکرین کے اس قول کا جواب ہے کہ ہذا سحر مسنتھ جیسے اور جادو ہمیدش سے ہوتے آئے ہیں یہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ جیسے اور جادوؤں کو فرار نہیں ہوتا۔ اسکو بھی قرار نہ ہو گا۔ اور لوگوں کے دلوں سے بھول سبہ جایگا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سہارے رسول کا یہ کام بھول سبہ جانیو لا انہیں جیسا کہ تم نے خیال کیا ہے بلکہ اوس کے ہر امر کو ثبات و قرار ہو گا۔ یہاں تک کہ حق ظاہر ہو جائے۔

**وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ الْأَنْبَاءِ** — هذا یوہ عَسِيرٌ ترجمہ ہے۔ اور شک نہیں کہ ان کے پاس اتنی خبریں پہنچ چکی ہیں جنہیں کافی تنبیہ ہے تھی۔ اور انتہائی دنیا ہے۔ مگر ان کو دھمکیاں بھی فائدہ نہیں دیتیں۔ پس لے پہنچیں تم ان سے روگردانی کرو۔ جسدن انکو بلا نیوالا (فرشتہ) اس چیز کی طرف بلامیگا جس سے یہ انکار کرتے ہیں (عذر) کے خوف سے) نگاہ پہنچی کئے ہوئے۔ یہ قبروں سے اس طرح تنکل ٹپیں گے کویا کہ یہ بھری ہوئی میٹیاں ہیں۔ پکارنے والے کی طرف دوڑتے چلے جاتے ہونگے۔ اور کافکہتے ہو گی یہ بڑا سخت دن ہے تفسیر۔ **وَلَقَدْ جَاءَهُمْ** — انہیں اور سل کی تکذیب کرنیوالوں۔ اور بچھرا پسے انکار

کی ستر کو پہنچنے والوں کی تانی خبریں ان مشرکین مک کو پہنچ چکی ہیں۔ اور انہیں اسقدر تنبیہہ و حکمت کی باتیں نہیں کہ اگر یہ لوگ مانندے ہوتے اور عبرت پڑھنا چاہتے تو راہ راست پر آ جاتے لیکن حکمت و دلنش تو ایک طرف ہی ان کو دھمکیاں فائدہ نہیں دیتیں۔ اسلئے ان سے اعتراض ہی مناسب ہے۔ جب قیامت آئی جس سے انکار کرتے اور عجیب سمجھتے ہیں۔ اور پھر نیو الائیعنی اسرافیل صور پھونک کر انہیں پکارے گا۔ اوسدن یہ ذلیل و خوار قبروں سے اہکار اوسکی طرف جب دوڑیں گے اسی دن یہ قیامت پر ایمان لائیں گے اور کہیں کے یہ تو براست دن ہے۔

**لَذَّ بَتْحَ قَبَّلَهُمْ فَوْهَرَ نُوحٌ ۖ فَهَلْ مِنْ مُدَّ كِروٰ**

ترجمہ:- ان لوگوں سے پہلے قوم نوح نے بھی رسولوں سے انکار کیا تھا۔ پس ہمارے بعد نوح کو جھٹلا یا۔ اور کہا یہ دیوانہ ہے۔ اور اوس کو جھٹر کا بھی۔ ناچار وہ اپنے رب کو پکارا کہ یہ عذاب ہے تو اون سے بدلائے۔ پس ہم نے اسمان کو دروازے موسلا دھا رہا مینعہ سے گھول دیئے۔ اور زمین سے بھی حشمتے جاری کر دیئے۔ پھر انہاڑے مقدار پر یہ پانی مل گئے۔ اور ہم نے اسے تختوں اور کیاں والی (کشتی) پر سوار کر دیا۔ جو ساری حفاظت میں بہتی رہی۔ یہ اسلی طرف سے بدلایا گیا تھا جسکا مانندے سے لوگوں نے انکار کیا تھا۔ اور ہم نے اس واقعہ کو ایک نشان قدرت (بغرض عبرت) پھوڑا کیا کوئی ہے جو اس سے نصیحت پڑے؟ پس دیکھا۔ ہمارا عذاب اور دھمکانا کیسا نکلا۔ اور بالیقیر ہم نے قرآن کو نصیحت پڑتے کیلئے آسان کیا ہے۔ کیا کوئی ہے جو نصیحت پڑے؟

**لَذَّ بَتْحَ عَادَ فَكَيْفَ ۖ وَلَقَدْ يَسْرَأ نَا الْقُرْآنَ لِلَّذِكْرِ فَهَلْ مِنْ مُكَهَّ**

ترجمہ:- قوم عاد نے بھی جھٹلا یا تھا۔ پھر دیکھا بھی کہ ہمارا عذاب اور دھمکی کیسی نکلی؟ ہم نے ایک سخت مخصوص دن میں اوس کے اوپر ایک زور کی آندھی بھی جو آدمیوں کو جگہ سے ایسے اکھارتا تھی جیسے اکھڑے سوئے تجوروں کے تینے۔ پس دیکھا ہمارا عذاب اور دھمکانا کیسا نکلا؟ اور ہم بالیقیر قرآن کو نصیحت پڑتے کیلئے آسان کیا ہے۔ کیا کوئی ہے جو نصیحت پڑے؟

**لَذَّ بَتْحَ مُودَ بِاللَّذِرَ ۖ كَهْشِيْمَ لِلْحَقْطَرَ ۖ فَهَلْ مِنْ مُكَرَّ**

ترجمہ:- قوم موود نے بھی ڈرانیوالے (رسولوں کو) جھٹلا یا۔ اور کہا۔ کیا ہم اپنے ہی آدمیوں میں سے ایک آدمی کی پیروی کریں؟ ایسا کریں تو ہم گمراہی و تخلیف میں پڑیں۔ کیا ہم میں اوسی پر نصیحت نازل ہوئی؟۔ نہیں بلکہ یہ جھوٹا اور رخی باز ہے۔ یہ کل جان لیں گے کہ کون جھوٹا شخچی باز ہے۔ ہم اونکی آزمائش کیلئے ایک اونٹی بھجنو والے ہیں۔ پر اسے صاحب تم دیکھو کر یہ کرتے

کیا ہیں۔ اور صبر کے بیٹھے رہو۔ اور ان کو آگاہ کر دو کہ انہیں دراونٹنی میں پانی بازٹ دیا گیا ہے۔ ہر ایک اپنی بانی کی باری پر حاضر ہو۔ پھر انہوں نے اپنے یار کو بلا یا۔ پس وہ سخت تکوار ماری اور کوچیں کاٹ دالیں۔ پھر وہ بخحا بھی کہ ہمارا عذاب اور حکمی تدبیث ثابت ہوئی۔ ہم نے افسر ایک زور کی چیخ بھیجی۔ لیس وہ روندی ہوئی بارہ کے مانند ہو گئے۔ اور بالیقین ممنون نصیحت پکڑنے کیلئے قرآن کو آسان کیا ہے۔ کیا کوئی ہے جو نصیحت پکڑے؟

**تفسیر۔ إِنَّا أَذَّلَّهُنَّ ضَلَالٌ وَسُعْدَرٌ** کے یہ معنی ہیں کہ اگر ہم حماقت میں سے کراپنی ہجاعت میں سے ایک آدمی کے کچھ پر عمل کرنے لگیں اور اپنی عقل و تمیز سے کام نہ لیں۔ خواہ مخواہ اوس کی بالتوں میں آ جائیں۔ تو سمجھو کہ ہم صراہ ہیں۔ اور از خود تکلیف میں طریقے ہیں۔

**كَلَّ بَتْ قَوْمٌ لَوْطٌ نَالَ النَّذَارٌ**۔۔۔۔۔ فَلَنْ وَقْعَادَ إِلَى دَنْدُرٍ۔۔۔۔۔ فَهَلَّمْ قَنْدَرٍ

ترجمہ:۔۔۔۔۔ قوم لوٹ نے بھی ہمارے عذاب اور حکمیوں کو جھبٹلا یا لھا۔ سو ہم نے اون پر کنکر سیاہے لیکن خاندان لوٹ کو اپنے کرم سے صحیح کیا۔ تو تک الگ کر لیا۔ جو سارا شکر کرتے ہیں ہم انہیں ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔ اور اوس نے (لوٹ) انہیں ہماری پکڑ سے ڈرایا تو انہوں نے ہمارے حکمیوں میں شک کیا۔ اور اوس سو اسکے ہمانوں کو جھسلا کر لئے نکلنے لھا۔ لیں ہم نے اون کی آنکھوں کو پٹ کر دیا۔ (اوہ کہا) لوٹ نے عذاب اور حکمیوں کا ضر اچھو۔ اور صحیح ہوتے ہوئے انہیں نہ ملنے والے عذاب نئے آ لیا۔ (اوہ ہم نے کہا) لوٹ ہمارے عذاب اور حکمیوں کا ضر اچھو۔ اور بالیقین ہم نے قرآن کو نصیحت پکڑنے کیلئے آسان کیا ہے۔ کیا کوئی ہے جو نصیحت پکڑے؟

### وَلَقَدْ جَاءَ أَلَّا فَرَعَوْنَ النَّذَارٌ

**ترجمہ۔ اور فرعون کے آدمیوں کی پاس بھی حکمیاں ہیں۔ انہوں نے ہماری ساری شانیوں کو جھبٹلا یا۔ پس ہم نے بھی انکو ایسا کپڑا جیسا کہ زبردست قدرت والا پکڑتا ہے۔**

ان آیات میں جو شخص واقعات عہت و نصیحت کی غرض سے بیان ہوئے ہیں وہ سابق مفصل سیان کی جا چکی ہیں۔ تطویل کلام کے خیال سو اعادہ نہیں کیا جاتا۔

### أَكَارَ كَمْ خَيْرٌ مِنْ أُولَئِكُمْ

**ترجمہ:۔۔۔۔۔ اے مکہ والوں کیا تم میں سے جو سالت سے انکار کرتے ہیں۔ ان قوموں سے بھی بڑہ کر دیں یا تمہارے لئے تحریروں میں بیت لکھی ہوئی شہر۔ یا یہ لوگ کہتے سمجھتے ہیں کہ ہم زبردست جماعت ہیں؟ عنقریب ان کی جمیعت توٹ جائیگی۔ اور یہ پٹپٹھ پھیر دیں گے۔ بلکہ ان کے وعدہ کا وقت تو**

قیامت ہے۔ اور قیامت نہایت سخت و ملخ ہے۔

**إِنَّ الْجُرْمَيْنَ فِي ضَدِيلٍ وَسُعْدِمٍ** كَلَمٌ بِالْبَصَرِ

ترجمہ:- بالیقین گنہ کا رکراہ ہیں۔ اور دوزخ میں جائیں گے۔ جہنم کہنہ کے بل دوزخ میں ہیشے جائیں گے (اور کہا جائیں گا) اور اب دوزخ کی آنج کافرہ حکیمو ہم نے ہر چیز کو ایک نمازہ کے متوافق سیدا کیا ہے۔ اور ہمارا حکم اس ایک کلمہ کہنا ہے۔ جیسے پاک جھپک جائے،

**تَفْسِيرُ إِنَّ الْجُرْمَيْنَ فِي ضَدِيلٍ وَسُعْدِمٍ**

تفسیر:- ان الجرميin في ضليل و سعديم کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ اول یہ کہ گناہ کا رقم قیامت کے دن را جنت سمجھنے ہوئے اور دوزخ میں گرفتار ہونے گے۔ دوسرا یہ کہ وہ دنیا میں گرفتار ضلا ہیں۔ اور آخر میں دوزخ میں جائیں گے۔ ادا کل شی خلقناہ بقدار یعنی ہم نے ہر چیز کو ایک نمازہ کے متوافق سیدا کیا ہے۔ جب وسکا وقت آتا ہے وہ موجود ہو جاتی ہے۔ یا جیسا اور ہونا چاہیے وسیعی ہی ہو جاتی ہے۔ یا یہ کہ ہر چیز کے لئے مقدرات مقرر کردیتے ہیں جو اسے لابد پیش آتے ہیں چنانچہ عبداللہ بن عمر و بن عاص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے ذمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین اسماں کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کے مقدرات لکھ دئے تھے۔ طاؤس اور ابن عبد اللہ سے بھی روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کل شی بقدر نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ اوس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ چار باتوں کی شہادت نہ دو۔ اور اوس پر ایمان نہ لے آئے۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ معبود وحدہ لا شرکی ہے۔ دوسرا یہ کہ میں اوس کا بھیجا ہوا رسول ہوں تیرے یہ کہ موت اور موت کے بعد زندہ ہونا حق ہے۔ چوتھے یہ کہ قدر پر ایمان لائے۔ لیکن فرقہ قدریہ جو اس نام کے انتساب سے بھی انکار کرتا ہے۔ اور اہل حق کو اس نام سے یاد کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ لا قد رمن اللہ لیکن اہل حق بالقدرت خیرو و شرور پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور رکھتی آئے ہیں۔ خطابی کا قول ہے کہ قضا و قدر کے معنی لوگ غموما یہ سمجھتے ہیں کہ بندے اپنے افعال و کردار میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدرات پر مجبور ہیں۔ یعنی جو کچھ وہ کر دیں پس بھر کر لئے ہیں۔ نہ کہ باختیار۔ لیکن قدر و مقدرات کی حقیقت یہ نہیں جوانہوں نے پہچھا رکھی ہے۔ بلکہ قدرستے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سایق و قدیم کی خبر دی ہے جو اسے بندوں کے اون اقوال و افعال کے متعلق حل ہے جو اون کو وقت فوقتاً اوس کے انداز متوافق صادر و سرزد ہونے گے۔ شیخ محمد الدین ندوی حمسکا قول بھی قدر کی تفسیر میں ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اہل حق کا نہ سہب اثبات قدر یعنی تقدیر الہی کا تسلیم کرنا ہے اور یعنی قدر کے میں

وقف لام

کہ قدم ہی میں اللہ تعالیٰ نے جمیع اشیاء کی نسبت یہ اندازہ مقدور فرمادیا تھا کہ فلاں فلاں اشیاء فلاں فلاں اوقات و صفات مخصوصہ کے ساتھ عالم شہر میں خلہ سورہ میں آئیں گی۔ پس وہ اسی اندازہ کے موافق واقع ہوئی تھی ہیں۔ لیکن قدر اسے نکار کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ قرآن تعالیٰ کی طرف سی نہیں اور اوس کا عالم قد کرے بلکہ حادث و ستانف ہے۔ جب بندھے۔ اپنے ارادے اور ختیار سے کوئی کام کرتے ہیں اور وقت اوس کا عالم اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے۔ لیکن اونکا یہ اعتقاد باطل ہے۔ مذہب حق یہی ہے کہ قدر اللہ کی طرف سر ہے۔ اور بندھ کا سب اعمال ہے۔ نہ خالق اعمال۔

وَمَا أَمْرَنَا إِلَّا وَأَحَدَّهُ كُلُّ بَصَرٍ۔ یعنی حکم الہی کے لئے تائید و تکرار کی ضرورت نہیں۔ جو حکم ہم دیتے ہیں ملک جھیپکا نے سے جلد تر و قوع میں آ جاتا ہے۔ وَلَقَدْ أَهْلَكُنَا أَشْيَا عَلَّامُ فَهُلْ مِنْ هُلْ كُوْنِيْنِيْ تَمْ جَبِيْسِيْ كَفْرُ وَانْخَارُ رِبْنِيْوَا لِيْ قَوْمُوْنِ كُوْنِمْ ہَلْ كُرْ حَلْ كَيْ یَنْ کُوْنِ اُوْنِ کے حال سے عبرت پکڑنے والا ہے کہ ہلاکت سے محفوظ ہے۔ وَكُلُّ شَيْءٍ عَلِمْ فَعْلُوْهُ فِي التَّبَرُّهُ وَكُلُّ صَدْغِيْرٍ وَكُلُّ بُيْرٍ مُسْتَطَطِرٍ جُوْ كَبِيْهِ لوْگُوْنِ نے نیکت مکیا وہ سب نامہ اعمال یا نویں حفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ چھوٹا ہو یا بڑا۔ اخیر میں اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے نیک سجاہم کو ظاہر فرماتا ہے۔ کہ إِنَّ الْمُتَقِيْنَ فِي جَنَّتٍ وَلَا يَرِيْدُ فِي مَقْعَدٍ حِدْدَقٍ عِنْدَ طَلِيَّاتٍ مُفْتَنِيْنَ یعنی جو لوگ لیماں لایوائے ہیں وہ آخرت میں باعنوں میں بڑے عیش آرام کر رہے ہوں گے۔ نہروں کے کنارہ رہتے ہوں گے۔ اور سبے بڑھ کر پیدا کر وہ اس بہترین حکام میں اپنے پروردگار بادشاہوں کے بادشاہ قدرت و ختیاروں کے پاس ہوں گے۔ اس سی بڑھ کر اور یا سعادت ہو گئی ہے۔

## تفسیر سورہ الرحمن

مکہ میں نازل ہوئی۔ مگر ابن عباس کے ایک قول ہے ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ میں اتری۔ اور میں چھتر آئیں۔ یعنی سو اکیا وہ کلمات اور ایک نہار جیسے سو ۳۴ حروف ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الرَّحْمَنُ لَا يَعْلَمُ الْقُرْآنَ  
قَرَأَهُ كَلَمَاتُهُ مُؤْمِنًا  
نَزَّهَهُ حَمْكَهُ۔

خدائے رحمان نے قرآن پڑھایا۔ اوسی نے انسان کو پیدا کیا۔ اوسکو بولنا سکھایا سوچ اور چاند ایک قاعدے اور حساب کے موافق ہیں۔ اور جھبڑیاں اور درخت، درنوں اوسکو

سجدہ کر فتے ہیں۔ اور اسمانوں کو اوس نے بلند کیا۔ اور ترازو بنائی تاکہ تم توں میں ہاعتدالی ذکرو۔ اور انصاف کے ساتھ وزن کو قائم رکھو۔ اور توں میں کبھی نہ کرو۔ اور اوسی نے خلقت کی لئے زمین کو بچھایا۔ کہ اوسمیں میوے اور گھلوں والے بچھوڑ کے درخت ہیں۔ اور چھلکے والے پیاوے اور خوشبو دار چھول ہیں۔ بچھرم اپنے رب کی کوں کو نسی نعمت کو بھٹکا دو گے۔

**تفسیر۔** اس تمام سورہ میں اول سے آخر تک اللہ تعالیٰ نے اپنی گوناگون نعمتوں کا ظہار فرمائج وہ اوس نے بنی آدم کو عطا فرمائی ہیں۔ یا اپنی بعض آیات قدرت بیان کر کے آدمی کو سرفرازش و ملامت کی ہے۔ اور اس فرماؤں کا کو یاد دلا دل اگر بچھا ہو کہ کیا تو ہماری ان نعمتوں سے انکار کرتا اور کر سکتا ہے۔ مطلب یہ کہ اللہ کے تجھیر پر احسان اور اتواسی سے انکار کرتا ہے۔ اگر زمان سی نہیں تو عملاتی ریزندگی یہی کہتی ہے کہ تو ہماری نعمتوں کا منکر ہے۔ بہوش پکڑ۔ ہمارے انعامات و احسانات کو یاد کر کہ بتا دنیا اور دنیا کے دھوکے پر بچھوڑا رہے گا۔ آخر یہ سب فنا ہونا ہے اور تجھے ہمارے حضور میں آتا ہے۔ تیرے لئے دوزخ و جنت دونوں تیار ہیں۔ یہ ہماری رحمت ہے لکھجھے راہ راست بتاتے ہیں۔ اپنے رسول کے ذریعہ ہر ایت کرتے ہیں۔ قرآن کی تعلیم دیتے ہیں۔ اگر تو ناشکر گزاری کی بازاً آئے عقل و تمیز سے کام لے تو تجھے معلوم ہو گا کہ ہمارا یہ احسان سب سے بڑا احسان ہے۔ اگر ہمارے کاس احسان سے انکار پر مصروف ہے تو اور احسانوں سے کیوں انکار کی نہیں ہے جاتا مگر نہیں۔ تو ہمارے تمام حسامات سے انکار کی نہیں ہوتا۔ اور نہیں کر سکتا۔ وکھی سن ہم نے تجھ پر کیا کیا احسان کئے۔ اور تیرے شکر و کفر کیلئے کیا کچھ سر انجام کر رہا۔

**الْوَحْمَنْ عِلْمُ الْقُرْآنِ۔** کہا گیا ہے کہ جب قرآن مجید میں **اسْجَدْ وَاللَّرْجَمْ نَازِلْ ہوا** تو کفار مکنے کہا کہ یہ رحمان کیا ہے۔ ہم توجہتے نہیں۔ اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ رحمن جسکے جاننے سے تم انکار کرتے ہو۔ وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو قرآن سکھلایا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اوسی نے انسان کو سپیدا کیا۔ گویا یہی عطا کی۔

**تخلیق اور عطا** سے بیان اگرچہ دونوں طریقہ زبردست نعمتیں ہیں۔ لیکن قرآن جو ذریعہ ہدایت ہے یہ سب سے بڑی نعمت ہے۔ اور اسی کے مانندے سو کفار کو انکار رہا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بوجہ اہتمام قرآن کا سب سے پہلے ذکر فرمایا۔ یہ بھی مردی ہے کہ بعض اہل مکہ کہا کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کلام جسے دھی و قرآن کہتا۔ اور اللہ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ کسی سے سیکھ آتا ہے۔ اسکا اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ اللہ ہی اپنے رسول کو قرآن کی تعلیم دیتا ہے نہ کوئی

اور جیسا کہ تم خیال کرتے ہو۔ اور کہ آدمیں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اُسی نے تم سب کو پیدا کیا ہے اور اکثر مخلوق کے خلاف تکلو بیان و گویا میں سکھائی ہے۔ تکلو اس کا کیا استحقاق تھا کہ عدم سے وجود میں آؤ۔ اور صاحبِ نطق و بیان بنو۔ جس نے تکلو ایسا بنایا۔ اُسی نے محمد کو اپنا رسول بنایا ہے۔ اور اپنے کلام کی تعلیم دی ہے۔

**عَلَيْهِ الْبَيَان**۔ بیان کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بیان سو مراد اسماء ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سکھائے تھے۔ حیثٗ قال وَعَلِمَ الْأَدْمَ الْإِسْمَاءَ کلفا۔ بعض نے کہا کہ بیان سے لغات مراد ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ مراد وہ نطق ہے جسکی وجہ سے انسان عام حیوانات سے ممتاز ہوتا ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ یا اس سے زیادہ جو اختلاف ہے وہ محض اختلاف فظی ہے۔ مفہوم بہر حال وہ تعلیم خاص ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف انسان کو دی ہے۔ اسی لئے ازروے اہتمام خلقت کیسا تھا اوسکا ذکر کیا ہے؟ **الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ هُمْ بِحُسْبَانٍ**۔ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ معنی آیات کے یہ ہیں کہ چاند اور سورج دونوں حساب کی موافق ہیلتے ہیں۔ اندازہ مقدار اور منازل مقررہ سے تجاوز نہیں کرتے مگر بعض مفسرین کا قول ہے کہ معنی زیارات کے یہ ہیں کہ وقت اور زمانہ کا حساب چاند اور سورج سے ہوتا ہے۔ اگر سورج اور چاند۔ دن اور رات نہ ہوتے کوئی حساب ہی وقت کا نہ کر سکتا۔ لیکن در حقیقتہ یہ معنی کوئی جداگانہ معنی نہیں ہیں۔ بلکہ پہلے معنی اس مفہوم میں شامل ہیں۔ بعض نے حسبان کے معنی آسمان بھی بیان کئے ہیں۔ بہر حال چاند اور سورج آسمان پر گردش کرتے نظر آتے ہیں۔ اور گردش بھی ایک خاص حصول و حساب کے موافق کرتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اوقات کا حساب لگایا جاتا ہے۔ یعنی قائم رہنے سے جو مصلحتہ ملاں پیدا ہو سکتا تھا۔ وہ بھی اس اندازہ کی گردش کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ وقتون کا حساب ہو جائیکی وجہ سے جو انسانی کام تعین وقت سے والبستہ ہیں۔ مثلاً خاص خاص حیزوں کا خاص خاص وقت ہونا وغیرہ وہ بھی سب سے چلے جاتے ہیں۔ اور آدمی زندگی پسروں کی نیکے قابل ہو گیا ہے اگر۔ ایسا نظام نہ ہوتا تو محض انسان کا پیدا کر دنیا اوس کیلئے سو دمن نہ ہوتا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین میا یک ذرا بھی راستگان و بے سود نہیں بنایا۔ لیکن چونکہ سماء دیات میں چاند اور سورج عظیم الاثر اور کثیر الفوائد ہستیاں اسلئے یہاں مقام اہتمام میں ان کا ذکر خصوصیت کے ساتھ فرمایا۔ حل آئت کے الفاظ نہ چاند اور سورج کی گردش پر دلالت کرتے ہیں۔ اور نہ

عدمِ گردش پر۔ ان کا مفہوم صرف یہ ہے کہ چاند اور سورج حصول و حساب کے موافق ہیں اور بسا اس حساب کو اللہ تعالیٰ نے بیان نہیں کیا۔ کیونکہ اسے خود انسان مشاہدہ اور لیل عقلی سمجھ رکھتا تھا۔ چنانچہ سمجھنا اور صحیح رہا ہے۔ حقیقت واحد ہے۔ اگر انسانی آراء میں خلاف ہوا۔ یہ ہے۔ تو یہ انسان ہی کی کوئی ہی ماکسی استدلالی غلطی کا نتیجہ ہے۔ اسے نہ سمجھی انکار ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ کہ چاند اور سورج حساب کے موافق ہیں۔ یا ذریعہ حساب۔ اور ایہ زیرِ بحث کا مفہوم صرف اتنا ہی ہے اور بس۔

وَالنَّجْمُ دُوَّالٌ شَاهِدٌ وَالشَّجَرُ لِيَسِيجُ دَانَ۔ بحث تاروں کو کہتے ہیں۔ اور اوس روئیدگی کو جھی میں تباہ ہو۔ جیسے علم گھانتے بات۔ چونکہ آیہ سابق میں دو سماں چیزوں کا ذکر ہو ہے۔ اس آیت میں دو ارضی چیزوں بیان ہونا زیادہ مناسب ہے اسلئے بحث کے معنی روئیدگی ہونے چاہیے مطلب یہ ہے کہ یہی نہیں کہ آسمان ہی پر چاند اور سورج حساب میافق طلوع و غروب ہوتے نظر آتے ہیں۔ بلکہ زمین کی نباتات بھی اونٹی تابع فرمان ہے۔ وہی جب چاہتا ہے اگئی ہیں۔ جسے بڑھاتا ہے بڑھتی ہے۔ جسحال میں ہنئے کا حلکہ ہے رہتی ہے۔ چونکہ سجدہ انتہائے عجز و اطاعت ہے۔ اس لئے نباتات کے تابع فرمان ہونکو سجدہ سے تعبیر کیا ہے۔ بعض مفسرین نے نباتات کے سایہ والے کو نباتات کا سجدہ کہا ہے۔ لیکن یہ ایک قسم کا تکلف معلوم ہوتا ہے۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّمْوَابِ

وَالسَّمَاءُ عَلَيْهَا دَوَّافَعٌ هَادِئٌ وَضَّعَمٌ الْمَلِيزُانَ۔ آسمان کو زمین سے بلند بنایا۔ یہ محض آیہ قدرت ہی نہیں بلکہ انعامِ الہی ہی ہے۔ اگر سورج اتنی بلندی پر نہ ہوتا تو زمین تپ اٹھتی۔ نباتات جمل جاتی۔ حیوان وال انسان کوئی زندہ نہ رہ سکتا۔ زمین میں میزان کی بنیاد ڈالی۔ کہ عقل و مسادات جو ذریعہ نظام ہے۔ قائم ہو سکے۔ اگر میزان نہ ہوئی۔ تو مبالغہ اور تقسیم حقوق ناممکن ہو جاتی۔ اور دینا کے سارے کار و بار در کم بڑکم ہو جاتے۔ یہاں میزان سے محض میزان وزن یعنی ترازو ہی مراد نہیں بلکہ جو کچھ بھی عدل و مسادات اور قسم صصح کا آلہ و ذریعہ ہو وہ سو اخیل میزان ہو گا۔ چونکہ یہ کام میزان وزن سے بہت زیادہ ہوتا ہے اس لئے یہاں سائل عدل کو میزان سے تعبیر کر لیا گیا ہے۔ آن لَا تَمْطِعُونَ فِي الْمَلِيزَانَ تاکہ عدل اور قدر و اجب سو تجاوز نہ کرو۔ نہ کسی کی طرف۔ نہ زیادت کی جانب۔ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوْا الْمَلِيزَانَ بلکہ وزن عدل اور قدر صصح پر قائم رہو۔ اور کسی حال میں وزن و میزان میں ناروا

نگشاو۔ و بُرْزَوَه نہ کرو۔ نہ کسی کو خسارہ میں ڈالو۔ وَ لَا تُخْتِبِرُوا مِنَ الْمِيزَانِ میں ہو سکتا ہے کہ میزان سے بیزار یعنی ترازو ہی مراد ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ عام نازمی معنی عدل مرادے لئے جائیں۔ وَ الْأَرْضُ وَ شَعْلَهَا إِلَّا نَامِدَةً انا نام کہتے ہیں ہر ایک چیزے والی مخلوق کو۔ بعض کے نزدیک جن والنس انعام ہیں۔ وَ شَعْلَهَا کے معنی یہیں پست کیا۔ یعنی سہمیات کے مقابلہ میں پست بتایا تاکہ حیوان و انسان اسپرہ سکیں۔ اور چونکہ وہ خوش کے محتاج تھے۔ بغیر اوسکے نہ رہ سکتے تھے اسلامی زین پر اذکی خورش ہمیا کی۔ چنانچہ اوسیں طرح طرح کے کچل چکلاریں۔ کھجور اور چسوارے ہیں۔ کھجوسی اور غلاف دار دانے ہیں۔ جو کھانے کے کام آتے ہیں۔ اور انہیں پر اذکی نہیں کیا بلکہ خوبصورہ ارچبول کھجی پیدا کئے تاکہ جب دمی چکلوں اور غلوں سے پیٹ بھرے تو چکلوں کی خوشبو سے فرحت حاصل کرے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں ذُو الْعَصْدَنِ وَ الْرَّيْحَانِ دونوں حب کی صفت ہیں یعنی اصل یوں ہے وَ الْحَبُّ ذُو الْعَصْدَنِ وَ الْرَّيْحَانِ۔ احوالت میں عصف کی معنی وہی کھجوسی یا غلاف ہونگے۔ جو کھانے پینے کے کام کا نہیں ہوتا۔ اور ریحان سے دانہ کا وہ حصہ مراد ہو گا جو غذا بنتا ہے۔ کہ قرآن مجید میں لفظ ریحان رزق کیلئے آیا ہے جیسا کہ ابن عباسؓ منقول ہے۔

جب اللہ تعالیٰ چند رحمت اغماٹ عظیمہ بیان فرماتا تو فرمایا فبَأْلَأَوْرَثَنَّمَا تَكَدِّبُنَّ یعنی اسے لو گو۔ بتاؤ تمہاری ان ہمتیوں میں سے کوئی نعمت کا انکار کریتے اور کر سکتے ہو۔ یعنی درحقیقتہ کسی ایک نعمت کا انکار نہیں کر سکتے۔ یہ تمہاری نری ہٹ دھرمی ہے کہ تم ہمارے ان اغماٹ کو خیال میں نہیں لاتے۔ اور شکر و ایمان کی جگہ کفر پر اصرار کے جانتے ہو۔ اور عور نہیں کرتے کہ کیا کر رہے ہو۔

آئت میں یہ بات بحث طلب ہے تکذیب کی خطاب کرن دو کی طرف ہے۔ ہم میں بعد قول مفسرین نے بیان کئے ہیں۔ اور عموماً تمام مربوط ہو سکتے ہیں۔ اول یہ کہ تکذیب کی خطاب تقلان جن و انس کی طرف ہے۔ کہ انعام کے مفہوم میں یہی دونوں شامل ہیں۔ نیز تقلان کا نذکور آگے بھی آتا ہے۔ دوسرے یہ کہ زن و مرد دو فرق انسانی مراد ہیں۔ کہ دونوں ہی ناشکر گزاری کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور اوس وقت تھے۔ تیسرا یہ کہ تکذیب کا تشییہ تاکید لفظی کے قائم مقام ہے۔ یعنی فبَأْلَأَوْرَثَنَّمَا تَكَدِّبُنَّ دو دفعہ نہ کہا۔ ایک دفعہ تکذیب بصورت تشییہ کہدا یا۔ وَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِالْحَقْيِيقَه۔ اسی آئیت کو اس سورہ میں بار بار دھرا یا بھی ہے۔ یہاں تک کہ اس دفعہ آتی ہے۔

اس سے بھی وہی کبید یعنی مقصود ہے۔ اور بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی منعم و محسن کسی ناشکر سے سُر کرے۔ کیا تجھے اس سے انکار ہے کہ توبے یا رودگار تھا۔ میں نے تیری مدد کی۔ تجھے پالا۔ پر دش کیا۔ کیا تجھوں اس سے انکار ہے کہ تو نہ کا تھا۔ میں نے تجھے لباس دیا۔ کیا تجھے اس سے انکار ہے کہ تو بھوکا تھا۔ میں نے سی ریشم بنایا۔ کیا تجھے انکار ہے کہ تو جاہل و بے اب تھا۔ میں نے تجھے پڑایا نکھایا۔ جہذب بنایا وغیرہ۔ اگرچہ تاکید کا یہ اسلوب تقریباً ہر زبان میں پایا جاتا ہے لیکن عربی زبان میں الخصوصی تھا اور نہایت شیرین معلوم ہوتا ہے۔ وہی انداز قرآن مجید کی اس سورۃ میں ہے جسکی خوبی و شیرینی ستحاج بیان نہیں۔

**خَلْقُ الْأَنْبِيَاءَ مِنْ حَمَّٰلَةِ الْأَوْزَاعِ كَمَا تَكَنُونَ** ۵۵۔ وَرَبُّ الْمَعْرِيْبَيْنَ هُنَّاَيِّ الْأَوْزَاعِ  
تُرْجُمَةً:۔ اس نے انسان کو جھگیر کر طرح بھتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ اور جتوں کو آگ کی نری نیپٹ سے ہ پس اسے جن (النَّسْ) تھا اپنے رب کی کون کو نسی نعمت کو جھلاوے گے۔ وہی دوپتوں میں شرقوں کا رب ہے اور دونوں مغربوں کا۔ پس تم اوسکی کون کو نسی نعمت کو جھلاوے گے۔ وہی نفسیہ۔ جاڑ سے اور گرمی میں آفتاب دو جادا مطالع سے نکلتا۔ اور الگ الگ ڈوبتا نظر آتا ہے۔ یعنی جاڑ سے میں مطلع آفتاب اور ہوتا ہے۔ اور گرمی میں اور۔ اسی طرح مغرب بھی انہیں کو مشرق قرن اور مغرب میں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مراد ہر حال کل عالم ہے۔  
**مَرْجَ الْجَهَنَّمِ يَلْقَاهُنَّ** ۵۵۔ هُدُوْلُ الْجَهَنَّمِ فِيْ كُوْفَةَ الْأَوْزَاعِ  
تُرْجُمَةً:۔ اوسی نے میٹھے اور کھاری دوہمندر جھوڑے جو باہم ملتے ہیں۔ باہم نہ دنوں کے درمیان ایک پر دد ہے کہ باہم اکید و سرپنهیں بہتا۔ پس (اے جن (النَّسْ)) تھا اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھلاوے گے۔ ان دونوں نے موقع اوزونگے نکلتے ہیں۔ پس (اے جن (النَّسْ)) تھا اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھلاوے گے۔ اور دوہمندر میں ہماروں کی طرح بلند ہونیوالے جہاز بھی اوری کے ہیں۔ پس تم اوسکی کون کو نسی نعمت کو جھلاوے گے۔ ہر چیز فنا ہونیوالی ہے۔ (اے یغمیہ)  
صرف تیرے نظمت اور بزرگی والے پروردگار کی ایک ذات باقی رہتے والی ہے۔ پس (اے جن (النَّسْ)) تھا اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو جھلاوے گے؟۔

**الْفَسِير۔** مَرْجَ الْجَهَنَّمِ۔۔۔ الخ اختلاط پانی کا خاصہ ہے۔ بلکہ ہر مائع اور سائل کا کہ دوسرے مائع و سائل سے مجاہات ہے۔ الاما شاء اللہ۔ خصوصاً جبکہ یالی موجیں مارتا اور چھپتے رکھتا ہو۔ لیکن خدا کی شان ہے کہ میٹھے اور کھاری دوہمندر کی دو لہریں باہم پیوست ہو کر رہتی اور حلپی

سچنے کے قابل نہ ہوتے تھے۔ آخرت کی حیثیت کو بھی نہ مانتے تھے۔ اسی لئے انہیں دونوں باقتوں پر بست اڑتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں باقتوں کی حکایت اور ان کے زعم باطل کا بار بار اور طرح طرح سے جواب دیا۔ مسلم و نشر کیلئے فرمایا کہ چو پیدا کرنے پر قادر ہے۔ وہ مر نیکے بعد بھی جلاشی کی بھی قدرت رکھتا ہے۔ بھی فرمایا۔ کہ وہ آدم زاد کو مر نیکے بعد اسی طرح زندہ کر سکتا ہے کہ زین کو مردگی کے بعد پالی پرسا کر زندہ کر دیتا ہے۔ مگر یہاں ایک اور طریقے سے جواب دیا۔ اور فرمایا۔ **قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْفَعُ أَرْضُ مُيَمِّنِي مُنْكَرُهُ لَهُتَّى هُنَّ** ہن کا جب ہم رجایز گے تو ریت کھیت ہو جائیں گے۔ شکمیں دست و پا کا نشان ہو گا۔ وہ چشم و گوش تمام اجزاءے غصہ سب تفرق ہو جائیں گے۔ بخارے وجود کا ایک ذرہ کہیں ہو گا اور ایک کہیں۔ پھر ہم قبروں سے کیونکرا اٹھائے جاسکتے ہیں؟ مگر ان نادانوں کو معلوم نہیں کہ ہم جاتے ہیں کہ انہی جسم کے کوئی کوئی اٹھائے جا سکتے ہیں۔ مگر ان نادانوں کو معلوم نہیں کہ ہم جاتے ہیں کہ انہی جسم ہوا ہے۔ یا کتاب محافظہ حسیں سب کچھ لکھا جاتا ہے، موجود ہے۔ پھر ہمیں اون ذرات و اجزاء کے فراہم کرنے میں کیا دشواری ہو سکتی ہے۔ زین کے گھٹے اور گھٹائے ہوئے اجزاء جسم کو ہم پھر زین سے نکلا اور انکلو ادیں گے۔ اور مردوں کو چلا دینگے۔

**بَلْ لَذْنَ بُوَا بِالْحَقَّ** **فِي أَمْرِهِ مُرْتَجِعٌ**  
ترجمہ۔ بلکہ ان لوگوں کو امر حق پہنچا۔ یہ اوسے پہنچنے کے بعد جھٹلاتے ہیں۔ اسی لئے باتیں کرتے ہیں جنکو قرار نہیں۔

تفسیر۔ بل کذب اباب الحق لما جاءكم - فهم في امرهم - انکو حیرت و تعجب تو اس بات کا ہے کہ انہیں میں سو ایک بھی نہیں پیش آئند سے قرار ہا ہے۔ اور جو کچھ انعام و بازیشت کے بارہ میں کہتا ہے۔ اونئکھے علم میں بعید از قیاس کہتا ہے۔ لیکن اقی یہ بات ہے کہ اپنے پاس حق پہنچنے کے بعد جان بوجھ کو اوسے جھٹلاتے ہیں۔ اسی لئے بے سرو پاد باتیں کرتے ہیں جنہیں نہ ثبات سے نظردار کبھی رسول کو ساحر و شاعر کہتے ہیں۔ اور کبھی کسی کا سکھایا پڑھایا ہوا۔ یادیواد۔ اسی طرح قرآن کو کبھی سخود و جزو کہنے لگتے ہیں اور کبھی جنون و افترا۔ اگر اونئکے اپنے مزعومات تھیں ہوتے تو یوں بے جوڑ اور بے تکی باتیں کیوں کرتے۔ اگر انہوں نے کائنات کو حشمت بصیرت سے دیکھا ہوتا توحیات بعد الموت پر انہیں ذرا بھی تذبذب نہ ہوتا۔ کیونکہ ہمارا رسول اور ہمارا کلام قرآن مجید تو وہی حق ان کے سامنے پیش کر رہا ہے جوہ وقت افسوسی آنکھوں کے سامنے ہے۔ اوسے دیکھتے ہیں اور عبرت نہیں پکڑتے۔ اسی لئے تنبیہ

ہیں۔ مگر اکیدہ سری ہر نہیں بل تھیں۔ نظاہر اونئیں کوئی حاجب اور پر وہ نظر نہیں آتا۔ لیکن درحقیقتہ اونئیں پر وہ ہوتا ہے۔ جو بیٹھے پانی کو کھاری سے اور کھاری کو بیٹھے سے نہیں بل تھے دیتا۔ اور پھر یادِ جود کیکے دونوں پانیوں کی طبیعتیں الگ الگ ہیں۔ لگر دونوں سچے موڑ اور موڑ کرنے کا تھا تھے ہیں۔  
**سُتْعَدَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَاءِنْ هُفَاعِيَ الْأَرْضِ وَبِكُلَّ مَا تُكَلِّدُ لَهُ بَنْ**  
**سُرْجَمَهُ بَنْ**۔ آسمانوں اور زمین میں جو ہے اوسی کا سوالی ہے۔ اور وہ ہر روز ایک نئی شان میں ہے۔ پس (اے جن و انس) تم اپنے رب کی کسی کو نعمت کو جھڈلاوے گے؟

**مُقْفَسِيَهُ**۔ کُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَاءِنْ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مقدرات از لیلہ عالمیہ کو روزانہ اون کے وقت پر کتنم عدم سے عرصہ ظہور میں لاتا رہتا ہے۔ کسی دن اونکی وقت معطل و میکار نہیں۔ جیسے کہ فلاسفہ کہتے ہیں۔ اور یہود کا اعتقاد ہے۔

**سَنَدْرَغُ لَكُمْ** ۵۵۵۔ **فَلَوْ شَتَّصِرُواْنْ هُفَاعِيَ الْأَرْضِ وَبِكُلَّ مَا تُكَلِّدُ لَهُ بَنْ**  
**سُرْجَمَهُ بَنْ**۔ (اے جن و انس) عنقریب ہم اپنے وعدہ و عیدہ کتنم سے پورے کریں گے لیں تھم اپنے رب کی کوئی کوئی نعمت کو جھڈلاوے گے۔ اے گروہ جن و انسان! اگر قدرت رکھتا ہو کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے کہیں دُور باہر کل جاؤ۔ تو کل جاؤ۔ ہاں تم بغیر طاقت کے نہیں نکل سکتے۔ پھر تم اپنے پروردگار کی کوئی کوئی نعمت کو جھڈلاوے گے۔ تمہارے اور پروردگار کی لپٹ اور گھلایا ہوا تانسا چھوڑ اجایے گا۔ اور تمہارا کوئی بار و بار دگار نہ ہو گا۔ پس (اے جن و انس) تم اللہ کی کوئی کوئی نعمت کو جھڈلاوے گے؟ آیات کا مطلب صاف ہے۔

**فَإِذَا أَشَقَتِ السَّمَاءُ** ۵۵۵۔ **بَيْنَ حَمِيمٍ أَنْ هُفَاعِيَ الْأَرْضِ وَبِكُلَّ مَا تُكَلِّدُ لَهُ بَنْ**  
**سُرْجَمَهُ بَنْ**۔ پھر جب آسمان بھیٹے گا۔ تو وہ تیل کی طرح کلابی ہو گا۔ پس (اے جن و انس) تم اپنے پروردگار کی کوئی کوئی نعمت کو جھڈلاوے گے۔ پس جب ایسا ہو گا تو نہ انسان سے اوس کے گناہ کی بابت سوال کیا جائیگا نہ جنوں سے۔ پس تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت سے انکار کر دے گے۔ اسدن مجرم اپنی صورتوں سے پچاپن لئے جائیں گے۔ اور اون کے بھیٹے اور پاؤں پکڑ کر انہیں چھیٹا جائیگا۔ پس تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت سے انکار کر دے گے اور کہا جائیگا۔ یہ ربا وہ جہنم جسے مجرم جھڈلاتے ہیں۔ وہ پھر اونھیں ستم میں اور حکومتے ہوئے پانی میں بیقرار پھریں گے۔ پس (اے جن و انس) تم اپنے پروردگار کی کوئی کوئی نعمت کو جھڈلاوے گے و میم خات مقام دیہ ۵۵۵۔ **وَجَنَّا الْجَنَّاتِيَّنْ دَانِ هُفَاعِيَ الْأَرْضِ وَبِكُلَّ مَا تُكَلِّدُ لَهُ بَنْ**

**سر حکمه :-** اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہو کر حساب نہیں سے ڈرا۔ اوسکے لئے دو باغ ہیں۔ پس (اے جن و انس!) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھپٹلاوے گے۔ با غرب بھی وہ باز جو شاخوں کی لدے یعنی ہرے بھرے ہو نگے۔ پس (اے جن و انس!) تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھپٹلاوے گے۔ ان باغوں میں دوباری نہریں بھی ہو نگی۔ پس (اے جن و انس!) تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھپٹلاوے گے۔ ان باغوں میں ہر سیوا بھی دو طرح کا ہو پس تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو جھپٹلاوے گے۔ وہ خود تکیے لگائے ایسے فرشوں پر بیٹھے ہوئے ہو نگے جنکے استر متحمل کے ہو نگے۔ اور وہ وہیں سے پاس بیٹھے بیٹھے دونوں باغوں کے بچل توڑتے ہو نگے۔ پس (اے جن و انس!) تم اللہ کی کس کس نعمت کو جھپٹلاوے گے؟

**تفسیر :-** مذکورہ بالآیات میں اللہ تعالیٰ وہ نعمت عظیمہ بیان فرماتے ہیں جو پروردگار سے ڈرانے۔ منہیات سے بچنے والوں یعنی متقيوں کو عنایت ہو نگے۔ اور دنیا کی تمام نعمتوں کو بالا اور بہت بالاتر ہو نگے۔ باغ دنیا میں بڑی نعمت ہے۔ وہاں ایک چھوڑ دملیں گے۔ اور پھر خراب خستہ۔ لند منڈ نہیں بلکہ شاخوں اور کھلوں سے لدے چندے۔ دنیا میں کر صاحب باغ کو اپنے باغ کی آبیاری و سیر آبی کافکر ہوتا ہے۔ وہاں ہر باغ میں ایک نہر ٹرپی ہتھی احمد رخت درخت کو سیراب کرتی پھر لی ہوئی۔ خود وہ تکیے لگائے ایسے نرم فنازک گدوں پر بیٹھے ہو نگے جن کے استر بھی متحمل کے ہو نگے۔ ابڑوں کا کیا ذکر ہے۔ اس پر طریقہ کہ جلنے پھرنے اور محنت و شقت کے بغیر جہاں ہو نگے وہیں ان باغوں کے ایک ایک بچل سے اسقدر قریب ہو نگے کہ جسے جی چاہیگا تو طلیں گے اور کھائیں گے۔

**فِيمَنْ قَصَرُتُ الظَّرَفُ - ۵۵ - إِلَّا الْإِحْسَانُ هُنَّا لَا يَعْلَمُ كَمَا تَلَدَّى بِنَ**  
**سر حکمه :-** انہیں نجی نگاہ والیاں ہوئی جلواؤں سے پہلے نہ کسی انسان نے چھووا ہو گا نہ جر ج پس (اے جن و انس!) تم اپنے پروردگار کی کون کو نہی نعمت کو جھپٹلاوے گے۔ گویا وہ آب و زمین میں یا قوت اور مرحاب ہیں۔ پس (اے جن و انس!) تم اپنے رب کی کون کو نہی نعمت کو جھکے۔ کیا بھلامی کا بدلہ بھلامی کے سوا اور کچھ ہو سکتا ہے؟ پس (اے جن و انس!) تم اپنے پروردگار کی کون کو نہی نعمت کو جھپٹلاوے گے؟

**تفسیر :-** قصوات الظرف سے مراد ہیں عفیف و پاک دامن بیویاں جواز را عفت نگا اشنا کر بھی ادھرا و دھرنہ و کھنی ہو نگی۔ یا یہ کہ ان بیویوں کی نگاہیں ہر وقت صرف اپنے شو

ہی پر لگی رہیں گی۔ کہ انہیں کوئی چیزان سے اچھی نظر نہ آتی ہوگی۔ ایسی بیویاں جبقدماً شعہروں کی مسرت دخوشی کا موجب ہوتی اور ہو سکتی ہیں۔ محتاج بیان نہیں۔ اسی لمحے ان کو نہایے عظیمہ میں شمار کیا گیا ہے۔

**وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّاتٌ ۖ ۵—۵—۵**

ترجمہ۔ ان دونوں باغوں کے علاوہ دو باغ اور ہونگے۔ پس اے جن والش تم اپنے رب کی نعمتوں کو کہاں تک جھٹلاؤ گے۔ یہ دونوں باغ انتہائے سرسبزی سے سیاہی مایل ہونگے۔ پس اے جن والش تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں باغوں میں دو ابلجتے ہو۔ چشمے بھی ہوں گے۔ پس اے جن والش تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں باغوں میں میوے ہونگے۔ اور کچھ اور انار بھی۔ پس اے جن والش تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان باغوں میں نیک خوبصورت عورتیں بھی ہونگی۔ پس اے جن والش تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے جو سیاہ چشم ہونگی۔ خیوں میں بھی ہئے والیاں۔ پس اے جن والش تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ جنہیں ان سے پہلے نہ کسی انسان نے چھوا ہو گا۔ نہ جن نے۔ پس اے جن والش تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت سے انکار کرو گے۔ وہ خداون باغوں میں سبز قالینوں اور عمده گدوں پر بلطفہ ہو گے۔ پس اے جن والش تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت سے انکار کرو گے۔ اے پیغمبر رب ترے پروردگار کا نام برکت والا ہے۔ اور وہ بزرگ اور احسان کرنے والا ہے۔

**لِتَفْسِيَّرِ**۔ اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے وہ انعام گنوائے۔ جو اسے جن والش کو دنیا میں عطا فرمائے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ تمام انعامات ہا و جو وہ اپنی عظمت کے فنا ہونے والے ہیں۔ انکے ذکر کے بعد ارشاد و فرمایا۔ کل من علیہ حافان و یقی سرہلہ ذوالجلال والاكرام۔ پھر جن والش کے کفر ان نعمت کا ذکر فرما کر آخرت کی نعمت و نعمت کا ذکر کیا۔ جو آج دنیا میں ہماری نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اور ایمان و اتفاقی طرف جمع ہیں لاتے۔ وہ آخرت میں گرفتار عذاب ہونگے۔ مگر جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں کہ ایک دن ہم نے ماں الہ الممالک کے سامنے کھڑے ہو کر حساب دینا ہے اور اس لئے نیکی کرتے اور بدی سے بچتے ہیں۔ وہ آخرت میں ہمارے انعام سے ملامال ہوتے

من مانگی مرادیں پائیں گے۔ بلکہ ایسا کچھ کہ بھی وہم و گمان میں بھی نہ آیا ہوگا۔ چونکہ یہ الخامات دائمی اور برقرار ہے واسے ہونگے۔ اس لئے انکے فاتحہ پر فرمایا۔ تبریز اسم سریلیع ذی الحجۃ والدکرام

## تفسیر سورہ واقعہ

ملکہ میں نازل ہوئی۔ آئیں ۹ آیتیں ہیں۔ اور ۸۳ کلمات اور ۲۰۴ حروف۔  
جنگی نے عبد الدرب ابن مسعود کی سند سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو کوئی سورہ واقعہ کو ہر شب ایک بار پڑھتا ہے۔ اسے کبھی فاقہ کی مصیبت نہ اٹھانی پڑے گی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَذَا وَقَعَةُ الْوَاقِعَةِ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵  
 ترجمہ۔ جب قیامت آئے جب کا آنا کوئی جھوٹا قصہ نہیں ہے۔ اور جو پست و بلند کرنیوالی ہوگی۔ دا در، جب کہ زین زور سے ہٹنے لگے۔ اور پہاڑ کی اک ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ اور پھر غبار بن کر اڑنے لگیں۔ تم لوگ تین جماعتوں میں منقسم ہو جاؤ گے۔ ایک دا ہٹنے ہاتھ والے ان دا ہٹنے ہاتھ والوں کا کیا کہنا اور دوسرا،) بایش ہاتھ والے۔ کہ بہت ہی پڑے ہونگے یہ بایش ہاتھ والے۔ اور دوسرے،) اگلے کہ آگے ہی ہٹنے کے قابل ہیں۔ یہی اللہ کے نبیک و اسٹریم۔ دغرض، لخت و کرام کی جذتوں میں بہت سے اگلے ہونگے۔ اور بخوبی سے پچھلے۔ جو جرط او سختوں پر نکھلے گئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے اور ان کے پاس ہمیشہ ایک حالت پر رہنے والے نوعمر لڑکے آجھوڑے۔ دوڑے اور شراب روائی کے گلاس لاتے لیجاتے ہونگے۔ جن کے پینے سے نہ ان کو دروس ہوگا اور نہ نشہ میں مد ہوش ہونگے۔ نیز وہ میوے بھی جنہیں وہ پسند کریں۔ اور طاڑوں کے گوشت بھی جنہیں ان کا جی چاہے اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں بھی ہونگی۔ جیسے سیپ میں چھپے ہوئے موئی ہوں۔ یہ سب بدلا ہوگا ان کا مول کا جو وہ کرتے رہے رہتے۔ نہ اس جنت میں وہ کوئی لغوبات نہیں گے۔ نہ ایک دوسرے کو گھنگھا رہتا ہے گا۔ بلکہ ہر طرف سے سلام ہی سلام کی آوازیں آرہیں ہوں گی۔

تفصیر سورہ الرحمن میں اللہ تعالیٰ نے بیشتر پنے انعامات عظیمه وہن والش کی ناشکرگذاری کا حال بیان فرمائے کے بعد جن و انس کو وحصوں میں تقسیم کیا۔ ایک وہ جو اللہ پر ایمان رکھتے اس کے سامنے بھڑے ہونے کے دن سے پور نے ادنیک کام کرنے والے تھے دوسرے منکروں کا فرنہست۔ جبکو قیامت ہی کا یقین رہتا۔ اس لئے سورہ واقعہ میں پہلے قیامت کا یقینی ہعنابیان فرمایا۔ اور پھر بندوں کے نیک حلقے اور ان کے کاموں کے چھٹے بڑے بادے کا ذکر کیا۔ انہیں تینوں یعنی خاص خاص الخاص۔ اور منکر بدکار کے انعام اور فرع انعام کے اثبات پر سورت کو ختم فرمایا۔ جیسے چھوٹیں میں خاص اور خاص الخاص کا امتیاز ہے۔ بڑی میں بھی فرق مرتب ہوگا۔ لیکن چونکہ اس کا بیان ہتم بالشان نہ رہتا۔ ترک کر دیا گیا عام مضمومین سورت میں خصوصاً اثبات قیامت کے باب میں ہے۔ جو سابقاً مفصل بیان ہو چکے ہیں۔ اس لئے میں یہاں صرف خاص خاص باتوں ہی کی تفصیر پر التفاکر و گا۔ خاص صفة رافعہ کے معنی عموماً مفسرین نے یہ بیان کئے ہیں۔ کہ دنیا میں جو لوگ رفیع الطریق رہتے ہیں۔ انہیں قیامت کا دن سپت کرنے گا۔ اور جو لوگ سپت رہتے ہیں۔ انہیں بلند لیکن ان آیات کا سیاق اول و آخر بتارہا ہے۔ کیہاں یعنی مقصود وہیں ہیں۔ بلکہ مرد صرف یہ ہے۔ کہ دنیا نیروں زبر ہو جائے گی۔ جو نظام اس سوقت ہے وہ وہ ہم یہاں ہو گا۔ اس سوقت بندے تین جماعتوں میں منقسم ہونگے۔ ایک جماعت وابس طرف ہوگی۔ دوسرا یا باش طرف اور تیسرا جو سبکے اول و اعلیٰ ہوگی۔ اپنے استحقاق کے موافق سبک آگے جگہ پائے گی۔

السابقون السابعون کی تفصیر میں کسی نے لکھا ہے کہ وہ لوگ مراد ہیں۔ جنہوں نے ہجرت میں سبقت کی۔ بعض نے سابقین فی الاسلام کو مصداق ہٹھریا کسی سے سبقت فی الصلوٰۃ کو ذریعہ سبقت ہٹھریا میکن اصل یہ ہے۔ کہ قیامت کے دن سابقین اور مقررین وہی ہونگے۔ جو تمام نیکیوں میں دوسروں سے سبقت کرتے رہتے ہیں۔ میر و میرتی بات ہے کہ وہ وہی ہونگے۔ جو سابقین فی ہجرت اور سابقین الاسلام ہو سکے ہیں۔

ثُلَّةٌ مِنْ أَكْوَابِنَا وَقَلِيلٌ مِنْ أَكْلَاهُنَا مِنْ بَعْضِ أَخْرَيْنَ مِنْ سَيِّدِنَا وَآلِهِنَا وَسَلَّمَ لِيَنِي قَرِبَ قیامت کے لوگ مراد ہیں۔ جبکہ دنیا میں ایمان اور نیکی کا حال ہو جائیگا۔ اور ہر طرف باری ہی بدری ہوگی۔ اس لئے انہیں سے کہترین جنت پانے کے سخت ہونگے۔

لَا يَسْمَعُونَ فِي مَا نَفَوْا وَلَا قَاتَلُوا نَفَاهُمْ لِنَفَاهُوْنَ کی کثرت برتی ہے اور لوگ ایک دوسرے کو برائجلا کہتے ہیں۔ اچھے بڑوں کی زبان سے نہیں بچتے جبکہ بیس یہ باتیں نہ ہوں گی  
وَالصَّحَابَ الْمُهْمَنِينَ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵  
ترجمہ۔ اور وہ بہتے ہا تھوڑے سے مسودا ہے ہاتھ والوں کا کیا کہنا۔ بے کاشتے کی بیرونیوں اور لدے ہوئے کیلوں اور بیٹھے سایلوں اور بہتات کے ان میوں بنی ہیں گے۔ جو نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ کامے جائیں گے۔ اور اوس پر اپنے فرشوں پر بھیں گے۔ اور یہم فرش یعنی عورتوں کو از سرفہرست کریں گے۔ اور انہیں کواری پیاری اور وائیں ہاتھ والوں کی ہم سن بنائیں گے۔ اس گروہ میں بہت سے اگلے ہوں گے اور بہت سے پہنچتے ہیں۔

لَقَسِيلُوا إِنَّ النَّاسًا نَخْنَنَ كَمْ ضَنَيرَ كَمْ رَمْحَعَ - بقول امام رازی تین ہو سکتے ہیں۔ اولاً جو عین کہ سابقون کے ذکر میں لفظاً مذکور ہے۔ دوسرا کہ فرش کے معنی لشائیوں۔ اور ضنیر فرش ہی کی طرف عاید ہو۔ لیکن اس حالت میں مرفوونہ جو صفت ہے۔ وہ نامناسب ہو جاتی ہے۔ تیسرا کہ فرش بطریق تقمیں نشانہ پر وال ہو۔ اول نشانہ ہی ضنیر کا مرحم ہو۔ یہی مسلک زیادہ قرین قیاس ہے۔ اس لئے ترجیح میں بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

وَاصْحَابُ الْشَّمَاءِ مَا الصَّاحِبُ الْشَّمَاءِ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵  
ترجمہ۔ اور بائیں ہاتھ والے کہ بہت ہی بڑے ہیں۔ گرم پنسون اور گرم ابلیتے پانی اور کامے وہیوں کے سامنے میں ہوں گے۔ نہ رہنے کو کوئی ٹھنڈا تھکانا نہ ہو گا۔ اور کسی طرح کی عزت۔ کہ دنیا میں صاحب نعمت تھے۔ اور گناہ عظیم یعنی شرک پر اصرار کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کیا جب ہم مر جائیں گے۔ اور یہی اور ہڈیاں رہ جائیں دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ اور ہمارے اگلے باپ واحد بھی۔

قُلْ إِنَّ الْأَوَّلَيْنَ وَالآخِرِيْنَ الْخَمْرُ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ شرب الْحَمِيم

ترجمہ۔ اے رسول نہمان سے کہہ د۔ کہ اگلے اور ذی پچھلے وقت مقررہ پر سب جمع ہوں گے۔ پھر تم کو لے گردا ہو۔ دوبارہ زندگی کے جھٹلانے والو۔ تھوہر کا درخت کھانا پڑے گا۔ اور یہی سے پیٹ پھرنا ہو گا۔ پھر اس کے اوپر سے کھولتا ہو اپانی بینیا ہو گا۔ پس وہ سیا سے افسوں کی طرح ٹوٹ کر پانی پیتے گے۔ قیامت کے دن یہی ائمہ مہماں ہوں گے۔

نَخْنَنْ خَلْقَنَّكُمْ فَلَوْلَا أَنْقَدَّتُكُمْ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - ۵  
ترجمہ۔

ترجمہ - ہم نے تم کو پیدا کیا - پھر تم ہمارے دوبارہ زندہ کرنے کی کیوں تصدیق نہیں کرتے کیا تم نے کبھی عورت کیا - جو کچھ تم حموں میں ڈالتے ہو - آیا تم ان سے آدمی بناتے ہو یا ہم بناتے ہیں - ہمیں نے تمہارے درمیان موت کی میعادیں مقرر کی ہیں - اور ہم اس سے عاجز نہیں - کہ تمہاری جگہ تم جیسے اور بدل دیں - اور تمہیں ایسی صورت دیں - جسے تم جانتے بھی نہ ہو - تم ہمارے پہلے پیدا کرنے کو جانتے ہو - پھر کیوں عقل نہیں پکڑتے -

تفسیر - اللہ تعالیٰ جب خزانِ زرگان آخرت کے عذاب سے ڈراچکا - اور عذاب کی وجہ کار و کفر بیان کر چکا - تو پھر اس نے اثبات لجست کی دلیل بیان کی - کہ لوگوں کو دوبارہ زندہ ہونے کو محیب سمجھتے اور اس سے انکار کرتے ہو لیکن پہلی بار پیدا کرے پر جو دشوار تر ہونا چاہیئے مذرا بھی عورت نہیں کرتے - اور یہ نہیں سوچتے - کہ جب ہم منی سے جو قطرہ آب سے زیادہ نہیں - آدمی بناتے ہیں - تو مارنے کے بعد خاک کو زندہ کرنا ہمارے نزدِ یاک کیا بڑی بات ہے -

### اُفْرَعَ يَلِدُهُ مَا تَحْرُثُنَ

ترجمہ - جو کچھ تم سے بوئے ہو - تم نے اسے دیکھا نہیں - آیا تم اسے بوئے ہو - یا ہم اس کے بونے والے ہیں - اگر ہم چاہیں - تو اسکو چور چور کر دیں - اور تم افسوس کرتے رہ جاؤ - کہ ہم تو نقصان سے ماسے پڑے - بلکہ محدود ہو گئے -

### فَلَوْلَا أَتَشْكَرُونَ — ۱۷

ترجمہ - تم نے وہ پائی بھی دیکھا ہے تم پلتے ہو - کیا تم نے اس کو باولوں سے اتارا ہے - یا ہم اتارتے ہیں - اگر ہم چاہیں - تو اسکو طھارا کر دیں - پھر بھی کیا تم اللہ کی نعمتوں کا شکر نہ ادا کرو گے

### اُخْرَ حِسْبَمُ الظَّالِمِ تُؤْسِرُونَ

ترجمہ - جو آگ تم روشن کرنے ہو - کیا تم نے اسکو نہیں دیکھا - آیا اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا یا ہم پیدا کرنے والے ہیں - ہم ستم سی اسکو مسافروں کے فائدے اور عبرت کی چیز بنایا ہے پس اسے پیغمبر تم اپنے بزرگ پروردگار کے نام کی لتبیج کرتے رہو - مذکورہ بانا آیات میں اللہ تعالیٰ نے پہلے بیان کیا - کہ تم کو ہم پیدا کرتے ہیں - تم کسی اپنے جیسے کو - بلکہ پیدا کرنے کے بعد اب وداشت اور آب وداشت کو پکا نے کے لئے آگ بھی ہم نے ہی بنائی ہے - اگر ہم نے یہ چیزیں شہنشاہی ہوئیں - تو پیدا ہونے کے بعد بھی تمہاری زندگی محال بھتی -

الشما تم شجر تھا - سبھر آتش سے مرخ و عقارب عیسے وہ درخت مر اوہیں - جن سے رگڑ پا کر خرو

سخن و آنکھ نکل پڑتی ہے۔ چونکہ ان کا کسی سبز درخت سے نکلنے بغایہ استبعد ہے۔ اسی سے اللہ تعالیٰ سخن کی پیدائش اور اس کے درخت سے نکلنے کو بیان فرمایا۔

**الْخَرْسَ زَقْكُمْ أَنْكُمْ تَكْذِبُونَ**  
فلا أقسام بمواقع النجوم -

ترجمہ۔ ہم قسم کھاتے ہیں تاروں کی جگہوں کی۔ اگر تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے۔ کہ یہ بڑے درجہ والا قرآن ہے۔ جو کتاب محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ جسے پاک فرشتوں کے سو اکوئی ٹھنڈیں چھوتا۔ اور عالموں کے پروردگار کی طرف سے دیغمبر پر اتر رہا ہے۔ کیا تم اس کلام کو جھتلاتے ہو۔ اور اپنا معامل بناتے ہو۔ کہ اسکو جھتلاتے ہی رہو گے۔

**لَا يَحْسَدُهَا الْمُطَهَّرُونَ**- ظاہر آیت نقی پر دال ہے۔ اور مطہر وون سے پروانہ این عباس فرشتہ مراد ہیں۔ جو شرک و گناہ کی آلوگیوں سے پاک ہیں۔ لیکن آیت معنی ہے کہ کوئی مشتمل ہے۔ اسی لئے سجن و جنپ کو مصحف کا چھونا منوع اور نہیں عنہ ہے۔ لعین حاوی شیخی یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کو مطہر رہی ہا تھا لگایں۔

**وَنَجْعَلُونَ سَرْذَقَهُ أَنْكُمْ تَكْذِبُونَ**- یعنی کہا قرآن کے جھٹلائے کو تم کھانے پینے کی طرح لازم سمجھتے رہو گے۔

**فَلَوْلَا إِذَا بَلَغْتَ الْحَلْقَوْمَ**  
ان کنتم صدِّقِينَ<sup>۵</sup>

ترجمہ۔ جیکہ مرزاں کی جان گلے میں پہنچے۔ اور تم کھڑے دیکھتے ہو۔ اور ہم اس بخار سے پہنچتے ہمہ اے نزویک ترہوں۔ مگر تم نہ دیکھ سکتے ہو۔ اگر تم کو جزا سزا نہیں ہے۔ تو تم اس طبقی ہوئی جان کو سوں نہیں لوٹا لیتے۔ اگر تم اپنے دعووں میں ایسے ہی پسکے ہو۔

**فَاهْمَنْ كَانَ مِنَ الْمُقْرَبِينَ**

**وَتَصْلِيَةً حَجَدَمْ**

ترجمہ۔ اگر مرے والا ہمارے مقربوں میں سے ہے۔ تو اس کے لئے راحت و آرام نہیں سے بھری ہوئی جنت ہے۔ اور اگر وہ واپس طرف والوں میں سے ہے۔ تو اے پیغمبر تم پران واپس طرف والوں کا سلام ہو۔ اور اگر وہ مگر اس جھٹلائے والوں میں سے تھا۔ تو اس کے لئے اگر ماگر مپانی اور دوزخ کی علیوں اس کی ضیافت ہے۔

**فَسَلَمَ لَكَ**- یعنی اے ہمارے رسول ان لوگوں کا غم نہ کیجئے۔ وہ ہمارے عذاب سے بچ گئے۔ اور الغام سے ستحی ہوئے۔ جو خیر و سلامتی تم ان کے لئے چاہتے ہو میسر ہو گی۔

**أَنْ صَدَّا هُوَ الْحَقُّ الْيَقِينَ**

**الْعَظِيمُ**

ترجمہ۔ یہ باتیں بالکل صحیح یقینی ہیں۔ پس اے پیغمبر تم اپنے بزرگ پروردگار کے نام کی  
تسبیح کرو۔

## تفسیر سورۃ الحمد

یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی۔ اس میں ۱۲۹۱ آیتیں اور م ۵۵ کلمات اور ۶۷ ہے حروف ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سبح اللہ ما فی السموات - ۵ - ۵ - ۵ - ۵ - بذات الصداق

ترجمہ۔ جو چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ اللہ کے نام کی تسبیح کرتی ہیں۔ اور وہ غالباً جنت  
والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کا مالک اسی کا ہے۔ وہی جلتا اور مارتلتا ہے۔ اور وہ ہر بات پر  
 قادر ہے۔ وہی شروع سے ہے اور آخوندی ہمیشہ تک رہے گا۔ وہی اپنی صفت و قدرت سے  
ظاہر اور ذات و صفات کے لحاظ سے پوشیدہ ہے۔ اور اسے ہر بات اور ہر چیز کا علم حاصل ہے  
وہی ہے جس نے چھوٹوں میں آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ پھر عرش پر ہوئی طبقہ۔ جو چیزیں میں  
جا تی ہے۔ اور حواس سے نکلتی ہے۔ اور جو انسان سے اُترتی اور اس کی طرف چڑھتی ہے۔  
وہ ان سب کو جانتا ہے۔ اور وہ مہتاب کے ساتھ ہے۔ تم چہاں کہیں بھی ہو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو  
الہداس کو دیکھتا ہے۔ آسمانوں اور زمین کا مالک اسی کا ہے۔ اور ساتھ کا نام اللہ ہی کی طرف لوٹتے  
ہیں۔ وہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر کے انہیں گھٹاتا بڑھاتا ہے۔ اور وہ  
سب دلوں کی بات جانتا ہے۔

اَمْنُوْ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ - ۵ - اَنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

ترجمہ۔ لے لوگو۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاو۔ اور اس مال میں سے جس کا تم کو انگلوں کے  
مال میں سے مالک بنایا ہے۔ راہ خدا میں حرث کر د۔ اس لئے کہ جو لوگ تم میں سے ایمان لا لیں  
اور راہ خدا میں خپچ کریں۔ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔ اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ اور  
اس کے رسول پر ایمان نہیں لاتے۔ جو تم کو دعوت دیتا ہے۔ کتم اپنے رب پر ایمان لاو۔ اگر  
تم کو یقین ہو۔ تو اللہ تم سے اس کا عہد بھی لے چکا ہے۔

حَوَّالَنِی يَذْنُلُ عَلَى عَبْدِهِ

ترجمہ - وہی ہے۔ جو پنے بندہ پر واضح آئیں نازل کرتا ہے۔ تاکہ تم کو کفر کے اندر ہی سے بیان کی طرف نکالے۔ اور بے شک اللہ تم پر شفقت کرتا اور مہر بان ہے۔

**وَمَا لِكُلَّ أَلْقَنْفَقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ**

ترجمہ - اور تم کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے۔ حالانکہ آسمانوں اور زمین سب کی میراث کا اور راہ خدا ہی ہے۔ تم میں سے جن لوگوں نے مکہ کی فتح سے پہلے راہ خدا میں خرچ کیا اور راہ خدا میں رٹے۔ یوں اللہ نے ائمیں سے ہر ایک سے بھلائی مکا وعدہ کیا ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو۔ اللہ کو سب خبر ہے۔

**مَنْ ذَا الَّذِي يَقْرَضُ اللَّهَ قِرْضًا حَسْنًا فَيُظْلَعْفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ**

ترجمہ - وہ کون ہے۔ جو اللہ کو قرض حسنہ دے۔ کہ وہ اس کا دونا کرے گا۔ اور جن نیم الگ رہا۔  
**يَوْمَ تَرَى الْمُوْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ** صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ - اے پیغمبر تم اس دن ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے۔ کہ ایمان کا لوز رانکھے آگے اور انکی راہنما طرف چل رہا ہو گا۔ اور کہا جاتا ہو گا۔ آج تھا اے لے بشارت ہے۔ کہ جنتیں جنہیں نہیں بہتی ہیں۔ تم ائمیں ہمیشہ رہو گے۔ یہ بہت ہی بڑی کامیابی ہے۔ اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے۔ ذرا بخشنہ۔ ہم بھی تھاں روشنی سے اجالالیں گے۔ ان سے کہا جائے گا۔ جاؤ۔ پیچھے کو بوٹ جاؤ۔ اور کوئی روشنی تلاش کرو۔ اس کے بعد ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائیگی۔ جنہیں ایک دروازہ ہو گا جس کے اندر کی طرف ایمان والوں کے لئے رحمت ہو گی۔ اور باہر کی طرف منافقوں کے لئے عذاب۔ اب وہ پکار پکار کر کہیں گے۔ کیا ہم دنیا میں تھاں سے ساکھی نہ تھے۔ وہ جواب دینے کے ہاں تھے۔ لیکن تم رے پاسے نفسوں کو نیندیں ڈالا۔ اور لیست و لعل کرتے رہے۔ اور بتوت میں شک کیا۔ اور آرزووں نے تم کو دیکھا دیا۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم فرشتہ موت بن کر آپنہ چا۔ اور شیطان تم کو اللہ کے بارے میں دیکھ کر دیتا رہا۔ پس آج نہ تم سے فدی لیا جائے گا۔ نہ ان لوگوں سے جنہوں نے صریح کفر کیا تھا۔ تھا راٹھکانا دوڑنے ہے۔ وہی تھمارا صدقہ ہے۔ اور رُسٹھکانا۔

تفسیر حثیٰ جاء امر اللہ۔ امر سے بعض کے نزدیک موت مراد ہے۔ اور بعض کے نزدیک دو فن خیز چھوڑ کا جانا۔ اور غرر سے شیطان جو ہمیشہ اغوا کرتا اور بیک کاموں کو ڈیسیل میں ڈلاتا رہتا ہے۔

کی حاجت نہیں۔ اوسیکو ہمارا رسول ہمارا کلام پنچت کو پیدا کر رہا ہے۔ اچھا۔ اب تک کائنات پر  
عزر نہیں کیا تھا۔ تواب ہی کریں۔ اور غفلت کے بعد ہی شیار ہو جائیں ہے  
**أَفَلَمْ يَتَظَرُوا إِلَى السَّمَاءِ ۝ ۝ ۝ ۝ ۝ ۝**  
ترجمہ۔ کیا ان لوگوں نے آسمان پر بھی عذر نہیں کیا۔ جو اونکے سروں پر ہے۔ کہ ہم نے اوسے کیسے  
بنایا۔ اور کیسے زینت دی۔ کہ اسیں کوئی رخٹ نہیں؟ اور کہ ہم نے زین کیسے پھملایا۔ اور  
اسیں کھڑے رہنے والے پہاڑ جھائے۔ اور اسیں ہر ستم کے خوبصورت جوڑا گائے۔ تاکہ حق کی  
طرف رجوع نانیوالے مندروں کیلئے یہ باتیں ذیلیں بصیرت و نصیحت ہوں۔ اور آسمان سے برکت  
والا پالی برسایا۔ پھر شبدوں کی روزی کیلئے اوس پالی سے باغات۔ غله اور بھی لمبی کھجوریں  
اگائیں جنہیں تب تہ گپلیں آتی ہیں۔ اور ہم اوسی سے مردہ شمر کر وزندہ کر دیا۔ اور اسی طرح (بعد تو)  
زمین سے نکلنے ہو گتا ہے

چونکہ آیات حشر و نشر کے باب میں سابقًا مفصل کیا جا چکا ہے۔ لہذا یہاں تک را و اعادہ کی ضرورت  
**لَذَّ بَتْ قَبْلَهُمْ فَوْمَ نُوحٍ وَأَصْحَابَ الرَّسْتِ ۝ ۝ ۝ ۝**  
ترجمہ۔ ان سے پہلے نوح کی قوم نے بھی (نوح کو) جھسلا یا تھا۔ اور خنثی والوں اور قوم نمود دعا  
فرعون اور قوم لوط۔ بن کے رہنے والوں اور قوم تنع۔ ان سب نے (اپنے اپنے) سپنگریوں کو جھسلا یا  
تھا۔ ہماری دھمکی بھی پوری ہو کر رہی ہے  
**أَفَعَيْدَنَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ ۝ ۝ ۝ ۝**  
من جملے مجدد یہ ہے

ترجمہ۔ کیا ہم پہلی بار پیدا کرنے سے عاجز رہے تھے؟ (نہیں) بلکہ ہمیں لوگ از سر نو پیدا کرنے  
کے باب میں شک میں پڑے ہوئے ہیں ہے  
مطلوب یہ ہے کہ جو لوگ ہماری دل بار کی تخلیق کو انتہے ہوئے خلق کر را و اعادہ کے باب  
میں شک شک کرتے ہیں۔ غلطی پر یہیں نہ یہ کہ اعادہ فی نفسہ حال ہے۔ کیونکہ الگ ریت حال  
ہوتا تو تخلیق اول بدرجہ اولے مجال ہوئی چاہیے تھی۔ جب ہم اوس سے عاجز نہیں ہوئے  
تو اس سے کیوں عاجز ہونے لگے ہیں۔

**وَلَقَدْ خَلَقْنَا أَكْلَانَ وَفَلَكَمْ ۝ ۝ ۝ ۝ ۝ ۝**  
ترجمہ۔ اور بالیقین ہمیں نے انسان کو پیدا کیا۔ اور ہم جانتے ہیں کہ اسکے دل میں کیا کیا وسیعے  
آئتے رہتے ہیں۔ اور اسکی شہرگ کی نسبت بھی۔ زیادہ فریب ہیں ہے کیونکہ دو معلوم کہنیوالے

**الحمد للذين أمنوا ان تخشع قلوبهم — لعدكم تعلقون**  
 ترجمہ۔ کیا ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔ ابھی وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر اور جو حق نازل ہوا ہے۔ اس کے سنتنے کے لئے انکے دل نرم ہوں۔ اور ان لوگوں کی مانند نہ بنیں جن کو ہے کتاب دیکھی تھی۔ اس پر ایک درست گذرگئی۔ تو انکے دل سخت ہو گئے۔ اور انہیں ستر اکثر پڑ کار ہو گئے۔ آگاہ ہو۔ کہ اللہ ہی زمین کو اس کے مرے اجڑے کے بعد جلاتا سر بیز کرتا ہے۔ ہم نے تم سے آیات قدرت کھول کھول کر بیان کیں۔ تاکہ تم سمجھو۔

**ان المصدقوں والصادقات واقرئُهُنَّا اللَّهُ — اصحابُ الْجَيْمِ**  
 ترجمہ۔ جو مرد اور عورتیں خیرات کرتے ہیں۔ اور اللہ کو فرض حسنة دیتے ہیں۔ وہ ان کا دو چند کرو یا جائے گا۔ اور انکو اجر ملیکا۔ اور جو لوگ اللہ اور راس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ مہنی اپنے رب کے ہاتھ میں اور شہید ہوئے۔ ان کا اجر انہیں ملیکا اور ان کا انفرانک ساختہ ہو گا۔ اور جن لوگوں نے ہماری آمیزوں کو حبیطلا یا۔ وہ درج خی ہیں۔

**لَقَنْسِيرَاً وَلَئِكَ حَمْ الصَّدِيقُونَ الْخَمِيرَ مِنْ حَدِيفِينَ كَا اخْتِلَافٍ هُنَّ — كَهْ جَوَالِدَ اورِ**  
**رَسُولِ پَرَامِانَ لَائَهُ — وَهُنْ سَبْ صَدِيقُ وَشَهِيدُ هُنَّ — لِعْنِي ان کا رتبہ بہت بڑا رتبہ ہے۔ لِعْنِي کہتے ہیں۔ کہ او لئک حم الصدیقوں پر کلام ختم ہو جاتا ہے۔ شہداء سے بنا کلام ہے مطلب یہ ہے کہ شہداء اپنے رب کے قریب ہوئے۔ بظاہر یہی دوسرے مسئلک زیادہ قرین قیاس ہے۔ اس لئے کہ ایک وہ لوگ ہیں۔ جو راہ خدا میں خیرات کرتے ہیں۔ جنکو مصدقوں کہا گیا۔ اور سورت میں صدقہ ہی کی عام تاکید ہے۔ دوسرے وہ کہ راہ خدا میں مال خیرات کرنے کے علاوہ راہ خدا میں لڑکر مارے جائیں۔ ان کا رتبہ بالآخر ہونا چاہئے۔ وہی پہاں ظاہر کیا گیا ہے۔**

**أَعْلَمُوا إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُو — الْأَمْتَانُ عَلَى الْغَرَورِ**  
 ترجمہ۔ دنیا کی زندگی کھیل تماشہ۔ آرالیش اور باہمی بے بولیاں اور مال و اولاد کی کثرت یہ سب کچھ اس میں کی مانند ہے۔ کہ اس کا برسنا اگانا کاشتا کاری کو باعث باعث کرتا ہے۔ پھر وہ تمام روشنیگی خشک ہو جاتی ہے۔ اور تو اس کو زرد دیکھتا ہے۔ اور پھر وہ ندھ کہندھ جاتی ہے۔ اور آخرت میں عذاب شدید بھی ہے۔ اور اللہ کی مغفرت اور خوشنووی بھی اور دنیا کی زندگی تو نہیں دیہو کے کی پوچھی ہے۔

**ذُو الْفَضْلِ الْغَطَّاطِيم**

**سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ دِيْنِكُمْ**

ترجمہ۔ لوگوں نے پروردگاری مغزت اور اس حبست کے حاصل کرنے کے لئے دوڑو۔ جس کا طول دعویٰ اسماں دزمیں کے طول و عرض کے برابر ہے۔ اور اسکے تباہ کرنے کی ہے۔ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ اللہ کا فضل و کرم ہے۔ جس کو چاہے۔ عنایت کرے اور اللہ بڑے فضل و کرم والا ہے۔

### العنی الحمیدا صرا اصداب من محبیة فی آلا رض

ترجمہ۔ جو صیتیں زمین پر آئی ہیں۔ یا خود تم کو پہنچتی ہیں۔ وہ سب کتاب محفوظ میں ہیں۔ قبل س کے کہ ہم دنیا میں ان کو ظاہر کریں۔ بالیقین یہ بات اللہ کے نزدیک بالکل سہل سی یافت ہے۔ یہ اس لئے ہے۔ کہ جو چیز تھی اسے پاس سے جاتی تھے۔ اسپر عزم نہ کرو۔ اور جو کچھا اللہ تم کو دے۔ اسپر اتراؤ نہیں۔ اور اللہ کی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا جو خود بخل کرتے ہیں۔ اور وہ مسرور ہے بھی بخل کرنے کو کہتے ہیں۔ اور جو یہ باتیں سنکر بھی ان سے اعراض کرے۔ تو اللہ بے نیاز اور حمد کا مزار اور ہے۔

تفسیر لکیلۃ تاسواعلیٰ ما فائکم ولا تغیر حوا ماس سے یہ مراو نہیں ہے۔ کہ آدمی کی حال میں غمگین اور خوش ہی رہے ہو۔ بلکہ مدعا یہ ہے۔ کہ اتنا غم نہ کرے۔ کہ عنم کی حد سے گزر کر اپنے نفس کو خود ہلاکت میں ڈالنے لگے۔ اور نہ اتنا خوش ہو۔ کہ آپ سے ہاہر ہو کر سرکشی و عصیان پر کر باندھا۔ اسی لئے فرمایا۔ کہ وہ فرح جو اختیال و خنز تک جائے چاہئے۔ اللہ کو پسند نہیں۔ نہ یہ کہ مطلقاً خوشی اللہ کو پسند نہیں۔ ورنہ عام الہی پر خوش ہونا اور اس کا شکر یہ ادا کرنا وظیفہ اتنا نی ہے۔ اسی طرح عنم بھی خاصہ طبیعت ہے۔ جو قطعاً گم نہیں ہو سکتا۔

### القد ارسلنا رسلنا بالبيانات — ان الله فتوی عن يزه

ترجمہ۔ تحقیق ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی دیلیں دیکر بھیجا۔ اور ان کے ساتھ کتاب کو اتا رہا۔ اور ترازو دکوبھی۔ تاکہ لوگ انصاف کو تلقیم کریں۔ اور ہم نے لو ہے کو پیدا کیا۔ کہ آسمیں سخت خطرہ بھی ہے اور لوگوں کے خايدے بھی۔ تاکہ اللہ معلوم کرے۔ کہ کون کون بے دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ بیشک اللہ زبر و سوت و زور اور ہے۔

تفسیر نازکورہ بالآیت میں بینات سے مراو دلائل حقہ و محررات باہر و دلوں ہیں۔ اور نیز ان سے مادا مقیاس صدر و الففات یعنی اور امر و مفری ہیں۔ جن سے حق و ناحق اور بھلائی بردا میں مرق و امتیاز ہونا ہے۔ اور مو قہ ملتا ہے کہ آدمی نیکی اور عدل پر استقامت کرے۔

وَإِنَّا لَنَا الْحَدِيدُ الْخَزْ - لو ہے کے وجود سے بظاہر فایدے اور نعمات دلائل ہیں - فائدے کے اسقدر ہیں - کہ حیطہ بیان میں ہیں آ سکتے - اگر وہ اپیدان ہوتا تو ہذب و تمدن نے جو ترقی کی - کبھی نہ کی ہوتی - زندگی کا ایک ایک کام کھانے پینے کے متعلق ہو - یا سہنے سہنے سے متعلق - سفر ہو یا حضر ہو یہ کی مدد کے بغیر بی پا ہیں ہوتا کہیں بالکل موقوف علمیہ عمل ہے - تو ہمیں بہت ضروری - بہت نعمات کا بھی یہ عالم ہے - کہ دنیا میں جلتے حزن خابے ہوتے ہیں - سب لو ہے کی بدولت - اگرچہ لو ہا بڑا جاہستان اور جاہستانی میں کام آئے والا ہے - اور قتل نفس سب سے بڑی بُرائی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو نعمات عنیم سے تعمیر نہیں فرمایا بلکہ باس شدید سے تعمیر کیا اس لئے کہ یہ ان کا سوء استعمال ہے - کوہ لو ہے سے ظلم اور ناحق جاہستان کرے - درنہ چالئے کہ حق کی حمایت اور ناحق کے خلاف میں لو ہے سے کام لیا جائے - اسی لئے اللہ نے اسے پیدا کیا - اور فرمایا - قیلہ باس شدید اور پھر فرمایا کہ لو ہا اتارا اور اس لئے آثارا ہے - تاکہ وہیں کہ ہمارے بندوں میں سے کون کون لو ہا یعنی تین و سنان اور توب و تفکر کے کہ ہماری اور ہمارے رسولوں کی نظرت کے نئے کھڑا ہوتا اور ناحق کے مقابلہ میں حق کی حمایت کرتا ہے -

**وَلَقَدْ أَرَسْلَنَا لِنُوحًا وَابْرَاهِيمَ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسْقُونَ**  
ترجمہ - اور تحقیق ہم نے لفج اور ابراء صیم کو رسول بنکر کیا ہے - اور رسالت و کتاب انکی اولادیں رکھی - پس بعض انہیں سے راہ پر ہیں - اور اکثر انہیں سے بدکار ہیں -  
**فَلَرَقَفِينَا عَلَى أَثْأَرِهِمْ بِرِسْلَنَا وَقَفِينَا بِعِيسَى وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسْقُونَ**  
ترجمہ - پھر ہم نے انکے پیچے پیچے اور رسول بھیجی - اور انکے بعد علیؑ بن مريم کو بھیجا - اور اسکو انجیل دی اور جو لوگ انکے پیرو ہوئے - انکے دلوں میں رحم اور ترس رکھا - اور ترک دنیا جو انہوں نے خود ایجاد کیا - ہم نے ان پر فرض نہیں کیا تھا - بلکہ انہوں نے ہی اللہ کی خوشنودی کے لئے ایجاد کر لیا تھا - لیکن جیسا چاہئے - اس کی رعایت کا حق او ان کر سکے - پس جو لوگ انہیں سے ایجان لائے - ہم نے انہیں انکے اجر و سیئے - اور انہیں سے بہتر سے کہنے کا کارہیں -  
تفسیر فاتحناۃ النین امنوا - یعنی پیر دلن علیؑ نے از خود رضا جو ای خدا کے لئے رہبا نیت اختیار کی اور دنیا کو چھوڑ دیتھے - جس کا ہم نے حکم نہیں دیا تھا - اور یا وجود خود ترک دنیا کر نیکے رہدار ہوئے رہبا نیت کا حق او ان کر سکے - بلکہ فتنت و فجور میں الودہ ہوئے چلے گئے - انہیں سے جو

لوگوں سے اسلام کا زنا نہ پایا۔ اور ایمان صحیح لائے وہ تحقیق اجر و ثواب ہوئے۔ باقی اپنی رہبنتی میں پڑے رہنے کے باوجود جزا و ثواب سے محروم ہے۔

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ ذُو الْعِظَمَاتِ**

ترجمہ۔ اسے لوگوں جو ایمان لائے ہو۔ اللہ سے ڈرو۔ اور اس کے رسول پر ایمان لاو۔ کہ اللہ نے کو دوسرے حکمیتے۔ اور ایسا نور عنایت کرے کہ تم اس کی روشنی میں چلو۔ اور ہتماں کے گناہ معاف فرازے۔ اور اللہ سے بخششے والا ہمہ بان ہے۔ یہ اس لئے کہا جاتا ہے۔ تاکہ اہل کتاب یہ سمجھیں کہ مسلمان اللہ کے فضل پر کچھ بھی دسترس نہیں رکھتے۔ دلکشی ہم رکھتے ہیں ابھیں فضل و کرم اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جسے چاہے وہ فے۔ اور اللہ سے فضل و کرم والا ہے۔

تفسیر ایہا الذین آمنو۔ خطاب ہے مولیین اہل کتاب کی طرف کا پہنچ اہل کتاب ایمان والوں میں صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاو۔ اللہ تھمیں دوسرے اجر دیگا۔ قیامت کے دن توہنہا عنایت ہوگا اور ہتماں کے گناہ معاف۔ لیکن اگر تم ایمان و اسلام نہ لائے۔ تو قیامت کے دن محروم رہو گے۔ لشکر ایعلم کی تفسیر میں مفسرین میں اختلاف ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ لشکر ایمان والوں کے ہے۔ اور یقیدرون کی صنیف میں انہیں کی طرف راجح۔ مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب جان لیں کہ وہ جیسے کہ وعوے کرتے ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم پر کچھ بھی دسترس نہیں رکھتے۔ فضل و کرم اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جسے چاہے۔ عمل کرے اور جسے چاہے۔ محروم رکھے۔ بعض نے کہا کہ لذت ایمان نہیں ہے سادر یقیدرون کی صنیف رسول اللہ اور اصحاب رسول اللہ کی طرف راجح ہے۔ احمد بن حارثہ آسیت کا یہ ہے کہ یہ ہم سے اس لئے بیان کیا ہے۔ کہ اہل کتاب یہ سمجھیں کہ رسول اور اصحاب رسول کو اللہ کے فضل و کرم پر ایک فدا بھی دسترس نہیں۔ بلکہ دسترس ہمیں ہے اللہ تعالیٰ نے آگاہ کر دیا۔ کہ اللہ کے فضل پر دسترس کسی کو بھی نہیں۔ اور کسی کا مطہر ہے پلکہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ جسے چاہے۔ اپنے فضل سے مخصوص کرے۔ اور جسے چاہے محروم رکھے۔

## تفسیر سورہ المجادلة

مدینہ میں نازل ہوئی۔ اسمیں بالائیں آئیں سیم کلمات اور ۹۲۷ احراف ہیں۔

**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**

**قد سمع الله قول الّتی اغفور**

ترجمہ میں ہے پیغمبر اللہ نے اس عورت کی بات سن لی۔ جو اپنے شوہر کے ہارہ میں تجوہ سے حجکڑتی اور اسے شکایت کرتی ہے۔ اور اللہ تم دلذیں کی باتیں سنتا تھا۔ بیشک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ جو لوگ تم میں سے اپنی بیویوں سے نہ مار کر گزدیں۔ وہ انکی بائیں نہیں ہیں۔ انکی بائیں تو وہی ہیں جبھوں نے ان کو جانتا ہے۔ وہ تو ایک بیوودہ اور چھوٹی بات کہہ بیٹھتے ہیں۔ اور اللہ بیشک معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

تفسیر۔ ان آیات میں ٹھہار کی لغویت اور خولہ اوس کے شوہر اوس کا قصہ بیان ہوا ہے ٹھہار کی صورت یہ ہے۔ کہ شوہر اپنی بیوی سے کہدے کہ تو میرے لئے ماں کی برابر ہے سیا تیری پیٹھ میرے لئے ماں کی پیٹھ ہے۔ جاہلیت کے زمانہ میں یہ بھی طلاق کا حکم رکھتا تھا۔ اگر شوہر بیوی سے نہ مار کر گزتا۔ تو باہم تفرق و طلاق ہو جاتی۔ اوس بھی اپنی بیوی خولہ کو کسی وقت غصہ میں ہی کہہ سیٹھے۔ اگرچہ کچھ اس پر ناوم ہو شے۔ لیکن چونکہ اس زمانے میں رسماً طلاق و ٹھہار کا ایک حکم تھا۔ کہا کہ اس کیا ہوتا ہے۔ تم مجھ پر حرام ہو چکیں۔ خولہ نے کہا یہ بھی کہیں طلاق ہوتی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور ماجرا بیان کیا۔ چونکہ اب تک اس باب میں حدائقی کا کوئی حکم نہیں آیا تھا۔ اور سرمودہ بھتی جو بیان ہوئی۔ اپنے فرمایا۔ کہ تم اس پر حرام ہو چکیں وہ سن کر رو نے گی اور اپنے فقر و فاقہ اور تنہائی میں اور بچوں کی سکی پر رو نے اور اللہ سے شکایت کر لے گئی۔ اور بار بار رسول اللہ سے عرض کیا۔ کہ کوئی سبیل بھی باہم جمع ہو سکنے کی ہے لیکن اپنے ہر بار بھی میں جواب دیا۔ اور خولہ کا گریہ و بکا بڑھتا گیا۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی۔ اور ٹھہار کی لغویت کی خبر آگئی۔ اپنے فرمایا کہ جاؤ اپنے شوہر کو بلالا۔ وہ آیا۔ تو اپنے یہ آیات سنائیں۔ اور ندن و شوہر کو جمع کر دیا۔

**وَالَّذِينَ يُظْهِرُونَ مِنْ نِسَاءِهِمْ ثُمَّ لَيَعُودُونَ**

ترجمہ اور جو لوگ اپنی بیویوں سے نہ مار کریں۔ اور کچھ لوٹیں اسی بات کی طرف جو کہی تھی۔ تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے قبل انکو ایک غلام آزاد کرنا چاہتے۔ تم کو اس کے ذریعہ تنبیہ و فصیحت کی جاتی ہے۔ اور چوکچھ تم کرتے ہو۔ اللہ جانتا ہے۔

تفسیر۔ ثمّ لیعودون لما قالوا اس کے دعویٰ ہیں۔ اول کہ جس بات کو اپنے اوپر اپنے قول سے حرام کر چکے ہیں۔ اسی کے اتنکا ب کی طرف پھر لوٹیں۔ یعنی ٹھہار سے نادم ہو کر زناشویٰ کی طرف

رجوع کرنا چاہیں ۔ دوسرے یہ کہ نہار کرنے کے بعد پھر نہار کریں ۔ تو چونکہ وہ ایک فعل لامینی کے مرکب ہو ہوتے ہیں ۔ انہیں ایک غلام آزاد کرنا چاہئے ۔ یہ کفارہ غلیظ اس لئے مقرر کیا گیا ہے تاکہ لوگ اس کے ارتکاب سے احتراز کریں ۔ اور صیحت پکڑیں ۔ کہ آئندہ ایسا نہ کرنا چاہئے ۔

**فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فُصِّيَّا مِنْ شَهْرَيْنِ** ————— **وَاللَّكَفِرُيْنَ عَذَابُ الْيَمِ**  
 ترجمہ ۔ پھر جس کو غلام آزاد کرنے کا مقدور نہ ہو ۔ وہ متواتر و دواہ کے روزے رکھے ۔ اس سے قبل کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں ۔ اور اگر اس کی بھی تو فرق نہ ہو ۔ تو ساختمانیں کو کھانا کھلانے ۔ یہ اس لئے ہے کہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاو ۔ اور یہ تہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں ۔ اور منکروں کے لئے سخت عذاب ہے ۔

**أَنَّ الَّذِينَ يَحَاوُونَ إِلَّا اللَّهُ وَرَسُولُهُ** ————— **عَلَى أَكْلِ شَيْءٍ شَحِيدٍ**  
 ترجمہ ۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے عداوست و مخالفت کرتے ہیں ۔ وہ ذلیل کئے جائیں گے ۔ جیسے کہ ان سے پہلے والے خلیل کئے گئے ۔ اور یہم نے کھلے کھلے احکام اتنا ریسے ۔ اور کافروں کے لئے خوار کرنے والا عذاب ہے ۔ اس دن جیکہ السدان سب کو دوبارہ جلائے گا ۔ پھر بنائے گا کہ وہ کیسے کیسے عمل کرتے ہیں ۔ اللہ ان سب کو گنتا گیا ہے ۔ اور وہ انکو جہول گئے ہیں ۔ اور اللہ ہر بات کو درکھور رہاتے ہے ۔

**إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ**

ترجمہ ۔ اے پیغمبر کیا تم نے اس بات کو نہیں دیکھا ۔ کہ اللہ جانتا ہے ۔ جو کچھ کہ اسماں میں ہے ۔ اس جو کچھ زمین میں ہے ۔ تین آدمیوں کا کوئی مشورہ نہیں ہوتا ۔ لیکن وہ چوڑھا ہوتا ہے ۔ اسپلچ کا کوئی مشورہ نہیں ہوتا ۔ لیکن وہ چھٹا ہوتا ہے ۔ اور نہ اس سے کم اعذ یادہ کا کوئی صلاح شدی ہوتا ہے ۔ لیکن وہ اتنے ساتھ ہوتا ہے ۔ جہاں کہیں بھی وہ ہوں ۔ پھر وہ جو جو دنیا میں کرتے رہے ۔ خیامت کے دن انہیں جتا یعنی گا ۔ بالیقین اللہ سب باتوں کا جاننے والا ہے ۔

**إِنَّهُ تَوَالِيَ الَّذِينَ نَخْمُوا** ————— **فَبَئِسَ الْمَصِيرُ**

ترجمہ ۔ اے پیغمبر کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا ۔ جنکو چکے چکے بات چیت کرنے سے منع کیا گیا ہے ۔ اور گناہ کی زیادتی اور رسول کی نادری ای کے متعلق چکے چکے باقی کر دیں ۔ اور جب تمہارے پاس آتے ہیں ۔ تو تم کو ایسے لفظوں میں سلام کرتے ہیں ۔ جن سے اللہ نے تم پر سلام نہیں بھیجا اور نہیں دل میں کہتے ہیں ۔ کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں ۔ اس کی پاواش میں اللہ نے ہمکو عذاب

کیوں نہیں کیا۔ انسکے لئے جہنم کی سزا ہے۔ جب میں طلبیں کرے۔ اور وہ ان کا پرانا دھکا ہے۔ تفہیم یہ ہو وہ منافق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے۔ تو بجا مئے السلام علیکم کے السلام علیکم کہتے۔ یعنی تم پر درست ہو۔ تم مرو۔ اور بھر کہتے ہیں۔ کہ اگر یہ شخص واقعی نبی ہے۔ تو جو کچھ ہوں کچھ ہیں۔ اس کی سزا میں ہم پر عذاب الہی کیوں نہیں آتا۔ اللہ نے فرمایا۔ کہ انسکے لئے عذاب جہنم کا حی ہے۔ دنیا میں جو عذاب کسی پر آتا ہے۔ وہ مشیث مصلحت کے موافق آتا ہے۔ چونکہ مصلحت نہیں۔ اس لئے دنیا میں ان پر عذاب نہیں آتا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا شَأْتُمْ

ترجمہ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ جب تم ایک دوسرے سے سرگوشی کرو۔ تو گناہ و ظلم لورنا فرمائی رسول کی بابت سرگوشی نہ کرو۔ اور بھلانی کو پہنچاری کی بابت سرگوشی کرو۔ اور اس اللہ سے ڈین۔ جس کی طرف قیامت کے دن جمع کئے جاؤ گے۔ سرگوشی شیطان کی طرف سے ہے۔ تاکہ ایمان لانیوالے اس سے کہیں۔ حالانکہ اس سے انہیں لفڑیان کچھ بھی نہیں ہے۔ مگر یہ کھدا ہی چاہے۔ اور مومنوں کو چاہئے۔ کہ اللہ پر بھروسہ کریں۔

تفہیم لیں بھذا تھم یعنی سرگوشی یا شیطان سے مومنوں کو کچھ نہیں ہر پنج سکتا۔ البتہ منافقین کے حق میں ہے۔ یعنی اے لوگو جو زبان سے ایمان لاتے ہو۔ اور ابھی ول میں ایمان نے جگنے نہیں کی ہے۔ برائی کی بابت سرگوشی نہ کرو۔ ہاں بھلانی کی بات چیز کرو۔ کہ نہیں بھی کچھ ناید ہو۔ ورنہ تمہاری ان ہاتوں سے پچھے مومنوں کا بگڑانا ہی کیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفْتَتَحُوا

ترجمہ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ جب تم سے کہا جائے۔ مجلس میں کھل کر بیٹھو۔ تو کھل میٹھا کرو۔ اللہ تم کو کشاش دے گا۔ اور جب کہا جائے۔ کہ اٹھ کھڑے ہو۔ تو اٹھ کر کھڑے ہو جایا کرو۔ تم میں سے جو ایمان لائے ہیں۔ اور جنکو علم دیا گیا ہے۔ اللہ انکے درجے بلند کر لے گا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو۔ اللہ جانتا ہے۔

تفہیم۔ ان آیات میں آواب مجلس کی تعلیم کی تکی ہے۔ کہ جب کھل کر بیٹھو۔ دوسروں کو جگہ دینے کا موقعہ آئے۔ تو اسمیں تماں نہ کرنا چاہئے۔ مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی۔ کہ رسول اللہ اہل بدر کی عزت کیا کرستے تھے۔ ایک دن مجلسیں جسی ہوئی تھی۔ کہ چند اہل بدر آئے اور سلام کر کے جگہ کے منتظر کھڑے رہے۔ لوگوں نے ان کو جگرنے دی۔ آخر اپنے

نام بنا م لوگوں کو اٹھنے اور سر کئے کا حکم دیا۔ تب انکو سیٹھنے کی جگہ ملی۔ اسی باب میں پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

**يَا إِيَّاهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَأْتِلَ جِيمٍ**

ترجمہ۔ اے لوگو جو ایمان لا پچھے ہو۔ جب تم کو رسول کے کان میں کوئی بات کہنی ہو۔ تو کان میں اپنی بات کہنے سے پہلے کچھ صدقہ دیا کرو۔ یہ تمہارے حق میں ہے تراور دلوں کو پاک کرنے والا ہے۔ پھر اگر نہ پادھ تو اندھڑا معاف کرنیوالا اور مہربان ہے۔

تفہیم۔ بڑے آدمیوں کا قاعدہ ہے کہ جب کسی مجلس میں آتے ہیں۔ صاحب مجلس سے وہ ضرورت دیلا ضرورت جو کچھ کہتے ہیں۔ عموماً کان میں کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اغذیا سنائے تھے۔ اور غریبوں کو بات کرنے کا موقعہ نہ دیتھے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ کہ آئندہ جو کوئی رسول سے سرگوشی کرے۔ تو چونکہ آواب مجلس کے خلاف ہے پہلے سے کچھ صدقہ نکالے۔ مرعایہ سخا کہ بدلون ضرورت کے سرگوشی نہ کی جائے۔ اس سے یہ فائدہ ہوا۔ کہ اغذیا نے سرگوشی کم کر دی۔ اور عوام کو کہنے سننے کا زیادہ موقعہ ملنے لگا۔ نیز جو منافق مجلس میں آتے اور ناحی سرگوشی کر کے وقت صنایع کیا کرتے تھے۔ وہ بھی اب صدقہ کا نام سنکر لگ ہو ڈیجئے۔ باقی ہے سچے مسلمان ان کو اگر واقعی کوئی ضرورت ہوتی تھی۔ تو اسے صدقہ میں کچھ تامل نہ تھا۔ اور جو تھی وہ سست تھی۔ وہ مذہ معاف تھے۔

**عَاهَشْفَقْتُمْ لَقَدْ مُؤْمِنٌ يَدِي بِحِجُّكُمْ** — **وَاللَّهُ أَصْبَرَنِّيْنَا عَمَلُونَ**

ترجمہ۔ کیا تم اس سے ڈر کئے کہ سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ دیا کرو۔ پس جب تم یہ نہ کر سکے۔ اور اللہ نے تمہاری تو بے قبول فرمائی۔ تو نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف کرو۔ جو کچھ مکرتے ہو۔ اللہ وہ سب جانتا ہے۔

تفہیم۔ صدقہ کا حکم آئے ہے سرگوشی لوگوں کی رسول اللہ سے بند ہو گئی۔ جو فی الحبل حکم کا ایک سختا۔ لیکن اصلی بدعا یہ سختا نہ لوگ نفاق سے نکل کر اخلاص و عمل اختیار کریں۔ اس لئے پھر وہی نہ ہوئی۔ کہ لوگو صدقہ دینے سے تم لوگ ڈر گئے۔ دیکھو اب سرگوشی نہیں کرتے۔ اچھا ہے۔ یہ نہیں کر سکتے۔ تو نہ سہی۔ آئندہ روزہ نماز زکوٰۃ کی ہی پابندی کرو۔ کہ یہی ایمان دا اسلام راصلی غرض ہے۔

**سَاعَمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ** — **الْمُتَزَلِّلُ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا**

ترجمہ - اے پیغمبر کیا تم فہ ان لوگوں کو نہیں دیکھنا۔ جہنوں نے دوستی باندھی ہے۔ ان لوگوں سمجھن پر  
انتہا کا غضب آیا۔ یہ لوگ نہ تم میں سے ہیں۔ نہ ان میں سے اور پاوجو و جانشے کے جھوٹی متعین کھاتے  
ہیں۔ اللہ نے انکے لئے سخت عذاب تیار کیا ہے۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ بڑا کرتے ہیں۔  
تفصیر پیغمبر آیت منافقون کے بارہ میں ہے۔ جو ایک طرف مسلمانوں سے ملنے ہوتے ہیں۔ دوسرا طرف  
یہود سے یارانہ کا اٹھا کر نہ ہتھے۔ اور اور بھی متعین کھاتے ہیں۔ اور اور بھی کہ یہم تمہا سے  
ساختہ ہیں۔

فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّحْكَمٌ

اَتَخْذِدُوا اِيَّاهُمْ حَبْنَةً

ترجمہ - انہوں نے اپنی خدوں کو اپنے بچاؤ کا ذریعہ بنارکھا ہے۔ اور لوگوں کو راہ فدا سے روکتے ہیں پس  
انکے لئے خوار کرنے والا عذاب ہے۔

لَنْ قَنِعَ عَنْهُمْ — هُنْ فِي حَالَدُونَ — اَلَا اَنْهُمْ حُمُمُ الْكَنْبُونَ

ترجمہ - اللہ کیہاں نہ ان کا مال ہی انکے کچھ کام آئے گا۔ نہ اولاد ہی۔ وہ وزنی ہیں۔ اور جمیشہ  
اسکی میں یہیں گے۔ جس دن اللہ ان سب کو زندہ کرے گا۔ اس کے سامنے بھی متعین کھائیں گے  
جیسے کہ نہ ملے سامنے کھاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ ہم بھی کچھ ہیں۔ سجنوجی وہ بالکل جبوٹے ہیں۔

اَسْتَوْفِ اَعْلَمُ الشَّيْطَانَ — حُمُمُ الْخَنْسُونَ

ترجمہ - شیطان ان پر غالب آگیا ہے۔ اور اللہ کی یاد انکو بجاوی ہے۔ وہ شیطان کی جماعت  
ہیں۔ آگاہ ہو مکہ شیطان کی حاصلت نقصان اٹھانے والی ہے۔

اَنَّ الَّذِينَ يَحَادُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ — اَنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَنْ يَنْزِلِ

ترجمہ - جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے خلاف کرنے پر اڑتے ہیں۔ وہ ذلیل ترین لوگوں میں  
سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ لکھوچکا ہے کہ میں اور میرے رسول آخر کار غالب ائمہ گے۔ بیشک  
اللہ زور اور زبردست ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يَوْمَ نَدْعُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ — رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضِيُّوْعَنْهُ

ترجمہ - اے پیغمبر تم نہ دیکھو گے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان لوگوں  
سے دوستی رکھتے ہوں گے جو اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی رکھتے ہیں۔ اگرچہ وہ ان کے باپ بیٹے  
بھائی یا کنبہ ہی کے کیوں نہ ہوں۔ یہی وجہ ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان  
چاگز بن کر دیا ہے۔ اور اپنی بیوی سے انجی تائید کی ہے۔ اور ان کو وہ جنس توں ہیں جگہ دے گا۔

جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ہمیشہ انہیں میں رہیں گے۔ اللہ ان سے خوش اور دادا ائمہ سے خوش۔

تفسیر۔ آیات مذکورہ بالایں مخلصین فی الایمان کی خصوصیت خاصہ اور اس کے بداسج بیان کئے گئے ہیں۔ کہ جو لوگ واقعی اور سچا ایمان رکھتے ہیں۔ وہ دشمنان خدا و رسول سے تعلق نہیں رکھتے ہیں کہونکہ دشمنان خدا و رسول کی وسیعی حذا و رسول کی درستی کیا تھا جنہیں کی تعلیم پر منقول ہے کہ یہ آیات ابو عبیدہ ابو بکر صدیق مصعب ابن عمر عصرِ بن الخطاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق میں نازل ہوئیں جنہوں نے اسلام لائیں ہے پھر اپنے باپ۔ اپنی اولاد۔ اپنے بھائی اور اپنے کنبہ والوں سے نہ صرف قطع تعلق کیا۔ بلکہ ان سے لڑتے۔ اور اپنے ہاتھوں سے ان کو قتل کیا۔

## تفسیر سورۃ الحشر

یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی۔ ۱۴۰۰ میں ۲۳ آیتیں۔ ۵۰۰ کلمات اور ۱۰ کیز اربوں سوتیہ حرفاں ہیں

**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ**

سُبْحٰنَ اللّٰهِ مَا فِي السَّمَاوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ — فَاعْتَبِرْ وَا يَا أَوْلَى الْأَهْلِ  
ترجمہ۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ وہ سب اللہ کی تسبیح و تقدیس کرتا ہے۔ اور وہ  
ذبر و سست اور حکمت والا ہے۔ وہی ہے۔ جس نے ان لوگوں کو ہمیشہ اہل کتاب میں سے کفر  
پر اصرار کیا تھا۔ انکے شہرو دیار سے نکالا۔ جو ان کا پہلا حشر ہے۔ مسلمانوں کو تم تو گمان بھی نہ  
کرتے ہو گے۔ کہ وہ نکالے جائیں گے اور وہ گمان کرتے تھے۔ کہ انکے قاتلان کو اللہ سے بچا  
لیں گے لیپیں اللہ نے انکو اکھیراً اس طرف سے جس طرف کے لمبی انہیں وہم بھی نہ ہوا تھا۔ اور  
انکے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ کہ اپنے گھروں کو اپنے خدا و ایمان و افول کے ہاتھ سے دیکھنے  
لگے۔ پس اے بصیرت والو۔ اس سے عبرت پکڑو۔

تفسیر۔ اس سورۃ کا نام سورہ فضیل ہے۔ اس نئے کہنی فضیل کے یہود کے بارہ میں نازل  
ہوئی۔ جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلا وطن کیا۔ ان کا قصہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ  
مدینہ میں پشت لعنی لائے۔ تو بھی فضیل نے اپ سے اس پشت پر صلح کر لی۔ کہ نہ ہم اپ سے اڑیں گے  
اور نہ انکے ساتھ ہو گر کی اور سے۔ جب غزوہ پدر ہوا۔ اور رسول اللہ نے کفار پر فتح پائی۔ تو  
یہ لوگ با ہم چڑھا کر نہ لگئے۔ کہ یہ تو وہی بھی معلوم ہو گئے ہیں۔ جن کا وہ یہم تو رہتے ہیں پرانے

(فرشے) اوس کے دوائیں اور بامیں سمجھا جائے۔ اوسکا حال (معلوم کرنے رہتے ہیں) اور وہ کوئی بات منہ سے نہیں نکالتا لیکن ایک مگر ان اوسکے پاس تیار رہتا ہے۔

**مَحَاجِعُكُمْ سَلَرَةُ الْمَوْتِ بِكُجُونِيَّ**

ترجمہ:- اہموت کی سختی واقعی آئی۔ یہی تو ہے جس سے توکرتا تھا۔ اور صور پھونکا گیا۔ یہی دھمکی کادن ہے۔ اور ہر نفس آہا ضررو جسکے ساتھ ایک ہانکنے والا ہے۔ اہم ایک اوسکا گواہ ہو گا۔ تو اس غفلت میں تھا۔ پس ہم نے تیری آنکھوں پرچمے اٹھائے پیلا جسی بینائی تیز تفسیر:- دوست اصدقہ قیمتی ہے کہ اوس سے آیا ہوا سمجھنا چاہیئے۔ پس آدمی سوچ کر وہ کس سے کترتا ہے۔ اور اس کترلنے سے کیا فائدہ حاصل ہو گا۔ موت کے بعد نفح صور بھی اتنا قریب اور یقینی ہے کہ گویا پھونکا جا چکا۔ اور ہماری طرف سے منکر دیے کہا جا رہا ہے کہ یہی وہ دن ہے جس سے ڈرایا جاتا تھا۔ نفح صور کے حساب کتاب بھی اتنا نزدیک اور قیمتی ہے کہ گویا ہر نفس ہمارے سامنے حاضر کیا گیا ہے۔ کوئی فرشتہ اوسی ہانکتا ہوا ازبر دستی ہمارے حصنوں میں لا آتا ہے۔ اور کوئی اوسکے اعمال کی گواہی کیلئے اوسکے ساتھ ساتھ ہے۔ اور ہماری طرف سے اوسکو خطاب ہے کہ تو دنیا میں غفلت میں پڑا رہا۔ اور اس میں کافی تجویز خیال آیا۔ یقین ہوا۔ شرک ہم نے تیری آنکھوں کی پور دسے اٹھا دئے۔ تیری نگاہ بھی اتنی تیز ہو گئی ہے کہ جو تجویز دنیا میں نظر نہ آیا تھا وہ آج یہاں اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔

**وَقَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ**

ترجمہ:- اور اس کے ساتھ رہنے والا (فرشت) کہے گا۔ پڑا مراعمال (جو میرے پاس ہے تیار ہے) (ہمارا حکم ہو گا) ڈال دو جہنم میں ہر سرکش کافر، نیکی سے روکنے والے، اخذ سے بڑھ جانے والے۔ شک کرنیوالے کو جو اللہ کے ساتھ دوسرہ نکو شریک کرتے رہے ہاں سکونت عذاب میں الدو۔

**قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ**

ترجمہ:- اوسکا ساتھی کہو گا آسے میرے رب! اسے میں نے سرکش نہیں بنایا۔ یہ خود پرے سرے کی گمراہی میں پڑا محتاج اللہ فرمائیگا۔ تم میرے سامنے جھکٹے کو رہنے دو۔ ہم تو یہی تکھوپی دھمکی بھنجا چکے تھے۔ ہمارے یہاں باید لی نہیں جاتی۔ اور ہم بندوں پر ظلم کرنیوالے بھی نہیں۔

تفسیر:- موت اصدقہ قیمتی اور ہر وقت کا مشاہدہ ہو کر کسی کو اس کے باہم میں انکار کیا شک و شبہ کی بھی نجاشش نہیں۔ لیکن با ایسے ہمہ آدمی موت کی طرف سے غفلت میں گزارتا ہے۔ اور جاہتا ہے کہ

ہیں۔ لیکن جب احمد بن سالمانوں کو شکست ہوئی۔ تو اس فتیلے کے چند آدمی کو کہہ دینے پڑے۔ اور قوم کی طرف سے پیغام دیا۔ کہ ہم اس مدعا نبوت کے خلاف تمہارے ساتھ ہیں۔ اور خاتم کعبہ میں وہل ہو کر فرقہ بنین بنے باہم عہد پہنچان کیا۔ ابھی اشرف یہود مکہ ری میں تھے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آئی اور بنی لفییر کی اس حرکت کی خبر پہنچائی۔ آپ نے حکم دیا۔ کہ کعب بن الٹت کو جو سردار یہود بیکر کو کہہ دینا تھا۔ قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ محمد بن سلمہ نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سالمانوں کو ان پیچھوں طرح جانے کا حکم دیا۔ جوزہرہ نامی قصبه میں رہا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دبھی میں تھے۔ ویکھا۔ کہ کعب بن اشرف کو رو سہم میں۔ کہا کیا ابھی کوئی اور آفت ہم پہنچانی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اب تم لوگ مدینہ سے مکل جاؤ۔ انہوں نے کہا مرا نا منظور گری منظون ہیں۔ چنانچہ جنگ کی منادی کرادی۔ عبد الدین ابن الجیزہ منافقین نے بھی کہلا بھیجا۔ کہ خبر وارثتھ سے نہ نکلتا۔ اگر مسلمان تم سے لڑے۔ تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اب یہود نے رسول اللہ کے ساتھ غدر کار ادا کیا۔ اور پیغام بھیجا۔ کہ غلام مقام پر آپ اپنے تیس آدمی کے کر آئیئے۔ ہم بھی میں آدمی بیکر آئیں گے۔ اور آپ کی باتیں سنیں گے۔ اگر ان تیس آدمیوں نے آیکی تقصیق کی۔ تو ہم سب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ فرقہ بنی وہیان میں ایک جگہ پڑ جمع ہوئے۔ اس کے بعد کہا کہ اب دونوں طرف سے تین تین آدمی نکل کر ایک جگہ جمع ہوں۔ چنانچہ آپ نے اسے بھی منظور کر لیا۔ یہود میں سے تین ولاد خبرے کر آئے۔ اور انہوں نے ادا کیا۔ کہ کچھ ہو۔ آج محمد رصلی اللہ علیہ وسلم) کا کام تمام کر دیں گے۔ جب وقت یہود میں یہ سازش ہو رہی تھی۔ ایک عورت یہودیہ نے جن کا بھائی انصاری مسلمان تھا۔ اپنے بھائی کو اس کی خردی۔ اور قبل اس کے کہ رسول اللہ تین آدمیوں کے ساتھ یہود کے پاس جائیں۔ آپ کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ آپ جاتے جاتے نوٹ آئے۔ اور دوسرے دن صبح کو مسلمانوں کے ساتھ ان کا محاصرہ کر لیا۔ جو بیس دن تک قائم رہا۔ اب وہ مرعوب ہوئے۔ اور منافقین کی انسرت سے بھی مایوس ہو گئے۔ اور صلح کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا۔ بس ابلامتی کی صرف یہی صورت ہے۔ کہ مدینہ سے نکل جاؤ۔ مجیوڑاً انہوں نے اسکو منظور کیا۔ اور متعصیار چھوڑ کر مال اسباب اونٹوں پر لا کر شام کی طرف نکل گئے۔ یہی ان کا پہلا حشر تھا کیونکہ جس سبط میں سے وہ تھے۔ اس کو اس سچے پہلے جلا وطنی کی لذت نہیں آئی تھی۔ کل ول الحشر

کے معنی میں یہ توجیہ ہے بیان کیکی ہے۔ کاول الارض الحشر مراد ہے۔ اور مجھوں اس کا  
شمام ہے۔ جہاں سے حشر قیامت شروع ہوگا۔

### شہادت العقاب

ترجمہ۔ اگر امّت اللہ تعالیٰ کے لئے جلا و طفی نہ کچھ چکا ہوتا تو ان کو دنیا میں بھی عذاب دینا اور  
آنحضرت میں تو ان کے لئے عذاب دوزخ ہوتا ہے اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے  
رسول کی مخالفت کی۔ اور جو اللہ سے مخالفت کرے تو انہیں اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے  
 والا ہے

### ما قطعتم من بیتہ او تو کتموها

و لیختنی الفاسقین

ترجمہ۔ مسلمانوں نے جوانی کے ہمچور کے درخت کاٹ دیتے۔ یا ان کو انہی جڑوں پر کھڑا ہٹھنے دیا۔

یہ سب خدا کے حکم سے تھا۔ اور اس لئے تھا۔ کہ اللہ بد کاروں کو رسوا کرے۔

تفسیر۔ جب یہود مرتضون ہو بلطفہ اور رسول اللہؐ میں محاصرہ کیا۔ تو آپ نے حکم دیا۔ کہ آس پاس کے ہمچور کے درخت کاٹ ڈالے جائیں۔ جنما پچھے کچھ درخت کاٹے گئے۔ اور کچھ چھوٹے ہٹھے کے یہود کو اپنے کھجوروں کا کٹتا ہنا بیت شاق گزرا۔ اور مسلمانوں سے کہا۔ کہ تم تو مناد فی الارض کو ہٹھا رکھتے ہو۔ خود کیا کر رہے ہو مسلمان بھی چڑاں رکھتے۔ کہ ان درختوں کا کٹتا منا سب تھا یا نہ تھا اس نسبت سے وہ مسلمان صاف ہو گیا کہ جو کچھ بھی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا مصلحت کی بناء پر حکم دیا تھا۔ اور خدا کو منظور تھا۔ کہ یہود کو فسیل و رسوا کرے۔ یہ بھی انہی رسوا میں کی ایک صورت تھی۔

### و صلوات اللہ علی رسولہ من هم جب ما او حبتم

و اللہ علی کل شئی قدریں

ترجمہ۔ اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان سے دلوایا ہے۔ اس کیلئے تم نے اسلام اور کھجوروں اور راونٹوں سے کچھ دوڑ دھوپ نہیں کی۔ مگر اللہ کو یہ قدرت ہے۔ کہ اپنے رسولوں کو جس پر چا ہے۔ قابلِ نظر ہے۔ اور اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

### ما فداء اللہ علی رسولہ من اهل المقری

ان اللہ شدید العقاب

ترجمہ۔ جو کچھ اللہ اپنے رسول کو قریوں میں سے دلوادے۔ تو وہ اللہ اس کے رسول اور  
قریب است داروں یعنی مسکینوں اور مسا فزوں کا حق ہے۔ ستاکہ بال تم میں سے دلومند دل  
کے دہیان ٹھومنتا زر ہجاتے۔ ائے مسلمانوں۔ جو کچھ بیغیر غم کو دیرو۔ وہ نہ لے لو۔ اور جس

چیز سے تمہیں روک دے۔ اس سے رک جاؤ۔ اور اللہ سے طریقہ بالیقین اللہ سخت عذاب فینے والا ہے۔

**تفصیر۔** بنی نفیر جو سامان اونٹوں پر لد چکا۔ اپنے ساتھ رکھ لے گئے۔ اور باقی گھوڑے کے تور ہا سہرا رسول اللہ نے ہمایوں میں تقسیم کر دیا۔ الفماریں سے صرف تین آدمیوں کو دیا۔ جو غریب اور حاجتمند تھے۔ یہ الفمار کو کچھ گراس ہوا۔ اور کہا کہ رسول اللہ کو یہ مال بھی خیبر کے مال غنیمت کی طرح سب ملائوں میں تقسیم کرنا چاہئے تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی۔ کہ لوگوں بنی نفیر میں سے قریب ہی رہتے تھے۔ ملکوں انسکے مقابلہ میں گھوڑوں۔ اونٹوں پر پڑھ کر ملکا پوکت کرنی پڑی۔ اگر غنیمت لوٹ میں ہا سخت آئی ہوتی۔ تو امیں ہتھا رحمہ رکھتا۔ جب یہ بغیر ہاتھ ہلائے اللہ نے دیا ہے۔ تو تم اس میں حمدہ سخرا کیسے چاہتے ہو۔ یاد رکھو۔ کہ جو مال اس طرح بے جنگ و عدالت ہا تھا اے۔ وہ اللہ۔ اس کے رسول۔ قربداروں میتوں سیکھنیوں اور سافروں کا حق ہے۔ سور رسول اللہ نے حقداروں میں تقسیم کیا۔ اگر خود رکھ لیا ہوتا۔ تو بھی تم کو کچھ خیال نہ کرنا چاہئے تھا۔ اس حالت میں بدگمانی سکا ملبنا نہایت بولتے ہے۔ اور شیوه اطاعت و فرمابندواری کے باکل خلاف ہے۔ تمہیں مناسب یہ ہے۔ کہ جو کچھ رسول فے۔ اسے لے لو جیسیں ہتھا را حق نہ جائے۔ مان لو کہ امیں ہتھا را کوئی حق نہیں ہے۔ اگر اس کے خلاف کرو گے۔ عذاب ہی میں گرفتار ہو گے۔ جو نہایت سخت ہے۔

**للّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا يَصْنُعُونَ**

ترجمہ۔ جو مال بے سعی و تلاش اللہ ہے۔ وہ غریب ہمایوں کا حق ہے۔ جو اپنے گھروں اور مال پر سے نکال جیئے گئے ہیں۔ جو اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طالبوں میں۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں۔ جو سچے ہیں۔

**وَاللّٰهُ أَكْبَرُ**

ترجمہ۔ اور یہ مال ان لوگوں کا بھی حق ہے۔ جو اپنے گھروں میں ہمایوں کے آئے سے پہلے سعادیجان کے رہتے تھے۔ جو انکی طرف ہجرت کر کے آتا ہے۔ اس سے محبت کرتے ہیں۔ اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پا۔ تھیں اس وادو دہش کو ویکھ کر جو ہمایوں کو دی جائے۔ اور ان کو اپنے لفسمیں پر قدم رکھتے ہیں۔ خواہ خوان کو حاجت ہی کیوں نہ ہو۔ اور جو لوگ اپنے نفس کے سجل سے محفوظ رکھے جائیں۔ وہی غلام پانے والے ہیں۔

وَالَّذِينَ حَيَاعُونَ مِنْ بَعْدِ حُمْمٍ لِيَقُولُونَ — اُنک سر دُفَتِ التَّحْيِمِ  
ترجمہ - اور اس مال میں ان لوگوں کا بھی حق ہے - جو ہمہا جریں اولین کے بعد آئے - اور  
ماں میں ہتھے ہوئے کہتے تھے - اے ہماسے پر در دگار - ہماسے اور ہماسے ان بھائیوں کے  
گناہ معاف کر - جو ہم سے پہلے ایمان لائے - اور ہماسے دلوں میں ان لوگوں کی طرف سے  
کھوٹ کیا نہ ڈوال - جو ایمان لا چکھیں - اے ہماسے پر در دگار تو بیشک بڑا ہربان  
اور حرم والا ہے -

الْمُهْتَزَأُ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا لِيَقُولُونَ لَا خَوَافِنُمْ — ذا لِكِ بِإِنْهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقِهُونَ  
ترجمہ - اے پیغمبر کیا تم نے ان منافقوں کو نہیں دیکھا، جو اپنے بھائی اہل کتاب کا فروں سے کہتے  
تھے کہ اگر تم نکالے جاؤ گے - تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے - اور تمہارے بارہ میں  
ہرگز کسی کا کہنا نہیں مانیں گے - اور اگر تم سے رطائی چھپیری جائے گی - تو ہم تمہاری مدد کرنے  
اور اللہ کو ہی ویتا ہے کہ وہ جھوٹ ہیں - آجودہ نکالے جائیں - تو یہ اُنکے ساتھ نہ نکلیں گے  
اور اگر رطائی ہوئے نکلے - تو انکی مدد نہ کریں گے - اور اگر انکی مدد کریں بھی - تو بالیغین پیٹھ پیچ کر  
بھاک کھڑے ہو گے - پھر کسی طرف سے مدد بھی نہ پائیں گے - تمہارا خوف اُنکے دلوں میں  
خدا سے بھی زیادہ ہے - اور یہ اس لئے کہ وہ ناجمہ لوگ ہیں -

لَا يَقَاتِلُنَّكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرْبَى — بِإِنْهُمْ قَوْمٌ لَا يَقْطُلُونَ  
ترجمہ - یہ سب مل کر بھی تم سے نہیں اڑ سکتے - لیکن محفوظ کھاؤں میں یا دیواروں کی آڑ میں  
ہو کر اُنکی دہاک انہیں میں بہت ہے - تم سمجھو گے گویا وہ سب ایک دل ہیں - حالانکہ  
اُنکے دل آپس میں بھی ہوئے ہیں - یہ اس لئے کہ وہ ناجمہ لوگ ہیں -

كَمِثْلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِبُوا — وَذَا لِكِ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ  
ترجمہ - اُنکی مثال ان لوگوں کی سی مثال ہے - جو ان سے پہلے قریب ہی زمانہ میں اپنے کام  
کی سزا کا مراحل پکھے ہیں - اور آخرت میں بھی انکو دروناک عذاب ہونا ہے - ان لوگوں  
کی مثال شیطان کی سی مثال ہے - کہ ان سے کہا - انکار کر - اور حب وہ انکار کرچکا  
تو اس سے کہا کہ مجھے تجھ سے کچھ داسطہ نہیں - میں تو عالموں کے پر در دگار اللہ سے  
ٹو رہتا ہوں - لیس ان دلوں کا انجام ہو گی - کہ دلوں دونوں میں چائیں - اور ہمیشہ  
اُسی میں رہیں -

لقدیم - ذکورہ بالاتمام آیات میں یہود اور منافقین کی باہمی قرار دادا اور انکے حال کا مذکور ہے کہ کہنے کو تو یہ منافق ان یہود سے سب کچھ کہتے ہیں ۔ اور یہاں تے خواپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتے ہیں ۔ لیکن درحقیقت ہر یہ ہی ۔ وقت پر اپنے یاروں کے کچھ بھی کام نہ آئیں گے بلکہ اپنی صیبت ہیں ایسے پڑنے کے کہ سب کو بھول جائیں گے کیونکہ انہیں بھی وہی الٰہ مکہ کا سا حال پیش نہیں والا ہے ۔ جو عنقریب اپنی کرتلوں کا مزہ کچھ کچھ کے ہیں ۔ اور یہود کو بہر کافی میں بالکل شیطان صفت ہیں ۔ کہ پہلے ان کو طاقت پر آتا وہ کر ریں گے ۔ جب وقت آئے گا بالکل الگ ہو جائیں گے ۔

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللَّهَ عَلِيهِ الْحِلْمُ** ————— سما القملون خبر  
ترجمہ ۔ اے لوگو جو ایمان لا پکھے ہو ۔ اللہ سے ڈرو ۔ اور ہر شخص عنور کرے ۔ کہ کل قیامت کے لئے آگے کیا بھیجا ہے ۔ اور چھ بھی اللہ سے ڈرتے رہو ۔ بالیقین اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ۔

**وَكَلَّا لَكُونَزَا كَالَّذِينَ لَسْنُوا اللَّهَ هُمُ الظَّالِمُونَ** ————— اولیٰک حسم الغاسقوں  
ترجمہ ۔ اور ان لوگوں کی مانند نہ بنو ۔ جنہوں نے اللہ کو بحدا دیا ۔ تو اللہ نے بھی انکو ایسا بھول میں ڈالا ۔ کہ اپنے آپ کو بھی بحدا بیٹھے ۔ یہی لوگ تو بدکار ہیں ۔ یعنی جو لوگ اللہ کو بھول جاتے ہیں ۔ وہ اللہ کا کچھ نہیں بجاڑتے ۔ بلکہ اپنا ہی کچھ بجاڑتے ہیں ۔ کہ آخرت کیلئے انہیں جو کچھ کرنا چاہئے ۔ نہیں کرتے ۔

**لَا يَسْتُوْى الصَّحَابُ لِلنَّاسِ وَالصَّحَابُ الْجَنَّةَ وَصَوَّرُ الْعَرْبِ الْحَلِيمِ** ————— وصو العرب الحلیم  
ترجمہ ۔ دوزخی اور حبیت والے برادر نہیں ۔ جو جنتی ہیں ۔ وہ آخرت میں کامیاب ہوئے ۔ کے پیغمبر اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتراتا ہوتا ۔ تو تم اس کو اللہ کے خوف سے جھکتا ہوا اور رچٹتا ہوا دیکھتے ۔ اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں ۔ تاکہ وہ سوچیں ۔ وہ اللہ ایسا ہے ۔ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ وہ پوشیدہ و نطاہر سب کا جانشی والا ہے ۔ وہ ہر بان رحم و الا ہے حمد اللہ ایسا ہے ۔ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ۔ وہ باوشاہ عیبوں سے پاک صاف ۔ امن دینے والا فیکران ۔ نہ بردست ۔ بڑے و باد والا بڑی عظمت والا ہے ۔ اللہ پاک ہے ان تمام شرکوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں ۔ وہی اللہ خالق بناء والا ہے صورت بناۓ والا ہے ۔ اس کے لئے تمام اچھے نام ہیں ۔ آسمالوں اور زین میں

جو کچھ ہے۔ سب اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

## تفسیر سورۃ المحتہنة

مذینہ میں نازل ہوئی۔ اسمیں تیرہ آیتیں۔ ہم سہ کلمات اور ایکہزار پانصودس حروف ہیں

**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**  
 یَا ایُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَنْجِذُو وَأَعْدُ وَسُنْ وَعَدُ وَكُمْ — فَقَدْ حَلَ سَوَاءٌ إِذْ

ترجمہ۔ لے ایمان والو اگر تم میری راہ میں چھا کرنے اور میری رضا جوئی کے لئے نکلے ہو تو  
میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوسرا نہ بناؤ۔ تم ان سے محبت و تعلق جانتے ہو۔ حالانکہ  
وہ انکار کرچکے ہیں اس حق سے جو تمہارے پاس آیا ہے۔ وہ تو اتنی بات پر رسول اور  
تمکو گھروں سے نکال دیں کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لا۔ تم اون سچکے چکے دستی  
و تعلق جانتے ہو۔ حالانکہ جو کچھ تم چھپاتے اور جو کچھ علانیہ کرتے ہو تم سب جانتے ہیں اور جو  
تم میں سے ایسا کرے گا۔ تو اوس نے سید ہے راستہ کو گم کر دیا۔

**أَنْ يَشْفَعُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدُلُ إِنَّ اللَّهَ يُعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ**  
 ترجمہ۔ اگر یہ لوگ تم پر قابو پا جائیں تو تمہارے وشمن بن جائیں۔ اور تمہارے  
ساتھ بڑائی کرنے میں مانند اور زبان کو دراز کریں۔ وہ جانتے ہیں کہ کاش تم بھی ان کی  
طرح منکر ہو جاؤ۔ قیامت کے دن نہ تمہاری رشتہ داریاں کام آئیں گی اور نہ  
تمہاری اولاد۔ اللہ ہی اوس دن فیصلہ گرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ دیکھ رہا  
ہے۔

تفسیر مذکورہ بالا آیات میں حاطب بن بیتبغ کا قصہ اور مسلمانوں کو کفار سے قطع  
تعلق کی ہدایت فرمائی گئی ہے کہ کنبہ اور اولاد کی بھلامی کی خاطر بھی دشمنوں سے کسی قسم کا  
ساتھ نہ رکھو۔ حاطب کا قصہ سابقانہ مفصل بیان ہو چکا ہے۔

**قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْنَةٌ تَحْسِنُهُ فَإِذَا كَانَ هُنْمَاءً** — إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ إِنْ أَنْجِيلِي  
 ترجمہ۔ مسلمانوں تمہارے لئے ابراہیم اور اُسکے ساتھ والوں میں ایک اچھی عملی مثال  
ہے۔ جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم کو تم تے اور ان معبدوں سے جہیں تم  
اللہ کے سواب پوچھتے ہو۔ کوئی واسطہ نہیں۔ ہم تمہاری باتوں نے انکاری ہیں اور

بھم میں اقتدار میں ہمیشہ کے لئے عدالت و شفافیت ہے۔ یہاں تک کہ تم خدا نے واحد پر ایمان لے اور مگر ابراہیم نے اپنے باپ سے کہا۔ کہ میں تھا سے لئے استغفار کروں گا۔ لیکن اللہ کے سامنے میں تھا سے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اور کہا اے ہما سے پروردگار ہم تجھ پر بھروسہ رکھتھیں۔ اور تیری ہی طرف سچھر لاستے ہیں۔ اور تیری ہی طرف لوٹیں گے۔ اے ہما سے پروردگار۔ تو ہمیں ان لوگوں کے فتنہ و ضار میں نہ ڈال۔ جو کفر و انکار پڑھیں۔ اور اے ہما سے پروردگار ہما سے کنایہ معاف کر۔ بالتعین تو زبر و سست اور حکمت والا ہے۔

مدعاں مثال کا یہ ہے۔ کہ مسلمانوں دیکھو۔ تم سے پہلے جو مسلمان ہو گزے ہیں۔ انہوں نے اپنے قوم قبیلہ سے بالکل رشتہ توڑ لیا تھا۔ بلکہ صاف کہدیا تھا کہ جب تک تم ایمان نہ لاؤ ہما سے اور تمہاں درمیان شفافیت و عدالت ہے۔ اب تک مفاد و مضر بھی افرا و قوم سے والبستہ تھے۔ جیسے کہ تمہاں ہیں۔ لیکن انہوں نے مضر سے پچھنے کے لئے کافروں سے یاد رکھنے کا نہیں کیا۔ بلکہ اللہ پر توکل کیا۔ اور اسی سے درخواست کی۔ کہ بارہا تو ہمیں ان شکنون کے شر سے بچانا۔

لقد کان لکم فیہم اسوة حسنة هن کان بر جو ——— الغنی الحمید  
ترجمہ مسلمانوں تم سے ان لوگوں کے لئے جو اللہ کے سامنے جانے اور روز آختر کے آئے کی امید رکھتھیں۔ ان لوگوں میں ایک اچھی عملی مثال موجود ہے۔ اور جو کوئی اس سے روگروانی کرے۔ تو اللہ بہر حال بے نیاز اور حمد و شکرانہ سزاوار ہے۔  
تفسیر۔ یعنی تم سے پہنچ جو مومن سادق ہو گزے ہیں۔ انہوں نے کافروں سے کسی قسم کا واسطہ نہیں رکھا تھا۔ حواہ وہ انسکے قریب تر رشتہ وار ہی تھے۔ اور نہ مال و منال اور اہل و عیال ہی کا کچھ خیال کیا تھا۔ تم بھی اگر اللہ کے حضوریں حاضر ہونے۔ اور جزوہ و سزا کے دن آئے کا واقعی تعین رکھتے ہو۔ تو تمہارا طرز عمل بھی وہی ہو ناچہ ہے۔

عسى الله ان يكجل بينكم ——— والله عفو و رحيم  
ترجمہ۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاں سے اور ان لوگوں کے درمیان جن سے اس وقت تمہاری و شفافیت ہے۔ دوستی پیدا کرے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اقدرست والا ہے۔ اور اللہ معاف کرنے والا ہر بان ہے۔

تفسیر۔ یعنی تم از خود دوستی یا اپنے مفاد کی خاطر کافروں کی طرف گھوڑے نہ دوڑاؤ۔ اور سے

بھی سمجھو کہ ان لوگوں سے جن سے تمہارے رشتے ناطے اور طرح طرح کے تعلقات تھے۔  
ہمیشہ کیلئے تغزیق و شمنی ہو گئی۔ نہیں جب وقت آئی گا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اور ان لوگوں کے  
درمیان بچرو دستی کراویگا۔ تمہیں جلد پاڑی اور خود رائی سے کام نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ حکم الہی کا منتظر رہنا  
اور ہر بارہ میں اس کے حکم کی اطاعت کرنا چاہئے۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد ایسا ہی ہوا۔ کہ اکثر ایں مکہ  
اکٹھاں لے آئے۔ اور ان سے بچر تعلقات قائم ہو گئے۔

**لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الدِّينِ لَمْ يَعَاتُوكُمْ — نَأْوِلُكُمْ حَمْنَاظْلَمُونَ**

ترجمہ۔ جو لوگ تم سے دین کے بارہ میں نہیں لڑتے۔ اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا۔  
اللہ تمہیں انکے ساتھ احسان اور انصاف کا برداشت کرنے سے منع نہیں کرتا۔ اللہ تو انھیں  
کا برداشت کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تو ان لوگوں سے دوستی کرنے کو منع کرتا ہے  
جو تم سے دین کے بارہ میں لڑتے۔ اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا۔ اور تمہارے نکالنے  
میں نکالنے والوں کی مدد کی۔ اور جو ایسے لوگوں سے دوستی کریں۔ وہ ہی لوگ ظالم ہیں۔

لقنیسر۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل کلم سے دوستی کرنے کی محاففت کی وجہ بتائی۔  
اور تلقین کی ہے۔ کہ اس سے تم کہیں یہ نہ سمجھو گا۔ کہ ہمارا یہ حکم تمام کافروں غیر ممنون کے  
بارہ میں عام ہے۔ نہیں بلکہ صرف ان لوگوں کے حق میں ہے۔ جو تم سے لڑتے اور صرف  
اس لئے لڑتے۔ کہ تم کیوں سلامان ہوئے۔ اور تم کو تمہارے گھروں سے نکال کر بے خانمان  
کیا۔ یا گھر سے نکالنے میں نکالنے والوں کی مدد کی۔ دینداری کیجا۔ مقتضی میں غیرت بھی یہ ہے  
کہ تم ان لوگوں سے کچھ واسطہ نہ رکھو۔ جیسے وہ تمہیں دشمن جانتے ہیں۔ تم انہیں دشمن سمجھو  
خیز بجٹ تو جو کچھ ہوا سو ہو۔ لیکن اب اگر تم لوگ ان سے دوستی کی باتیں کرو گے۔ تو تم بھی  
ظالم ہو گے۔ ہاں جو لوگ تم سے ہوئے کے بارہ میں نہیں لڑتے۔ جہنوں تم کو تمہارے گھروں سے  
نہیں نکالا۔ خواہ وہ کافروں۔ ایمان نہ لائے ہوں۔ اگر تم ان سے احسان اور انصاف کا برداشت  
کرو۔ تو یہ نازیبا نہیں۔ اور اس سے تمہیں نہیں روکا جاتا۔ اس لئے کہ احسان اور انصاف  
کرنے والوں کو تو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ بچر بھلا اس سے وہ تمہیں کیوں نکل  
منع کرے گا۔

ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ یہ آیتیں خواعہ کے بارہ میں نازل ہوئیں۔ جہنوں  
بخلت کفر مسلمانوں سے معاہدہ کیا تھا۔ کہ ہم نہ تم سے لڑنیگے۔ نہ تمہارا ساتھوں میں گے معلوم

ہوا۔ کہ کفر مخفی اسلام میں احسان وال خداوند کا سدر را ہے نہیں۔ یعنی مخفی کفر کی وجہ سے کسی کے ساتھ دشمنی کرنا۔ نعمatan پہنچانا۔ بدسلوکی کرنارا وہ نہیں۔ یہ اسلام کی ایسی نتیجی بینت درود اداری ہے۔ کہ کمتر کسی مذہب میں نظر آئے گی۔

**۱۱۰) ایحہا الذین آصیوا اذاجاء کم الموصفات** ————— **وَاللَّهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ**

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ جب ایمان والی عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں۔ تو تم ان کا امتحان کر لیا کرو۔ اللہ انکے ایمان کی حقیقت جانتا ہی ہے۔ چھڑ گرتم دیکھو کہ وہ ایمان والی ہیں۔ تو انہیں کافر کی طرف نہ لوٹایا کرو۔ وہ انکے لئے حلال نہیں رہتیں۔ اور وہ وہ انکے لئے حلال نہ تھیں۔ اور جو کچھوں اہنوں نے ان پر حرث کیا ہو۔ وہ انہیں اوکر دیا کرو۔ اور اسمیں بھی تم پر آنہ نہ ہو گا۔ کہ تم خود ان سے نکلاج کر لیا کرو۔ جبکہ انہیں انکے ہمراہ دیدو اور کافر عورتوں کی عصس پر بھی قبضہ نہ رکھو۔ تم ان سے مانگ لو۔ جو کچھ تم نے حرث کیا ہے اور وہ تم سے مانگ لیا کریں۔ جو کچھ اہنوں نے حرث کیا ہے۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔ جو وہ تمہارے درمیان کرتا ہے۔ اور اللہ علم اور حکمت والا ہے۔

تفسیر۔ صلح حدیبیہ میں جہاں کفار مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور شرطی پیش کی تھیں۔ اور اپنے قبول فرمائی تھیں۔ وہاں ایک شرط یہ بھی تھی۔ کہ مکہ سے جو کوئی آپ کے پاس مدینہ پلا جائے گا۔ آپ اسے واپس کر دینے کے۔ لیکن آپ کا جو ادمی ہمارے ہاں آجائے گا۔ یہم سے واپس نہ کریں گے۔ اسی لئے باہمیں اس صلح نامہ کے بعد مکہ کو واپس کر دیتے گے۔ لیکن عہد نامہ میں مردوں عورت کا لفظ صریح نہ تھا۔ اور اب تک جو لوگ مکہ سے آئے تھے۔ وہ صرف ہی تھے۔ اس کے بعد ایسا اتفاق ہوا۔ کہ عورتیں بھی جوش ایمان سے مجبور ہو گئیں ان کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اور ان کا واپس کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز نہ رکھا۔ ہاں سی آیت کے حکم کے موافق آپ ان سے فرم لیتے۔ کہ شوہر سے ناراض ہو کر یا کسی کی محبت کی وجہ سے تو نہیں آئی ہے۔ کوئی جرم تو نہیں کیا ہے۔ قرض وصول کرنے کی نیت سے تو یہ بہانہ نہیں ہے۔ مخفی اسلام اور اللہ اور رسول کی محبت ہی کی وجہ سے آئی ہے۔ ان سب بالوں پر آگر عورت قسم کھالیتی۔ تو کچھ اس کی واپسی ناممکن تھی۔ اور جو نک اسلام کی وجہ سے وہ کافر کے عقد نکاح سے باہر ہو چکی ہوتی تھی۔ اور ضرورت تھی۔ کہ نکاح کرے۔ اور کوئی اس کا کفیل بنے۔ اس لئے حکم ہوا۔ کہ مسلمان ان سے نکلاج کر لیا

کریں۔ اور چونکہ کفار کو اس بارہ میں کہنے سننے کی گنجائش ہتھی۔ حکم ہوا کہ کفار نے ان پر جو کچھ خرچ کیا ہے۔ ادا کردیا کرو۔ اور جیسے مسلمہ عورتوں کو کافروں کے پاس لوٹانا نامناسب ہے۔ دیسے ہی مسلمانوں کے گھروں میں جو عورتیں کفر پر قائم ہیں۔ انکا عقد میں رکھنا بھی مناسب نہیں۔ وہ کافروں کو لوٹا دیا کرو۔ اور اپنا خرچ ان سے مانگ لیا کرو۔ تاکہ برا بر سربر کا معاملہ ہو جائے۔ اور کسی کے ساتھ قذوریہ و سُنّتی کا بر تاؤ نہ ہو۔ چنانچہ جیسے ایک طرف آئے والی مسلمہ عورتوں کو واپس نہیں کیا گیا۔ دیسے ہی جو عورتیں اب تک صحابہ کی زوجیت میں تھیں۔ اس آیت کے نزول کے بعد طلاق دیکر انہیں اسکی صرفی پر جھپڑ دیا گیا۔ اور کفار نے اپنی بیویوں کی جو خرچ یعنی فہرمانگا۔ وہ مسلمانوں نے بطیب خاطر ادا کر دیا لیکن کفار نے اس منصاعانہ حکم کو بھی نہ مانا۔ اور مسلمانوں نے جن عورتوں کو طلاق دی اور ان کا ہمراں لگا۔ ادا نہ کیا۔ ہاں خود لیتھے ہے۔

وَإِنْ تَأْكُمْ شَيْءًا مِّنْ أَنْوَاحِكُمْ  
وَإِنْ قَاتَكُمْ شَيْءًا مِّنْ أَنْوَافِكُمْ

ترجیہ۔ اگر تمہاری بیویوں میں سے کوئی تم سے جدا ہو کر کافروں کی طرف چلی جائے۔ اور پھر تم کافروں سے کچھ جنتیو۔ تو جن کی بیویاں چلی گئی ہیں۔ جتنا انہوں نے خرچ کیا ہو۔ اس مال میں سے دیدو۔ اور اس اللہ سے ڈرو۔ جس پر تم ایمان لائے ہو۔

تفسیر۔ چونکہ کفار ان عورتوں کے ہمراکے ذمہ دار نہ بننے جو مرد ہو کر مسلمانوں کے پاس سے نکل کر کافروں کے پاس چل گئی تھیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جب تم کافروں سے لڑائی میں کچھ جنتیو۔ یا زنکی عورتوں کے اوپر چلے آئے کی وجہ سے کچھ ادا کرنے کی نوبت آئے تو اسی مال میں سے مسلمانوں کا حق ادا کر دو۔ اور انہیں چاہئے۔ کہ اللہ سے ڈر کر اپنا واقعی صرف کیا ہوا مال لیں۔ زیادہ کی حرص نہ کریں۔

يَا إِيَّاكَ الْبَنِيَّ إِذَا جَاءَكَ الظُّوْمَىٰتِ  
غَفُورٌ سَرِحِيمٌ

ترجیہ۔ اے پیغمبر جب ایمان والی عورتیں مہماں سے پاس آئیں۔ اور تم سے ان بالوں پر بیعت کر لی چاہیں۔ کہ کسی کو اللہ کا شرکیہ نہیں ھٹھرا لیں گی۔ نہ چوری کریں گی۔ اور نہ زنا اور نہ اولاد کو قتل کریں گی۔ اور نہ کوئی ابھاریت کھڑا کریں گی۔ جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سامنے گڑھا ہو۔ اور نہ نیک کاموں میں تمہاری نافرمانی کریں گی۔ تو تم ان سے بیعت لیلو اور انکے لئے منفترت کی دھماں لگو۔ بالمقین اللہ معااف کرنے والا ہر بان ہے۔

اس سے بچا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محدثوں کی بہرہ و شی کو آیا ہوا سمجھو جس سے تم کنارہ کرتے رہتے ہو۔ اور قیامت کو بھی ہوت ہی پر قیاس کرو۔ اور اس سے پیوستہ سمجھو۔ تم جانتے ہو کہ مت آئی۔ مگر کام وہ کرتے ہو جن سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں ہوت کا یقین ہی نہیں۔ مگر وہ آتی ہے اور آئی۔ ایسے طرح تم قیامت کا انکار کرتے ہو۔ اور تمہیں کسی جل جس اد سکایقین نہیں آتا۔ لیکن وہ تمہارے سر پر پھٹری ہے۔ آئی اور ضرور آئی۔ اوسدن تمہاری اکھیں کھل جائیں گی۔ کہ ہے یہ کیا ہو گی۔ فرشتے تمہارے اعمال نامے پیش کرنی گے۔ اور تم اپنے کئے کی سزا کو یہ بچا رہے جاؤ گے۔ اور ساتھ ہی تمہارے ساتھی بھی۔ کہ باعثِ گمراہی ہے تھے۔ اوس وقت تم میں جھگڑا ہو گا۔ ہر ایک کو گاہنا وندرا میں نے اسے گمراہ نہیں کیا۔ یہ تو خود گمراہوں کی گمراہ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمایا کہ جاؤ نکل جاؤ۔ اس جھگڑے سے کیا حاصل۔ ہماری دھمکی تم سبکے پاسن بخجیں گے۔ ارجو دپوکی ہوتی ہے ہمارا وعدہ بدلا نہیں جاسکتا۔ جسنسے جیسا کیا تھا۔ آج اُسے دیا ہی پانی ہے۔ کہ یہی عدل انصاف ہے یہی سماں سرکار میں کسی پرسی طرح کاظلم نہیں ہو سکتا ہے۔

**وَقَالَ قَرِينُهُ رَبِّنَا۔** اس قرین کی تفسیر میں دو قول ہیں۔ اول یہ کہ قرین سے شیطان سر آؤ گے کہ قیامت کے دن وہ خود بھی اپنی برات کا انہما کر یا گا۔ دوسرے قرین سے عام قرین و جلیس مراد ہیں۔ جو ایک دوسرے بھی گمراہی پر اکنامت رہتے ہیں۔ یہی زیادہ صریح طریقہ ہے۔ کہ اکثر دیگر آیات میں بھی ایسے لوگوں کی نفس افسوسی اور اپنی بیگنی ہی کے انہما کا کوئی آیا ہے۔

**يَوْمَ نَقُولُ إِيمَانَكُمْ** **هَلْ مِنْ قِرْيَاطٍ**  
ترجمہ جسہ۔ اوسدن ہم دوزخ سے کہیں گے کہ کیا تو بھر جائی؟ اور وہ کہے کہ کیا کچھ اور بھی ہے۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ دوزخ نہایت دریج ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اوسے کافر ان عالمیوں کے عذاب کیلئے بنایا ہے۔ اور جن والنس سے بھر جائے کا وعدہ کیا ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ بدوں کو دوزخ میں بھیکر اوس سے پوچھے گا۔ دوزخ تیر پیٹ بھر گیا؟ وہ عرض کر یا کہ بار خدا ہا۔ کیا کوئی اور ایسا ہے جس نے تیری عصیت کی ہو؟ تاکہ میں اوسے جلاوں۔ اور جو خدمت میرے سپرد ہے اوسے بالتم وجہہ انجام دوں۔

**النَّبِيْنَ بْنَ الْاَكْسَى** روایت ہے کہ دوزخ برآ برہل من ترید۔ ہل من ترید۔ پکارتا۔ یہ گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسمیں اپنا ایک قدم رکھ دیکا۔ اسپر اوسکی سیری ہو جائی۔ اور پکارا اٹھیں گا کہ لیس بن۔ قسم ہے تیری عظمت و جلال کی کیس سیرہ ہو گیا۔

تفسیر و کہ یا تین بیجھتات لیفڑنید - بدکھار عورتیں غیروں کے صلب کی اولاد کو شوہر کی اولاد بنادیتی ہیں - آیت میں اسی امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے - کہ نہ زنا کریں گی - نہ اولاد زنا کو شوہروں کی طرف منتسب کریں گی -

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَقْتُلُوا**

ترجمہ ہے ایمان والوں ان لوگوں سے جن پر خدا کا غضب ہے ہے - یارانہ کرو - جو آخرت سے ایسے ہی مالوس ہیں - جیسے کافر قبر والوں کی طرف ہے -

تفسیر یعنی جیسے کفار مکہ دوستی کرنے کے قابل نہیں ہیں - ولیسے ہی یہود سے محیی یارانہ کرو - کہ اگرچہ بظاہر ہے اہل کتاب ہیں - لیکن آخرت کا انہیں بھی ایسا ہی یقین نہیں جیسا کہ کفار کو اہل قبور کے دوبارہ زندہ ہونے کا -

## تفسیر سورۃ الصاف

مدینہ میں نازل ہوئی - اور یعنی کے نزدیک مکہ میں - اسمیں چوادہ آیتیں دو سو اکٹیں کلمات اور لوسو حروف ہیں

**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**

ستَحْمِلُكُم مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ - کُلُّهُمْ بِنِيَّانٌ صَرْصُوصٌ  
ترجمہ - جو کہ اسماں توں اور زمینیں ہیں ہے - سب اللہ کی لشیخ و تقدیم کرتا ہے - اور وہ زبردست اور حکمت وال ہے - اے ایمان والوں جو تم کرتے نہیں - کہتے کیوں ہو - یہ بات اللہ کو سخت نالپسند ہے - کہ وہ بات کہو جو کرو نہیں - بالیقین اللہ ان لوگوں کو دوست کہتا تھا ہے - جو اس کے راستے میں یوں صفت باندھ کر لڑتے ہیں - گویا وہ ایک سلیسہ پلائی ہوئی دلیوار ہیں -

تفسیر - مفسرین نے لکھا ہے - کہ آیہ قتال کے نزول سے پہلے مسلمان آپس میں چرچا کیا کرتے تھے - کہ کاش ہمیں معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا کام زیادہ پسند ہے - تاکہ ہم وہ کریں اور اس کے کرنے میں جان دمال کی چیز سے دریغ نہ کریں - لیکن جب آیہ قتال نازل ہوئی سا درجگ اصدیں بھاگ کھڑے ہوئے - تو یہ آیت نازل ہوئی - اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ناخوشندی کا انہمار کیا - اور ملامت فرمائی - یعنی کہتے ہیں - کہ مذا فقوں کے بارہ میں

نائل ہوئی تھی۔ جو نظرت اسلام کیلئے باتیں تو پہت بُنا تے تھتے۔ اور کارتے کچھ بھی نہ تھتے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا حکم دیا گی۔ تاکہ کھوئے اور کھرے الگ ہو جائیں۔ کیونکہ میدان جنگ میں ثابت قدمی صرف مخلص ہی وکھا سکتے ہیں۔ نہ منافق۔

**وازد قال موسیٰ لقومِہ** — **القوم لفاسقین**

ترجمہ۔ اور اے پیغمبر لوگوں سے اسوقت کا ذکر کرو جبکہ موسے نے اپنی قوم سے کہا تھا۔ کہ اے پیری قوم کے لوگو۔ تم مجھے کیوں ستاتے ہو۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔ کہ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ پھر جب وہ راہ حق سے ٹیڑا ہے ہوئے۔ اللہ نے ان کے دلوں کو اور پیڑھا کر دیا۔ اور اللہ نافرمان بدکار لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ مدعا یہ ہے کہ جیسے موسمی علیہ السلام کی قوم انکو با وجود پیغمبر نبیین کرنے کے طرح طرح سے ستاتی تھی۔ کبھی کبھی تھی کہ تم کو خدا براء العین و کھادے۔ کبھی کبھی تھی۔ کہ تم ایک کھانے پر گزارہ نہیں کر سکتے۔ اسی طرح تم مسلمان بھی باوجود اسی کے کہ مجھے رسول مان چکے۔ ایذا میں دیتے ہو۔ اور وقت پر ساختہ چھوڑ کر الگ ہو جاتے ہو۔

**وازد قال علی بن مريم یا بن اسرائیل** — **والله لا یہدی القوم لغایل**

ترجمہ۔ اور اے پیغمبر لوگوں کو یا رو یا رو وہ وقٹ جبکہ مریم کے بیٹے عینے نے کہا۔ کہ اے ساریکی سیں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ نقدیں کر دا ہوں۔ اس قدریت کی جو بھج سچ پہلے آپکی ہے۔ اور بشارت دیتا ہوں اس رسول کی جو پیرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ اسکے پاس کھلے مساجدات لیکر آیا۔ تو انہوں نے کہنا شروع کیا۔ کہ یہ لوگھا جادو ہے۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم گون ہوگا۔ کاسکو اسلام کی طرف بلایا جائے۔ اور وہ اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے۔ اور اللہ مشریروں کو ہدایت ہندی فیتا۔ تفسیر۔ فلمابجاعدهم۔ بعض کہتے ہیں کہ آنیوالے سے مراد علیہ السلام ہیں۔ اور بعض کے نزد ویک آنیوالی ذات ذات پا بر کات احمدی ہے۔ مطلب آیت کا یہ ہے۔ کہ یہو کو علیہ السلام کی زبانی میرے آئے اور میری رسالت کی بشارت پہنچ چکا تھی۔ اور جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے۔ وہ اس بشارت کے موافق میرے آئے کے منتظر تھے۔ لیکن جیسیں آیا۔ تو انہوں نے انکار کیا۔ اور میرے مساجدات کو سحر کرنے لگے۔ یہی حال لوگوں تھا را ہے۔ کہ تم جانتے ہو۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ لیکن تم ایمان نہیں لاتے۔

اور اگر لاتے ہو۔ تو شک و شبہ کو دل میں جگہ دیتے ہو۔ اور خطرہ پیش آتے ہی اگر ہو جائے تو  
بیدون لیطفہمُوا نَوْرَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ ————— ولوکوہ الکھروں  
ترجمہ۔ یہ توگہ ارادہ کرتے ہیں۔ کہ اپنے منہ کی چھوکوں سے اللہ کے نور کے چڑع کو بھیجاو  
اور اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا۔ اگر چہ کافروں کو ناگوارہ کیوں نہ گزئے۔  
ھوالذی ارسیں مہمولہ باطھدی ————— ولوکوہ امشرکوں

ترجمہ۔ وہی ہے۔ جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دیکھ جھیجا ہے۔ تاکہ اس  
دین کو تمام دینوں پر غالب کر سے۔ خواہ مشرکوں کو بُرا ہی کیوں خلے گے۔

تفسیر۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کے انتقام اور اسلام کے علیمہ کی اسوقت خبری مکا بھی  
اسلام کمزور تھا مسلمان اعذر سے شکست مھاکر پھر سے سمجھے۔ اور بظاہر کوئی صورت غلطیہ اسلام  
کی نظر نہیں آتی تھی۔ لیکن یہ خبر خدا کی خبر تھی۔ اور وعدہ خدا کا وعدہ تھا۔ اس لئے آخر  
پورا ہوا۔ اسلام سب دینوں پر غالب آیا۔ اور غالب ہے اور رکھے گا۔ دنیا میں اور  
کوت بندی ہے کہ جو اسلام کا ساکن قانون دنیا کے سامنے پیش کر سکتا ہے۔ اسلام کے  
سوادہ کو نشانہ ہے۔ جو بندے کے کو بندگی کی حد پر اور خدا کو خدا کے درجہ پر کھلتے ہے  
کو نشانہ ہے کہ اس کی توحید اسلام کی توحید کی برابری کر سکتی ہے۔ یہی دین اور  
اسلام کا غلبہ ہے۔ جو اسوقت یہی اسلام کو حاصل ہے۔ اور حبقد رعقل النافی  
ترقی کرتی جائے گی۔ اسلام کی حقانیت اور اس کا غلبہ واضح تر ہوتا جائے کجھ کوئی خدا  
نبیت میں دراندازوں کی سعی لا حاصل اس کا کچھ بگاڑسکی۔ شایک کسی ندیہ کو اس کی حضرت  
کی تاب ہوئی۔ اور نہ کبھی ہوگی۔ مگر یا درکھنا چاہئے۔ اسلام کا غلبہ اور ہیز ہے اور  
مسلمانوں کی عزت و ذلت دوسری چیز۔ آج مسلمان ذلیل ہیں۔ لیکن اسلام آج بھی دیا  
ہی غالب و عزیز ہے۔ جیسا کبھی تھا۔ یہ بھی دنیا میں ایک عجیب بات ہے کہ قوم کی  
ذلت و پستی کے باوجود اس کا ندیہ عزیز ہے۔ اور دنیا پر بھاری۔

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْلِ ادْكَنْدِرَ عَلَى التِّجَارَةِ ————— ان کنتم تعلمون،

ترجمہ۔ اپنے سفر ہم کہو۔ کاے ایمان والے توگو۔ کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں۔ جو  
تمہیں در دنک عذاب سے سنجات فر سکے۔ اللہ اور اس کے رسول پر سچے دل سے ایمان لاؤ۔ اور  
اور اللہ کے راستے میں اپنا جان و مال خرچ کر ڈالو۔ کہ یہ تمہاں سے حق میں بہتر ہے۔ اگر تم اس

حقیقت کو سمجھ سکو۔

تفسیر۔ آیت میں ایمان لائے والوں کو خطاب ہے۔ اور جان و مال را خدا میں خرچ کرنے پر بھلے اللہ اور رسول پر ایمان لائے ہے کام کم دیا جانا ہے۔ معلوم ہوا کہ خطاب بالایمان کیلئے مجری ایمان بھی کافی ہے۔ لیکن نجات کے لئے ایمان خالص و کامل کی ضرورت ہے۔ اسی لئے مسلمانوں کو حکم ہوا کہ تم اللہ اور رسول پر ایمان تو رکھتے ہو۔ لیکن کامل و خالص نہیں ہے اس لئے اخلاص اختیار کرو۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ جان و مال را خدا میں بیدرنی خرچ کرنے لگو۔ جب تک یہ بات نہیں۔ تمہارا ایمان بھی ناقص ہے۔

**یغفرنکمْ زلذکمْ ویدخلکمْ حبّتٍ بخیری** ————— وَبِشَرَاطِهِ مُنِين  
ترجمہ۔ اگر تم اللہ اور اس کے رسول پر مخلص ایمان لاؤ گے۔ اور راہ خدا میں جان و مال خرچ کر دے گے۔ تو اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اور تمہیں ان باعوں میں پہنچا بیکنا جن کے پنچے سے نہ رہیں بہتی ہیں۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے باعوں میں اچھے اچھے مکانوں میں داخل کر دے گا۔ یہ بہت ہی بڑی کامیابی ہے۔ اس کے سوا ایک دوسری بات بھی ہے۔ جسے تم جانتے ہو۔ وہ اللہ کی مدود اور جلد حاصل ہونے والی فتح ہے۔ اور اسے پیغمبر تم مسلمانوں کو اس کی بشارت دیدو۔

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آتُوكُمُونَا الْفَضَالَ اللَّهُ فَاصْبِحُوا نَظَارِينَ** ————— فَاصْبِحُوا نَظَارِين  
ترجمہ۔ لے ایمان والو۔ اللہ کے دین کے مد و گار بہنو۔ جیسے کہ مریم کے بیٹے عیسیے نے اپنے ساہقیوں سے کہا تھا۔ کہ کون ہے کہ اللہ کی طرف ہو کر میرا مد و گار بنتا ہے۔ تو اسکے ساہقیوں نے کہا کہ تم اللہ کے دین کے مد و گار ہیں۔ اس پر بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان میں داخل ہوا۔ اور دوسرا گروہ انکار پر رہا۔ پھر ہم نے جو لوگ ایمان لائے تھے انکی انکے دشمنوں کے خلاف مدد کی۔ پس وہ غالب آ گئے۔

### تفسیر سورۃ الجم

اسمیں گیا ۱۵ آیتیں ایک سوارٹ میں کلمات اور سات سو بیس حروف ہیں۔  
**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**  
بِسْمِ اللَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ————— وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

ترجمہ - جو مخلوق آسمانوں میں ہے - اور جو کچھ کہ زمین میں ہے - وہ سب اللہ کی تسبیح کرنی ہے جو مالک - پاک - غالب اور حکمت والا ہے - وہی ہے - جس نے امیوں میں انہی میں سے رسول پیدا کیا - جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے - اور انکو پر امیوں سے پاک صاف کرتا - اور کتاب و حکمت کی باتیں سکھاتا ہے - اگرچہ وہ اس کے آنے سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے تھے - اُسی نے اُس کو ان دوسرے لوگوں میں بھی رسول بنانکر بھیجا - جوان امیوں میں شامل نہیں ہوئے تھے - اور وہ غالب حکمت والا ہے - یہ اللہ کا فضل ہے - جسے چاہے - عطا کرے - اور اللہ پر پڑے فضل والا ہے -

تفسیر - آخرین کی تفسیر میں اختلاف ہے - مگر قرین قیاس اور مسلک صحیح یہ ہے - کہ آخرین سے مراد غیر ارمی یعنی غیر عرب ہیں - یعنی رسول اللہ اُز جہر بیں پیدا ہوئے - لیکن آپ کی بعثت عرب و عجم سب کی طرف عام ہے - اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو فضل فرمایا اور سماحت ہی اپنی عظمت افضل کا ذکر کیا -

**مَثَلُ الَّذِينَ حَمَلُوا الْتُورَاتَ — العَوْمَ الظَّلَمَيْنِ**

ترجمہ - جن کے سر پر توریت لا دھی گئی - اور پھر انہوں نے اس کو نہ اٹھایا یعنی عمل نہ کیا یا نکی مثال اس گد ہے کہ سی ہے - جو کتابوں کا بوجھ اٹھاتا ہے - اور فایدہ کچھ بھی نہیں کیسی پوچی مثال ہے - ان لوگوں کی - جو اللہ کی آیتوں کو جھٹکاتے ہیں - اور اللہ ظالموں کو بہایت نہیں دیا کرتا -

**قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ مَبْرُورٌ**

ترجمہ - اے پیغمبر تم یہودیوں سے کہو - کہ اے یہود اگر تم گمان کرتے ہو - کہ اور وہ کو چھوڑ کر تم ہی اللہ کے پیارے ہو - تو تم موت کی تمنا کرو - اگر تم سیخ ہو - وہ بھی اس کی تمنا نہ کر سکے پسیب ان کاموں کے جزوہ کر چکے ہیں - اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے -

**قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ إِلَّا ذِي لَفْرَوْنَ مِنْهُ — بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ**

ترجمہ - اے پیغمبر تم ان یہود سے کہو - کہ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو - وہ بالیقین تم کو آئے گی - پھر نہای و عیاں کے جانشندانے کی طرف لوٹا لئے جاؤ گے - پھر وہ تم کو بتائے گا - کہ تم کیا کرتے ہے تھے -

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا الْوَرْقَى لِلصَّلَاةِ — لَعْلَكُمْ تَفْلِحُونَ**

ترجمہ۔ لے ایمان والو۔ جب جمیع کے دن نماز کی آذان دی جائے۔ تو تم اللہ کے ذکر کی طرف چل پڑو۔ اور خرید و فروخت کو چھوڑو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ مگر تم سمجھو جب حب نماز ادا کی جا پکھے۔ تو اپنی اپنی راہ پکڑو۔ اور اللہ کے فضل یعنی معاش کی حججو کرو۔ اور اللہ کو اکثر یاد کر تے رہو۔ تاکہ تم فلاح پاو۔

تفسیر سہیو و اور نصاریٰ کے ہاں قریم سے ایک ایک سینچروں توار کاون چلا آتا تھا۔ جس میں وہ کوئی عکام نہیں کرتے تھے۔ یہ ایک رسماً حقی جواز صہ مذہب۔ بلکہ مکن مذہب بن گئی تھی۔ اسلام نے اسکو جائز نہ رکھا۔ کہ ایک دن پوئے کا پورا بیکاری میں گزار دیا جائے۔ بلکہ حکم دیا۔ کہ جمیع کے دن تمام مسلمان جمع ہو کر نماز جمعہ ادا کریں اور صرف اتنی دیر کے لئے دنیا کے کار و بار کو چھوڑو۔ کہ نماز باجماعت ادا کریں۔ نماز سے پہلے آذان دی جائے۔ لوگ سنیں اور نماز کو روانہ ہو جائیں۔ مسجد میں ائمہ نما پڑھیں اور اپنی اپنی راہ لگیں۔ اور اپنے کار و بار میں مشغول ہو جائیں۔ سعوا سے مراود واقع سعی یعنی دوڑنا نہیں ہے۔ بلکہ مقصود انتہام ہے۔ کہ آذان سٹک پھر حضور نمازیں دیر نہ لگائیں۔ بلکہ وزر نماز کے ارادے پر چل کھڑے ہوں۔

**وَإِذَا سَأَلَ أَهْمَارًا أَوْ طَهُوًّا** ————— واللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ  
ترجمہ۔ اور جیکہ لوگ کوئی سبک سبک تجارت یا کھلی تجارت و یا کھلڑی کی طرف جو گک پڑیں۔ اور نئے کو خطبہ میں کھٹرا چھوڑ جائیں۔ تو اسے پیغمبر تم ان سے کہد و۔ کہ جو کچھ اللہ کے پاس رہے کھلی تجارت اور سبک سبک بہتر ہے۔ اور اللہ بہترین رزق نہیں والا ہے۔

تفسیر۔ ان آیات میں ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ کہ ایک جمیع کو رسول اللہ مسجد میں کھڑے خطبہ ہر رات ہے تھے۔ کہ اتنے میں شام کی طرف سے کچھ اوٹ اشیاء خود میں لے کر مدینہ میں واصل ہوئے۔ اور لوگوں کو اس کی خبر ہنچی۔ چونکہ اسی صدر ریاست کے دار بام بر کی آئی ہوئی چیزوں پر بخدا اس لئے لوگ مسجد سے احتکھ کھڑے ہوئے۔ اور خرید صدر ریاست کے نئے قافلے کے پڑا اور پر جا پہنچے۔ باس خیال کہ میا واجب تک نمازیں لوگ تمام سامان خرید لیں۔ یا آخریں جو کچھ ملے۔ گران ملے۔ چونکہ یہ حرکت خدا پرست و بنداری کے خلاف تھی۔ آیت نازل ہوئی۔ کہ اے پیغمبر لوگوں سے کہد و۔ کہ ہیں تجارت سے جو کچھ خطہ حاصل ہوتا ہے۔ اللہ کے ہاں کا اجر اس سے اچھا۔

اچھی چیز کو چھوڑ کر بُری کی طرف جانا کہاں کی عقلمندی ہے ۔ نیز رزق خدا کے ہاتھ میں ہے وہی بُر ارزق رسائی ہے ۔ تم کسی قافلہ گویدار رزق اور رزق رسائی نہ سمجھو ۔ اور جیسا کہ ایک دفعہ کیا ۔ آئینہ نہ کرو ۔ کہ یہاں ایمان اور تین کے خلاف ہے ساسی سے یہ عام حکم استنباط ہوتا ہے ۔ کہ دنیا کے کام کی خاطر ذکر اللہ کو چھوڑنا یا اسمیں تعویق ڈالنا نہ چاہئے ۔

## تفسیر سورۃ المذاقین

مدینہ میں نازل ہوئی ۔ اہمیں گیارہ آیتیں ۔ ایک سو اسی کلمات نو سو چھتر حروف میں  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اذا جاءك المُنَافِقُونَ قَالُوا ما كادوا يعْمَلُونَ

ترجمہ ۔ اے پیغمبر حب منافق ہم تھا سے پاس آتے ہیں ۔ تو کہتے ہیں ۔ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں ۔ اور اللہ چانتا ہے کہ بیشک تو اس کا رسول ہے ۔ اور اللہ کو اسی دیتا ہے کہ یہ منافق چھوٹ بولتے ہیں ۔ انہوں نے اپنی عشموں کو وہ ہاں بنانے کھا ہے ۔ اور لوگوں کو راہ خدا سے روکتے ہیں ۔ بالیقین بُرے ہیں وہ کام جو یہ کرتے ہیں ۔

تفسیر ۔ یہ آیت عبد اللہ بن ابی وغیرہ کے حق میں نازل ہوئی ۔ جو درپرورد منکر کہتے اور کافروں سے پیار رکھتے تھے ۔ اور رسول اللہ کی خدمت میں اکر آپ کی رسالت کی تقدیمیت کرتے اور اپنے آپ کو مونن لیا ہر کو تسلیت ۔ مدعا یہ تھا ۔ کہ مسلمانوں کے حالات علوم کرتے اور دشمنوں کو خبیث ہینا ہے رہیں ۔ چونکہ وہ درحقیقت کاذب تھے ۔ کہ دل کے خلاف زبان سے کہتے تھے ۔ مگر جو کچھ کہتے تھے ۔ وہ بات سچی بھی ۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ کہ یہم جانتے ہیں ۔ کہ تم ہماستے رسول ہو ۔ اور یہ مذاقین یا وجود یکہ زبان سے سچی بات کہتے ہیں ۔ پھر بھی جھوٹے ہیں ۔ ظاہری ایمان کو انہوں نے وہو کہ کی طبعی بنا رکھا ہے ۔ اور جو کچھ کرتے ہیں ۔ بُر اکرتے ہیں ۔

فَإِنَّكَ بِأَنَّهُمْ آَصْنَوُا فَخُرُوكَ الْمُفْتَهِنُونَ

ترجمہ ۔ اس نے کہ سچھلے ایمان لائے اور پھر کافر ہو گئے ۔ پس انتکھ دلوں پر پھر لکھا دی گئی ۔ اور اب وہ کچھ نہیں سمجھتے ۔

**وَإِذَا أُرْأَيْتُهُمْ لِتَجْبِيكُنَّ جَسَامُهُمْ** — اُنی یوقنون  
ترجمہ۔ جب تم انکو دیکھو۔ تو انکی ظاہری شکل صورت تم کو بھلی معلوم ہو۔ اور اگر وہ کچھ کہیں  
تو تم ان کی پاتیں سننے لگو۔ بیچھیں تو ایسے معلوم ہوں۔ گویا انکو یوں کے کندےے دیواروں سے  
لئے رکھے ہیں۔ ہر بلند آواز کو اپنے ہی خلاف سمجھتے ہیں۔ یہ دشمن ہیں۔ ان سے بچو۔ انہیں  
اللہ ہلاک کرے۔ کہہ رہے ہے پھر تے ہیں۔

**تَقْسِيرٍ۔** آدمی کے ظاہر کا بہت کچھ اثر ہوتا ہے۔ جب تک حقیقت حال نہ کھلے بہت سے  
عیاریاں بنے رہتے ہیں۔ اور یا ری کے پردہ میں ایسی سیئی سخنی کرتے ہیں۔ کہ کھلاشمن  
نہیں کر سکتا۔ اس عیاری کے لئے عموماً ظاہری تسلیم اور لستانی کی بڑی ضرورت ہوتی  
ہے۔ یہ منافق بھی اسی قسم کے بختے۔ دیکھئے۔ تو بڑے نیک صورت۔ باتیں کریں۔  
تو ایسی کہ خواہ مخواہ سننے کو جو چاہے۔ مجلس میں بیچھیں۔ تو ایسے ادب قاعدہ سے  
گویا جان ہی نہیں۔ کیا مجال ہے۔ کہ ہائٹ پاؤں ذرا توہل جائے۔ مگر چونکہ دل میں  
چور تھا۔ بات پر کان کھڑے کرتے۔ اور کہتے کہ ہیں ہماسے ہی خلاف نہ ہو  
اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو آگاہ کیا۔ کہ تم ان کی بالتوں۔ انکے ادب قاعدے پر نہ  
جاو۔ یہ تمہارے دشمن ہیں۔ ان سے پوری احتیاط برتو۔

**وَإِذَا قُتِلُ طَهْرٌ لَمْ يَسْتَغْفِرُ لَكُمْ** — العوْمَ الْفَاسِقِينَ  
ترجمہ۔ اور حبیان سے کہا جائے۔ کہ آؤ۔ تاکہ رسول اللہ تعالیٰ کے لئے استغفار کریں۔  
تو اپنے سر پھیر لیں۔ اور تم انہیں دیکھو کہ ماں سے تکبر منہ موڑے لیتے ہیں۔ تم انکے لئے  
استغفار کرو یا نہ کرو۔ انکے حق میں برابر ہے۔ اللہ ہرگز انکو معاف نہیں کرے گا۔ پیش  
اللہ بد کار لوگوں کو ہر ایستاد نہیں دیا کرتا۔

**تَقْسِيرٍ۔** چونکہ ظاہر بین اپنے آپ کو راستہ ازدھایا کرتے ہیں۔ وہ کبھی اپنی کسی عملی مختلا  
کا اعتراف نہیں کرتے۔ بلکہ بے گناہی پر اصرار کرتے ہیں۔ اور اکٹتے ہیں۔ بخلاف  
اس کے جو نیک اور پچے لوگ ہوتے ہیں۔ وہ اپنی بہمودہ چوک کا بروقت اقرار کرتے  
کو تیار رہتے ہیں۔ منافق اگر استغفار رسول کے لئے اپنی رضامندی کا انہمار کرتے۔ تو  
وہ بذم خود مجرم بن جاتے۔ اس لئے وہ اکٹتے رہتے۔ اور کہتے بختے۔ کہ ہم نے خط  
کیا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انکی آسیت میں انکی ایک خط احادیث صاف بیان

کروی۔ جو ایمان کے بالکل منافی تھی۔

صَدِّلَنَّا إِنْ يَقْتُلُ لَا تَنْفَقُوا عَلَى مَنْ تَرْجِهِ يَهْرِيْ تو وَهُبُوكِيں۔ جو لوگوں سے کہتے ہیں۔ کہ جو لوگ رسول اللہ کے پاس ہیں۔ ان پر تم خرج نہ کرو۔ تاکہ وہ بچھر جائیں۔ حالانکہ آسمانوں اور زمین کے تمام خزانے اللہ ہی کے ہیں۔ لیکن منافقین ہیں سمجھتے۔

يَقُولُونَ لِئُنْ رَجَبْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ — وَلَكُنْ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ  
ترجمہ۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اگر ہم مدینہ کو لوٹ گئے۔ تو زبردست نیرودست کو وہاں سے نکال دیکا۔ حالانکہ تمام تعریزت اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کے لئے ہے۔ لیکن منافقین اس بات کو نہیں سمجھتے۔

لقدیر۔ مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں غزوہ بنی مصطفیٰ کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب رسول اللہ بنی مصطفیٰ کو شکست دیکرا بھی معاہدین و انصار وہیں پھرے ہوئے تھے کہ بعض ہماجر و انصار میں کچھ تو لمیں میں ہو گئی۔ اور منافقوں نے بات کو بڑھا کر کچھ کا کچھ کرنا چاہا۔ کہ موقعہ مل گیا تھا۔ واقعہ کی صورت یہ ہوئی۔ کہ حضرت عمر بن خطاب کا ایک اجیز جہجہا نام جو آپ کے گھوڑے کو تھا مکرتا تھا۔ سنان بن ویر حبینی کے ساتھ ساتھ جو عوف بن الحنزیر کا علیف تھا۔ چشمہ پہنچا۔ وہاں دونوں میں پیش قدمی رچھڑا ہوئے لگا۔ تو جہجہا نے ہماجرین کی دہائی دی۔ سنان نے انصار کو پکارا۔ جہجہا کی مدد کو جمال نامی ایک ہماجر جو غریب الحوال تھا۔ کہیں اور ہرا وہرستے آن پہنچا۔ اور ہرستے بعض انصار بھی آموجو ہوئے۔ انہیں میں عبد اللہ بن ابی بھی تھا۔ عبد اللہ نے جمال سے کہا۔ کہ تو اور یہاں۔ اس نے کہا۔ کیوں مجھے کیا ہوا۔ اور مجھے روک کون سکتا ہے۔ عبد اللہ نے عصنه میں اکراپنی قوم سے جواس کے گرد جمع ہو گئی تھی۔ کہا۔ یہ سب تھا۔ کاموں کا نتیجہ ہے۔ کہ ہماری سرزین میں یہ ہمارا مقابلہ کرتے ہیں۔ بخدا فراہمیہ پہنچ لینے دو۔ پھر عزیز نے ذلیل کونہ نکال دیا ہو تو ہی۔ اور پھر اپنی قوم کے لوگوں کو مناطب کر کے کہا۔ بخدا اگر تم اس جمال جیسے لوگوں کو کھانے کونہ دیتے۔ تو آج یہ اتنے تمباکے سرپر شر چڑھے گئے ہوتے۔ مناسب یہ ہے کہ تم ان لوگوں کی مدد بند کر دو۔ تاکہ یہ لوگ محمد کے پاس سے متفرق ہو جائیں۔ زید ابن ارقم نے جوابی کم عمر ہای تھے۔ یہ باتیں سنیں۔

طیش میں آکر کہا کہ اوشمن خدا ذلیل تو ہے ۔ اور عزیز محمد رسول اللہ نعمتہ سنبھال کہتا کیا ہے ۔ عبد اللہ نے جب دیکھا کہ بات بگڑا چاہتی ہے ۔ یہ کہا کہ طال گیا کہ میاں میں تو ذل لگی کرتا تھا ۔ زید ابن ارقم نے اس تمام ہاجر کے کی خبر رسول اللہ کو پہنچائی ۔ آپ نے عبد اللہ سے پوچھا کہ یوں بھٹی تم یہ کہتے تھے ۔ اس نے صاف انکار کر دیا ۔ اور طرفداروں نے کہدیا کہ شاید زید ابن ارقم کو سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے آخر بچھے ہی تو ہے ۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہوئے ۔ اور زید ابن ارقم کو کذبے الزام سے اسقدر مشترم آئی ۔ کہ رسول اللہ کے حضور میں آنا چھوڑ دیا ۔ چونکہ زید میں ارقم نے جو کچھ کہا تھا ۔ سچ کہا تھا ۔ عبد العبد بن ابی شعیب جھوٹ بولا تھا ۔ اول الذکر کی تصدیق اور ثانی الذکر کی تکذیبے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی اور ان واقعات سے بھی ثابت ہو گیا کہ عبد العبد بن ابی منافق ہے ۔ اس نے جھوٹ بولا تھا یا ایمما الذین آمنوا لَا تلهمم اهواكہ و لَا — بِمَا تَعْمَلُون

ترجمہ ۔ اے ایمان والو ۔ نہ غافل کرے تم کو تمہارا مال اور نہ تمہاری اولاد ۔ اللہ کے ذکر سے اور جو ایسا کرن ۔ وہ گھاٹا اکھٹا نے ولیمیں جو کچھ ہم نے تم کو عطا کیا ہے ۔ اہمیں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آئے ۔ اور پھر اسے کہنا پڑے ۔ لے میرے پروردگار ۔ تو نے کہیں تھوڑی سی جہالت نہ دی ۔ کہ میں خیرت کرتا ۔ اور نیک بندوں میں شامل ہوتا ۔ اور جب کسی کی موت آجائی ہے ۔ تو اللہ سے وڑا بھی جہالت نہیں دیتا ۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو ۔ اللہ سب جانتا ہے ۔

تفیر ۔ چونکہ منافق اتفاق فی سبیل اللہ سے رکتے اور دوسروں کو روکتے تھے ۔ اور اپنی دولت و کثرت پر ننان ان سمجھتے ۔ اور ذکر اللہ کو خیال میں نہیں لاتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ۔ کہ خبر وارثت ایسا نہ کرنا اور نہ پچھتا ڈسگے ۔

### لُقْسِير سورة الطّيَابُون

لبعض کے نزدیک کہ میں اور بقول اکثر بریغہ میں نازل ہوئی ہے اسمیں طحارة اُستیں دو سو اکتا لیس کلمات اور ایک ہزار ستر حرودت ہیں ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ هٰمٰنِ السَّمَوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۔

وَالْدَّيْنَا مِزْيَدٌ

وَالْجُنُونُ لِلْمُمْتَقِينَ

ترحیمه - اور پرہیز کاروں سے بہشت مراکیک کیجاے جو پہلے بھی کچھ فاصلہ پڑتا ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ فرمائیا (کہ) یہی تو ہے جبکا سپاکیت اللہ کی طرف رجوع لازم اور حدوں کی حفاظت کرنے والے سے وعدہ کیا جا رہا تھا۔ جو بے دیکھ خدا سے ڈننا رہا۔ اور اخلاص والا ولیکر حاضر ہوا ہے۔ جاؤ سلامتی کے ساتھ اوسیں جادا خل ہو۔ یہی یہیش کی زندگی پانیکا دن ہے۔ اون لوگوں کیلئے ہو گا جو کچھ اوسیں وہ چاہیں گے اور ہماری پاس وسیعی بھی زیادہ موجود ہے +

وَكَمْ أَهْلَكَنَا فَبَلَامُ مِنْ قَرْنَةٍ

وَهُوَ شَرِيفٌ

ترحیمه: اونکان امکہ والوں، سے پستہ بہت سی امتیں ہاک کر کی ہیں جوان سے بہت زیادہ طاقت والی تھیں۔ پھر وہ لوگ ڈھونڈتے ہی پھرے کہ نکسیں کہیں پناہ کی جلگہ بھی ہے۔ لگر کہیں ملی بالیقیں ان بالوں میں نصیحت ہجان لوگوں کیلئے جودل (عقل) رکھتے ہیں۔ یا ہوش شہکا نہ لا کر کان لگائیں +

وَلَعْنَ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ فَلَا رَضْنَ

مِنْ لَغْوٍ

ترحیمه: اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ کہ ان کے درمیان ہے اچھے دن میں پیدا کیا۔ اور ہمیں ذرا بھی تکان نہ ہوئی +

فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ

وَآذْبَارَ السَّجْدَةِ

ترحیمه: رائے پیغمبر (امکہ واسے) یہ لوگ (امکہ واسے) جو کچھ کہتے ہیں اوس پر صبر کرو۔ اور افتاب کے نکلنے اور اوسکے ڈوبنے سے پہلا بارے رب کی حمد کیسا تھا اوسکی تسبیح کرتے رہو۔ اور رات میں بھی اسکی تسبیح کرو اور بعد نماز بھی تفسیر۔ سچم زخمی زیدی یعنی نماز پڑھو۔ قبل طلوع اشمس سے نماز فخر مراد ہے اور قبل الغروب سے ظہر و عصر کی طریقہ اشارہ ہے اور من اللیل فتحۃ سے مغرب و عشا مراد ہے و آذبار السجدة کے باب میں عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالبؑ غیرہ سے روایت ہے۔ کہ اس سے مزاد نماز مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں۔ جیسا کہ آذبار النجم سے دو رکعت فجر سنت مراد ہیں مزاد عشا شہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد تسبیح کرو۔ اس سے اسی آذبار السجدة کی طرف اشارہ ہے۔ اسی تسبیح کے باب میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہر نماز کے بعد ۳۳ دفعہ شبیح ان اللہ کیا۔ اور ۳۳ دفعہ الحمد کیا اور ۳۳ دفعہ اللہ الکبیر اور پھر کہا آل اللہ الکلیل و حلقۃ الرشیر یا کہ لہ المدد و لہ الحمد و هو علی کل شی قدر

ترجمہ۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ اسی کامل ہے اور اسی کی ساری تعریف۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ ہی ہے جس نے لوگوں تم کو سید کیا۔ پھر تم پر سے بعض بعض منکر ہو گئے۔ اور بعض تم پر سے ایمان لائے۔ اور تم جو کچھ کرتے ہو۔ اللہ صب و یکھتا ہے۔ اسی نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک ٹھیک بنایا۔ اور تم پر صورت وی اور تمہاری صورت توں کو بہترین صورت بنایا۔ اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ وہ سب جانتا ہے۔ اور جو کچھ تم پر چھپا اور ظاہر برکتے ہو۔ اس سب کا اسکو علم ہے۔ اور اللہ تو دلوں کے خیالات تک سے باخبر ہے۔

**الْهُمَّ يَا تَكَمَّلُ نَبِيُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلِ— وَاللَّهُ عَنِّيْ حَمِيدٌ**

ترجمہ۔ کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی۔ جو اسے پہلے کفر کر چکے ہیں۔ پھر انہوں نے اپنے کاموں کا مرا چکھا۔ اور ان کو دروداں کی غذا بہوت نہیں ہے۔ یہ اس نئے کہ انسکے پاس ان کے رسول دلائیں و مسخرات کے کر آتے رہے۔ تو بھی انہوں نے یہی کہا۔ کیا کوئی آدمی ہی اہم کو ہدایت کرے گا۔ پس انہوں نے انکار کیا اور ہدایت سے منہ موڑا۔ اور اللہ نے بھی انسکی پرداؤ نہ کی۔ اور اللہ تو بڑا بے نیاز اور سزاوار حمد و شناہ ہے۔

**نَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا— وَذَلِكَ عَلَى اللَّهِ لِسَيِّرٍ**

ترجمہ۔ جو کافر ہو بلطفہ ہیں۔ مگر ان کرتے ہیں کہ وہ دوبارہ زندہ کر کے نہیں اٹھائے جائیں گے۔ اے پیغمبر تم ان سے کہہ دو۔ کہ مجھے اپنے پروردگار کی فتنہ تم بالیقین دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے۔ اور بتائے ہاوش کے کہ تم نے کیا کیا کیا اتحدا۔ اور یہ بات تو اللہ کے نزدیک بالکل آسان ہے۔

**فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنَّوْرِ الَّذِي أَنْزَلْنَا— بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ**

ترجمہ۔ (لے لوگوں تم ان منکرین سابق سماں طریقہ اختیار نہ کرو۔ بلکہ) تم اللہ اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے اتارا ہے۔ ایمان لاؤ۔ اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو۔ اللہ کو سب اس کی خبر ہے۔ یوہ بھی مجمعکہ لیوم الحجہ

ترجمہ۔ چس دن کہ وہ جدا و سزا کے لئے نہ کو جمع کرے گا۔ وہ نفع نقصان کا دن ہو گا۔ اور جو اللہ پر ایمان لاتا اور نیک عمل کرتا ہے۔ اللہ اسدن اسپرے اس کے گناہ دور کر دے گا۔

اور سے ان باغوں میں داخل کرے گا۔ جنکے نیچے نہریں ہوتی ہیں۔ اور وہ ہمیشہ انہیں میں میں تک اور جنہوں نے اسکار کیا اور ہماری نشانیوں کو جھٹلا دیا۔ وہ دونوں خیں جایتیں گے۔ اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

**ما اصحاب من مصیبۃ لا ياذن اللہ** ————— بکل شیعی علی یحییٰ  
ترجمہ۔ کوئی مصیبہ نہیں آتی ہے۔ مگر اللہ کے حکم سے۔ اور جو اللہ پر ایمان رکھے۔ اللہ اس کے دل کو ہدایت کرتا ہے۔ اور اللہ ہر بات کا جاننے والا ہے۔ مصیبہ یہ ہے کہ جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے۔ اور جانتا ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے۔ آرام ہو یا تکلیف۔ اللہ ہر کے حکم سے ہوتا ہے۔ اللہ اس کے دل کو صبر و سکون کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ اور اسکی تسلی ہو جاتی ہے۔ مصیبہ بھی اسے مصیبہ نہیں معلوم ہوتی۔

**واطیعو اللہ واطیعو الرسول** ————— امومتوں

ترجمہ۔ اور اے لوگوں اللہ کی ذور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور اگر تم اطاعت میں پھر د۔ تو ہمارے رسول کے ذمے تو صرف واضح طور پر پیغام کا پہنچا دینیں ہے۔ اللہ ہی ہے کہ اس کے سلسلہ کوئی معصوم نہیں۔ اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر اعتماد رکھنا چاہئے۔

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا مَا أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ** ————— العزیز الحکیم

ترجمہ۔ اے ایمان والوں۔ تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں۔ پس تم ان سے بچتے رہو۔ اور اگر تم ان کی خطاؤں کو معاف کرو۔ اور در گذر کر جاؤ۔ اور خشن و توجیہی درست ہے کہ اللہ بھی بخششے والا ہر بان ہے۔ تمہارا مال اور تمہاری اولاد آفت و فتنہ ہے اور اللہ کے یہاں بہت بڑا ہر ہے۔ پس جہاں تک ہو سکے۔ اللہ سے ڈرو۔ اس کے احکام کو سنبھاو اطاعت کرو۔ اور خیرات کرو۔ کہ تمہارے لئے ہر کوی اچھا ہے۔ اور جو جو جملہ طبیعت سے بچا دیا جائے۔ وہ سب خلاج پانیوں ہیں۔ اگر تم خوشی کے ساتھ خدا کو قرض دو گے۔ وہ اسکو تمہارے لئے دوچیند کر دیکا۔ اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دے گا۔ اور اللہ بڑا قادر و ان پر واشنست کرنے والا ہے۔ پوسٹ شیدہ و غلامہ سب کو جانتا ہے۔ زیر درست حکمت واللہ لقشیر۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ بعض اہل مکہ ایمان لائے اور ارادہ کیا۔ کہ مدینہ میں رسول اللہ کے پاس جائیں۔ لیکن زن و فرزند نے جانے نہ دیا۔ جب موقعہ ملا اور زن و فرزند کو لے کر مدینہ آئے۔ اور ویکھا کہ اور سلامان بہت کچھ علم دین حاصل کر چکے ہیں۔ تو انکو اپنی بدنسبی ادا

بدنضیبی کے موجب زن و فرزند پر عضدہ آیا۔ اور انہیں مدد اور ناچاہا ہے۔ اسی پر یہ آیت اترتی کہ دن و فرزند کے کہنے سنتے میں نہ آنا چاہئے کہ بسا اوقات وہ راہ برداشت سے گم کر دیتے ہیں لیکن چونکہ جو کچھ ہونا تھا۔ ہو چکا۔ اس لئے اب انہیں معاف کر دو۔ ایذا تو تکلیف دیتے سے کیا حاصل ہو گا۔

## لُقْسِيْرُوْرَةُ الطَّلَاقِ

یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی۔ آمیں بارہ آیتیں۔ دو سو انجاں کلمات اور انہیں سارے حرف ہیں  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یا ایجھا النبی اذَا طَلَقَهُ النَّسَاءَ — لکھلشی قدرًا

ترجمہ۔ اے پیغمبر حب تم ایمان والے لوگ بیویوں کو طلاق دو۔ تو انکو عدۃ کیلئے طلاق دو۔ اور عدۃ کو گئی رہو۔ اور اپنے پروردگار سے ٹڑو۔ اور انکو انکے گھروں سے نکالو۔ اور وہ نہ نکالی جائی چاہیں۔ گریے کہ کوئی کھلی بھیایی گریں۔ اور یہ السد کی باندھی ہوئی حدیں ہیں۔ اور جو اللہ کی حدود سے قدم باہر نکالے۔ وہ اپنے نفس پر خلم کرتا ہے۔ سمجھے کیا یہ جو شاید اللہ طلاق کے بعد کوئی ایسی بات پیدا کوئے۔ (کہ بچھر میں ہو جائے) اوجبع تین اپنی عدت کی مدت کو پورا کر دیں۔ تو یا تو بھلانی کے ساتھ انہیں روک لو۔ یا بھلانی کے ساتھ رخصت کر دو۔ اور اپنے میں سے دو آدمیوں کو گواہ بناؤ۔ اور اے کوئو خدا کو ماں کو حق حق گواہی دو۔ ان بالوں سے ان لوگوں کو نصیحت کی جاتی ہے۔ جو اللہ اور روت آختر پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو اللہ سے ڈرے گا۔ اللہ اس کے لئے مخلصی کی صورت نکال دیگا۔ اور ایسی جگہ سے رزق فرے گا۔ کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو سکا۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرے گا۔ اللہ اس کے لئے کافی ہے۔ بالیقین اللہ اپنچا چاہا پورا کرنے والا ہے۔ اور اللہ نے بیشک ہر حریز کا ایک اندازہ کھٹکا رکھا ہے۔

لُقْسِيْرُوْرَةُ الطَّلَاقِ اذَا طَلَقَهُ النَّسَاءَ۔ آیت میں خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ مگر خطاب میں امرت بھی شامل ہے۔ یا یہ کہ قتل۔ خطماں کے بعد محندرفت ہے۔ یعنی اسے نبی ہم اپنی امرت سے کہرو۔

طَلَعْتُو الْعَدْلَ تَقْنَنَ۔ اور اسے سیاق آیت کے یعنی معاوم ہوتے ہیں۔ کہ قوبو اگر تمہیں

کبھی طلاق دینے کی نوبت آئے۔ تو اپنی بیویوں کو عدت کیلئے طلاق دیا کرو۔ نہ تعلیق و اخراج  
کے لئے۔ اسلام سے قبل عرب میں دستور تھا۔ کہ عورتوں کو طلاق دیتے تھے۔ تو ایذا و  
افزار کے لئے طلاق دیتے تھے۔ تعلیق کی صورت تھی۔ کہ مرد بیوی کو طلاق دیتا۔ لیکن  
اسے عدلیٰ کی نوبت نہ آتی۔ کہ پھر جو جمع کر لیتا۔ نہ اس نیت سے کہ بیوی بننا کر رکھے۔  
بلکہ حضرستا نے کیلئے رجوع کرتا۔ اور پھر طلاق دیدیتا۔ یونہی مدت العمر کرتا رہتا۔ اور  
عورت غریب اس کے گھر میں نہ بیوی بن کر رہتی۔ نہ اس کے ظلم سے چھٹکارا ہی پاتی  
بعض تعلق نہ رکھتے۔ تو کھڑے کھڑے طلاق ویکھر سے نکال دیتے۔ یہ دونوں  
صورتیں عورتوں کے حق میں خفت ظلم تھیں۔ اسلام نے نہ صرف تعلیق کو منع کیا۔ بلکہ  
مذکورہ بالا آیت کے ذریعہ حکم دیا۔ کہ عورتوں کو طلاق دو۔ تو عدت کے لئے دو۔ یعنی  
عدت کرنے دو۔ فوراً نہ نکالو۔ کہ شاید غیظ و غضب میں طلاق ہے۔ بیٹھے ہو۔ اور پھر  
رجعت کرنا چاہو۔ تو اگر بیوی کو ذلت کے سلاخن نکال دیا ہے۔ تو اب نہ خود رجوع کرنا  
آسان ہو گا۔ اور نہ اس عورت کا دل اس بات کو گوارا کرے گا۔ یہ دوسری صورت جاہلی  
میں آج کل بھی مرقوم ہے۔ کہ حب بگھڑتے ہیں۔ تو بیوی کو طلاق دیکھ کھڑے کھڑے گھر سے  
نکال دیتے ہیں۔ مگر مفسرین نے بعد، بھن کے معنی یہ لکھے ہیں۔ کہ طلاق طہر کی حالت  
میں دو۔ کہ عدت طہر ہائی پر جا کر ختم ہوتی ہے۔ طہر ہائی سے شروع ہونا چاہئے تھیغ  
کی حالت میں بیوی کو طلاق نہ دو۔ ثبوت میں احادیث نقل کی ہیں کہ عبد اللہ بن عمر  
ابنی بیوی کو حیفہ کی حالت میں طلاق دیدی تھی۔ رسول اللہ نے سنا۔ تو اپنا خوش  
ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ کہہ دو کہ رجوع کرے۔ طہر کے بعد چاہے طلاق ہے چاہے  
بیوی بننا کر رکھے۔ حیض کی طلاق طلاق نہیں۔ یہ واقعہ بجا ہے خود صحیح ہے۔ لیکن  
سیاق قرآنی اس معنی کا یہاں متحمل نہیں ہوتا۔ معنی وہی تھی جو ہیں آتے ہیں۔ جو اولاد  
مذکور ہوئے۔ اسی لئے آئے فرمایا۔ والقتو اللہ سبکم و لا تخرجوهن من بیویوں  
یعنی اللہ سے ڈرو۔ اور طلاق جیتے ہی بیویوں کو گھر سے نہ نکالو۔ کہ یہ خفت ظلم اور  
خلاف حکمت ہے۔ ہاں الراہنوں نے کوئی سکھلا مخفی مبررا کام کیا ہے۔ تو فوراً نہ کمال  
دینے میں کوئی مصلحتی بھی نہیں۔ کہ ایسی ناپاک عورت کو گھر میں رکھا ہی نہیں جا سکتا۔  
لا تدری لعل اللہ یحدا ث بعد ذا لک اصرًا۔ یعنی اللہ نے جو عدت کا قاعدہ باندھا۔

ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ شاید عدت کے زمانہ میں اللہ کوئی ایسی بات پیدا کرنے۔ کہ تم طلاق سے پچھتا وُ - اور مطلقاً کو بیوی رکھنے پر راضی ہو جاؤ - اگر ایک بارگی تم نے ان کو نکال دیا۔ تو پھر اس کا موقعہ کہاں مل سکتا ہے۔ رہی تفریق وہ بعد عدت بھی ایسی ہی ممکن آسان ہے۔ جیسے کہ طلاق فتیتے ہی ممکن و آسان تھی۔

فاذالبغض احتجهن۔ لے آخرہ اس آیت کی تفسیر سابق مفصل بیان ہو چکی ہے۔ واشهدوا ذوی عدل منکم۔ عدت گذرجانے کے بعد جب مطلقاً کی طرف بخوبی کرو یا حدا تو اسوقت دو عادل اور راستیاں کو گواہ بنالو۔ اور گواہوں کو چاہئے کہ وہ شہادت پر قائم رہیں۔ اور جو اللہ سے ڈر نیگے - حزاہ وہ طلاق دینے والے ہوں۔ یا گواہ شہادت کے لئے رطابی جھگڑے سے مخلصی کی کوئی صورت نکال دیگا۔ اور غیرہ سے رزق دے گا۔ یعنی جو لوگ روزی اور نفقة سے تنگ اگر بیوی کو طلاق دیتے ہیں۔ یا بیوی کے ساتھ رطابی جھگڑا رہنے کی وجہ سے جب وہ عدت کیلئے طلاق دیں گے۔ اور اللہ سے ڈر کہ اس کے حکم کی تعقیل کریں گے۔ تو اللہ بھی اس فساد باہمی کو مٹا دے گا۔ اور رزق بھی عطا کرے گا چنانچہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بیوی میاں سے نفقة کی بابت مشکالت کرتی ہے۔ وہ طلاق دیدتیا ہے اب اس کی آنکھ کھلتی ہے۔ اپنی بد مزاجی اور دل آزاری کو محسوس کرتی ہے۔ اور تو پہ کوئی سی ہے۔ کہ آئندہ ایسا نہ کروں گی۔ رجعت ہو گئی۔ تو پھر میاں بیوی دلوں اس طرح رہنے لگتے ہیں جیسے کبھی کچھ مہوا ہی نہ تھا۔ محفوظ نفقة کے خوف سے بیوی کو طلاق دیدتیا یہ سخت ناجواہز و دل کام ہے۔ اگر وہ طلاق دیکر بھی پچھتا ہیں اور جو عکر لیں۔ اور اللہ کو رزاق سمجھ کر اپنی طرف سے حصول معاش کی کوشش کریں۔ تو اللہ برکت دیتا ہے۔ اور گھر تکریب کر بنجاتا ہے۔ یہی وہ روزمرہ کے واقعات ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیات میں حکیمانہ اسلوب پر بیان کئے ہیں۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے کا حکم دھا۔ کہ طلاق دلوں عدت کے لئے طلاق دو۔ فوراً بیویوں کو نہ نکالو۔ اس لئے عدت کی مدت کا مقرر کرنا ضروری تھا۔ اگلی آیت میں اسکو بیان کر دیا۔

وَإِذْئَا عَيْنَ مِنَ الْمُحْيِينَ — من اصر ۵ دیسرا ۵

ترجمہ - اور وہ عورتیں جو حیض آنے سے مالوس ہو چکی ہیں۔ اگر تمہیں شک ہو۔ تو ان کی عدۃ تین ہینے کا ہے۔ اور اسی طرح ان عورتوں کا بھی جو ابھی سن حیض کو نہیں پہنچیں۔ اور حمل

والي عورتوں کی میعادیہ ہے کہ وہ وضع حمل کریں ۔ اور جو اللہ سے ڈیکھے گا ۔ اللہ اس کے لئے اپنے حکم سے آسانی کرو دیکھا ۔

**تفسیر ذوات الاقرار** ۔ نیز جن کے شوہر مر گئے ہوں ۔ ان کا عدد سورہ بقریٰ میں بیان ہو چکا یہاں آسیہ ۔ نا بالغہ اور حاملات کا عدد بیان ہوا ہے کہ جو عورتیں ابھی سن بلوجع کو نہیں پہنچیں ۔ یا اتنی بوڑھی ہو گئی ہیں کہ اب حیض کی اسید نہیں رہی ۔ تو ان کا عدد تین چھینہ کا ہے ۔ اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے ۔ ان امرات کے معنی یہ ہیں کہ نہیں شبہ ہے کہ حیض سے مالیوس ہوئی ہیں ۔ یا نہیں ۔ یا حیض ہوتا ہے ۔ کہ استحاشہ قوام صورت میں ان کا عدد ذوات الاقرار کا نہیں ۔ بلکہ تین چھینہ کا ہونا چاہئے بعض کہتے ہیں کہ ان امرات کے معنی ہیں اشکل علیکم یعنی ان کا بڑا عدد نہیں ناگوار ہو ۔ تو تین چھینہ کا سہی ۔ مگر ہونا ضرور چاہئے ۔ لیکن سیاق سے پہلے ہی معنی مربوط معلوم ہوتے ہیں ۔

**ذالک امر الله انزل له المکرم** لہ اجرہ  
ترجمہ ۔ یہ اللہ کا حکم ہے ۔ جو اُس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے ۔ اور جو اللہ سے ڈر دیکھا  
اللہ اس کے گناہ اس سے دور کر دیکھا ۔ اور اللہ اس کا اجر بڑھائے گا ۔

**اسنکنو وھن من حیث سکنتم** بعد عشرہ سیسا  
ترجمہ ۔ جن عورتوں کو عدت کیلئے طلاق دو ۔ انکو اپنے پیسیہ سے اسی طرح رکھو ۔ جیسے خود  
ہے ہتھ ہو ۔ دیا وہیں رکھو جہاں خود ہے ہتھ ہو ۔ اور اپنے تنگی کرنے کے لئے انہیں ایندازہ دو ۔  
اور اگر وہ حمل والیاں ہوں ۔ تو اپنے خرچ اٹھاتے رہو ۔ یہاں تک کہ وہ وضع حمل کریں ۔  
بچھرا گر وہ تمہارے بچکو تمہارے لئے دو دھوپ لایں ۔ تو انہیں اس کی اجرت دو ۔ اور عرمت و  
دستور یا محل مناسیب سے باہم صلاح مشورہ کرو ۔ اور اگر تم میں کشمکش ہو جائے ۔ تو اس کچھ  
کو کوئی اور دو دھوپ لائے گی ۔ اور چاہئے وسعت والا اپنی وسدت کے موافق خرچ کرے ۔  
اعد جب کارزق پیٹھلا ہو ۔ تو اُسے جتنا اللہ نے دیا ہے ۔ اسی کے موافق خرچ کرنا چاہئے ۔ مخدالے  
جسکو جتنا اسے رکھا ہے ۔ وہ اس کو اس سے زیادہ تخلیف نہیں دیتا ۔ عنقریب اللہ تنگی کے  
بعد فراخی بھی دے گا ۔

**تفسیر حاملہ مطلاقہ کا عدد وضع حمل کے ساتھی ختم ہو جاتا ہے ۔ خواہ وہ طلاق کے**

دو چار دن بعد ہو چلئے ۔ یا آٹھ فوہینہ کے بعد ۔ و ضع حمل کے ساتھی عورت اس قابل نہیں ہوتی کہ وہ بچہ کو سونپ کر اپنی راہ لے ۔ اور خود مرد کو بھی بچہ کی رضاعت کا فکر و انتکیر ہوتا ہے ۔ وہ بھی مرضعہ کا حاجمتند ہوتا ہے ۔ اور بہترین مرضعہ خود مال ہو سکتی ہے ۔ اس نئے اللہ تعالیٰ نے طفین کی منصافت کی بنا پر حکم دیا کہ تم آپس میں گفتگو کر کے دو وھ پلائے کافی تعلیر کرلو ۔ نہ عورت کو اب موافق پاکہ ہماری بنتا چاہئے نہ مرد کو ماں کی نامستا پر لخڑک کے برائے نام کچھ سے دلا کر دو وھ پلائے پر مجبوہ کرنا چاہئے ۔ بلکہ عرف و دستور معمولیت و آدمیت سے باہم قرار دا کر لیجی چاہئے ۔ کہ اسی میں دلوں کا فایروہ ہے ۔ اور اگر کسی حالت میں دلوں میں بات نہ بن سکے ۔ سو عسرت و تکلیف ہیا اُس کو ۔ تو اس حالت میں بچہ کے لئے کوئی نہ اور مرضعہ تماش کرنی چاہئے ۔ بہر حال وسعت والے کو اپنی وسعت کے متوافق حنیخ کر سئے میں وسیع نہ کرنا چاہئے ۔ اور تنگیست کو اپنی حیثیت کے متوافق دینا چاہئے ۔ اسکے زیادہ بالغنا بھی تکلیف مالایطا ہے ۔

وَكَانَ مِنْ قَرِيْبَهُ عَذَّتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا — تَدْ اَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ ذُرْقًا  
ترجمہ یہ ہے کہ جنہوں نے اپنے پرور و گار کے حکم اور اس کے رسولوں سے سرتباہی کی ہم نے بھی ان سے بڑی سختی سے حساب لیا ۔ اور انکو نہایت سخت عذاب دیا ۔ پس انہوں نے اپنے کاموں کا مزدہ حکچا ۔ اور انکے کام کا انجام ٹھہرا ۔ ہم اسے اللہ نے انکے لئے عذاب شدید اور تیار کر رکھا ہے ۔ پس اے ہم قلمندو ۔ تم اللہ سے ڈر رہ جو ایمان لا چکے ہو ۔ بالیغین اللہ نے تمہاری طرف تضییحت کر نے والا رسول چھوپا ہے جو تم کو اللہ کی کھلی کھلی آئیں پڑھ کر سنتا ہے ۔ تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لا سکے اور جنہوں نے اچھے عمل کئے ۔ جہالت کی تاریکیوں سے علم کے نور تک پہنچائے ۔ اور جو حض اللہ پر ایمان لا سکے گا ۔ اور نیک عمل کر سکے گا ۔ اللہ اس کو ان باغوں میں جگہ دیگا ۔ جن کے پنچے سے نہ رہیں ہیں ۔ اور وہ ہمیشہ انہیں یا عوں میں رہیں گے ۔  
اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبِيعَ سَمَوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ — بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِمَ

اللہ ہی ہے جس نے ساتوں آسمان بنائے ۔ اور انہیں کی برا بر زیستیں ۔ آسمانوں اور

زینیوں کے درمیان اس کے احکام نازل ہوتے رہتے ہیں۔ تاکہ تم جائزہ اللہ تمام باقتوں پر قاعدہ ہے۔ اور یہ کہ اللہ کا علم سب چیزوں کو محیط ہے۔

## تفسیر سورۃ الحريم

مدینہ میں نازل ہوئی۔ اسمیں بارہ آیتیں۔ دو سو نتالیں کلمات اور یکھواڑا شاہروں میں  
بیس مَلِكُهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

**يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ مَا أَحَدَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ الْحَكِيمُ**

ترجمہ۔ اے پیغمبر اللہ نے جو چیزیں تھاںے لئے حلال کی ہیں۔ تم کیوں انکو حرام کرتے ہو۔ تم اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہو۔ اور اللہ بخششہ والا ہر بان ہے۔

تفسیر منقول ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹھاں پسند تھی۔ اور ازواج مطہرات تابہ امکان آپ کے مرغوبات کا خیال رکھتی تھیں۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ آپ علی اختلاف الروایت حفصہ بنت عمر یا زینب بنت جحش کے حجرہ میں حسب عادت تشریع نے لگئے۔ انہوں نے آپ کو شہد کا شربت پلایا۔ اور آپ مستور کے خلاف کچھ دیرانکے پاس زیادہ ٹھہرے۔ حضرت عائشہ کو شہد پلانے اور آپ کے زیادہ ٹھہر نے کا علم مہوگیا۔ ازراہ رشک اپنے باقی ازواج کو بیہکا یا۔ کہ جب رسول اللہ تھاںے پاس آئیں۔ تو کہنا کہ آج آپ سے شیرہ عرفظ کی بوآتی ہے۔ میں بھی ایسا ہی کہونگی۔ مطلب یہ تھا۔ کہ رسول اللہ کو کہیں ان بیویوں سے زیادہ محبت نہ ہو جائے اور آج کی طرح ہمیشہ انکے پاس زیادہ نہ ٹھہر نے لگیں۔ چنانچہ ازواج نے ایسا ہی کیا۔ آپ کو چونکہ ہر بوار چیز سے سخت نفرت تھی۔ اور شیرہ عرفظ میں بھی ایک قسم کی بیویتی ہے۔ آپ نے جب بتا تری ہی سنا۔ کہ شیرہ عرفظ کی بوآتی ہے۔ حالانکہ آپ کو شہد پلایا گیا تھا۔ آپ نے شہد بھی نہ کھانے کا ارادہ کر لیا۔ اور جس بیوی نے شہد پلایا تھا۔ اس سے بھی ناخوش ہو گئے۔ یہ سب کچھ چونکہ ازواج کے کہنے سننے اور انکی رضا جوئی کے باعث کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ جو چیز ہم نے تھاںے لئے حلال کی ہے تم اس کو اپنے اور کیوں حرام کرتے ہو۔ اپنے ارادہ سے بازاً جو کچھ ہوا ہو۔ اس سے درکذر کی شنی۔ آئندہ ایسا نہ کرنا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازوج کے پاس ایک ایک دن باری سے جایا کرتے تھے۔ ایک دن حفصہ بنت عمر کی باری تھی۔ انہوں نے اس دو اپنے باپ کے ہاں جانے کی اجازت مانگی۔ اور پلی گئیں۔ آپ نے اس روز انہیں کے گھر پیش ماریہ متبطیہ کو اپنے پاس بلالیا۔ اتفاق سے حفصہ جلدی ہی واپس آگئیں۔ مگر یہ ویجھ کر کر ماریہ اندر ہیں۔ آپ اندر نہ لئیں۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازوج سے برآمد ہوئے تو شفقت کی کہ آپ نے میری حرمت کا کچھ بھی پاس نہ کیا۔ میری باری میں نونبڑی کو اپنے ساتھ کیا۔ آپ کو بھی اس کا خیال ہوا اور فرمایا۔ کہ ماریہ میری نونبڑی ہے۔ جسے اللہ نے مجھ پر حلال کیا ہے۔ لیکن تمہاری فاطر آج سے وہ مجھ پر حرام مکرم بھی اب اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ نونبڑی کو ہم نے حلال کیا ہے۔ تم اپنے اوپر ازوج کی خاطر حرام کرتے ہو۔ یہ کیا۔ رجوع کرو اور آئندہ ایسا نہ کرنا۔ جو ہوا معاف کیا گیا۔ یہ روایت آیات لاحقہ سے زیادہ مربوط ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہو گا۔

**د اذا اسر النبى الى بعض امنزل لجه حدثىا ————— العليم الخبر**

ترجمہ۔ اور جبکہ نبی نے اپنی کسی ایک بیوی سے چکے سے ایک بات کہی۔ پس جبکہ اس بی بی نے راز واری کے خلاف وہ بات کہدی اور اللہ تعالیٰ یہ حقیقت نبی پر ظاہر کروی۔ تو نبی نے اس بات کا کچھ حصہ اس بی بی سے کہا اور کچھ سے اغماض کیا۔ پھر جب نبی نے بیوی کو اس بات کے آگاہ کیا۔ اس نے کہا۔ آپ نے یہ کہا۔ تو نبی نے کہا۔ کہ مجھ کو علم و خبر والے اللہ نے آگاہ کیا ہے۔

تفسیر۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کہکر باہر تشریف لیکئے۔ کہ اچھا میں تمہاری خاطر ماریہ کو اپنے اوپر حرام کے ملیتا ہوں۔ لیکن تم بھی اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ تو حفصہ نے لب دیوار کھڑے ہو کر عالیشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ سارا ما جرا کہہ دیا۔ کہ خدا کا شکر ہے۔ ماریہ سے چھٹکا رہو گا۔ رسول اللہ نے اسے اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔ اور سارا قصہ بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جیریں علیہ السلام کو بھیجا۔ اور رسول اللہ کو آگاہ کیا۔ کہ حفصہ نے تمہارا ران عالیشہ سے کہدیا ہے۔ آپ نے جا کر حفصہ کو جتنا یا۔ کہ تم نے آخر کہدیا۔ اور ناخوش ہو گئے۔ یہاں تک مشہور ہو گیا۔ کہ رسول اللہ نے ازوج کو طلاق دیدی جالانک طلاق نہ دی تھی۔ صرف خدمت سے ہجور کر دیا تھا۔ بہر حال واقعہ شہد کی بابت ہوا ہو۔

یا ماری قطبیہ کا۔ یا کوئی اور واقعہ جسے اللہ تعالیٰ نے بصرت ذکر نہیں فرمایا۔ بلکہ صرف ایسا و اشارہ پر اکتفا کیا۔ حفصہ و عالیشہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ اعلیٰ نے بعض الیٰ باتیں کیں کہ رسول اللہ کو سچ ہوا۔ اور انہیں شکر فی چاہیں حقیں۔ کیونکہ ازواج بنی ہوئے کی وجہ سے ان کی عادتیں اور ان کا خفیط و تحمل بھی عام عورتوں سے زیادہ اور سب سے زیادہ ہونا چاہئے تھا۔ میکن ببقا ضمایرے بشریت ان سے تفہیم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس لئے انکو سخت ترین سرزنش فرمائی اور کہا۔

وابکارا

ان توبہ الى الله

ترجمہ۔ تم و نوں دھفصہ و عالیشہ کو چاہئے کہ اللہ کے سامنے توبہ کرو۔ کہ تم و نوں کے دل کچھ ہو گئے ہیں۔ اور اگر تم و نوں بنی پرسانہ سے غالب آئے کا ارادہ کروگی۔ تو اللہ اس کا مددگار ہے۔ اور جبیر بن سلمان اور اور فرشتے بھی مددگرنے والے ہیں۔ اگر بھی نے تم کو طلاق دیدی۔ تو قریب ہے۔ کہ اس کا پروٹوگار اسکو تم سے بہتر بیویاں بدل لے۔ جو مسلمہ۔ ایمان والیاں۔ طاعت لذار۔ توبہ کرنے والیاں۔ خاک لذار۔ روزہ دار شخصیہ اور دو شیز ایں ہوں۔

**تفسیر۔** آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ نے حفصہ و عالیشہ یا کسی اور بیوی کو طلاق نہیں دی تھی۔ صرف ناخوش ہو کر ہجور کر دیا تھا۔ تاکہ تاویب ہو جائے۔ اور آئندہ کوئی بیجا چرات نہ کر سکیں۔ چونکہ رسول کے حکم کی خلاف ورزی اور آپکی ایذا جیسے اور مسلمانوں کے لئے نامتناہی اور مجری تھی۔ ازواج کے لئے بھی بوسی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عتاب کیا۔ اور فرمایا۔ تم نے خطا کی۔ کہ رسول کو ناخوش کیا۔ تم اپنے اوپر اتراؤ۔ نہیں۔ اگر تم بنی پریوں زور باندھنا چاہو۔ جیسے کہ بینہ کی عام عورتوں کو شوہروں پر غالب ویکھتی ہو۔ تو یہ ناممکن ہے۔ اللہ اور اس کے تمام ملائک بھی کے مددگار ہیں۔ پھر تم کیا غالب اسکو گی۔ اور اگر اس اشاد میں بنی نے تم کو طلاق دیدی۔ تو پھر سمجھ لینا کہ ہم اس کو تم سے بہتر بیویاں دیدیں گے۔ بگاڑھتھا رہو گا۔ نہ کہ بنی کو کوئی نقصان۔

یا ایحیا الذین آمنوا فَوَا النَّفَسُكُمْ وَ اهْصَلِیکُمْ نَارًا۔ — ما یوم مردن

ترجمہ۔ اے ایمان والوں تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ۔ جسکا اپنیدھن آدمی اور پھر ہیں۔ جس پر سخت اور بد منازع فرشتے متین ہیں۔ جو کچھ اللہ انکو حکم دیتا ہے